نام کتاب	:	قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب
مصنف	:	مولانا مَلِک محمد شبیر عالم صاحب مصباحی
زیر اہتمام	:	دارالعلوم سدرۃ المنتہیٰ ۹ ۳۹ ؍رائڈ اسٹریٹ کلکتہ ۱۶
پروف ریڈنگ	:	مولانا وجہ القمر مصباحی
سن اشاعت	:	ربیع الاول شریف ۱۴۲۹ھ؍مارچ ۲۰۰۸ء
سن اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ؍جولائی ۲۰۱۴ء
صفحات	:	۳۲۰
قیمت	:	روپے
ناشر	:	اسلامک پبلشر ے ۴۴۴، گلی سروتے والی، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۱۰۰۰۶

مصنف سے رابطہ

MD. Shabbir Alam
22,Elliot lane, Pearl Court ,Ground Floor, Home, No.1
Po,Park Street, Kolkata 700016. (W.B.) India
Phone: (0)9163378692 (0)9681155485, (0)9903429656,
Email.(1) msa_traders@rediffmail.com
(2) susalma786@yahoo.com

شرف انتساب

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

میری یہ کاوش علم وحکمت اور تعلیم وتربیت کی قابلِ افتخار درس گاہ

مادرِ علمی
الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

کے نام

جو عالمی سطح پر اہل سنت وجماعت کا باوقار دینی، علمی اور فکری نمائندہ وترجمان ہے اس کا اجر وثواب والدہ محترمہ مرحومہ مسعودہ خاتون متوفی ۲۸؍ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ؍مطابق ۸؍فروری ۲۰۰۵ء مدفون مرشدہ آباد بنگال اور والدِ گرامی جناب مَلِک محمد صدیق عالم مرحوم متوفی بروز جمعرات ۱۸؍ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۹؍جنوری ۲۰۰۶ء کے نام، جو چِتر ادُرگہ کرناٹک کے قبرستان میں مدفون ہیں میری زندگی کی ہر کامیابی ان کی دعاؤں کی مرہون منت ہے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًاؕ ۱۵ع ۳ سورہ بنی اسرائیل ۲۴)

اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھوٹے پن (بچپن) میں پالا۔

ابرِ رحمت اُن کے مرقد پر گہرباری کرے حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

ابوطیبہ: مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی

فہرست

آثار وتبرکات کا بیان

حضور کے تبرکات کا بیان

درود وسلام کا بیان

تقلید کرنے کا بیان

قیاس واجتہاد کرنے کا بیان

بدعت کا بیان

کچھ متفرق مسائل کا بیان

کچھ اس کتاب کے متعلق

(۱) پوری کتاب سوال و جواب پر مشتمل ہے اور ہر سوال کا جواب قرآن پاک کی آیتوں اور بخاری شریف کی حدیثوں سے دیا ہے۔

(۲) قرآن پاک کی آیتیں اعراب سے مزین ہیں اور ہر آیت کے ساتھ پارہ نمبر، رکوع نمبر، سورہ کا نام اور آیت نمبر لکھ دیا ہے۔

(۳) قرآن پاک کی آیتوں کا اردو ترجمہ کنزالایمان سے دیا ہے۔

بخاری شریف کی عربی عبارتیں بھی اعراب سے مزین ہیں اور ہر حدیث کے ساتھ بخاری شریف کا جلد نمبر، صفحہ نمبر، کتاب، باب اور حدیث نمبر لکھ دیا ہے۔

(۴) صفحہ نمبر ہندوستان میں چھپنے والی عربی کتاب کے اعتبار سے ہے میرے مطالعے میں ''**مجلس برکات**'' **جامعہ اشرفیہ مبارک پور** کا نسخہ ہے۔

(۵) حدیث نمبر ''صحیح بخاری'' **المکتبة العصریه**، بیروت، لبنان، سال اشاعت ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۴ء کے نسخہ سے ہے۔

(۶) حدیث پاک کے ترجمہ میں الفاظ کے معانی کا خصوصی خیال رکھا ہے یعنی رعایت الفاظ کا اہتمام کیا ہے بحمدہ تعالیٰ: اردو کو اصل عربی سے ملایا جاسکتا ہے، میرے موقف کی صحت کا جائزہ لیا جاسکتا ہے، اور کسی بھی حدیث کو دلیل و ثبوت کے طور پر کہیں بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

(۷) کل مضامین: دوسو اٹھائیس (۲۲۸)۔ سوال و جواب کی تعداد: ایک سو سترہ (۱۱۷)۔ قرآن پاک کی آیتیں: دوسو تین (۲۰۳)۔ بخاری شریف کی حدیثوں کی تعداد: دوسو آٹھ (۲۰۸) ہے۔

حرف آغاز

بحمدہ تعالیٰ: **قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب**، کا یہ نیا ایڈیشن ہے۔

مارچ ۲۰۰۸ء میں ادارہ تصنیفات کلکتہ، جامعہ اہلسنت حضرت ٹیپو سلطان شہید کرناٹک اور اسلامک پبلشر دہلی سے اس کی اشاعت ہوئی تھی مقبولت کے پیش نظر اسلامک پبلشر سے اس کی اشاعت برابر جاری ہے۔

اب ۵۴۰ صفحہ پر مشتمل ایک ضخیم کتاب **بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات** کی اشاعت کے بعد جب **جامعہ ریاض الجنہ** کی دعوت پر پھر سے ۲ / اکتوبر ۲۰۱۳ء کو کناڈا آنا ہوا تو میں نے سب سے پہلے **قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب** پر نظر ثانی کرنا ضروری سمجھا کیونکہ اس کتاب کے حوالے میں حدیث نمبر کی کمی تھی اور کچھ حوالہ بھی اِدھر کا اُدھر ہوگیا تھا، حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ کا مقدمہ یوں ہی برقرار ہے باقی پر نظر ثانی اور کچھ اضافہ کے بعد یہ نیا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے، ہندی، بنگلہ اور انگریزی میں بھی اس کتاب پر کام ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ: بہت جلد ان زبانوں میں اس کی اشاعت ہوگی۔

مجھے اس کتاب کی تکمیل میں اپنے محب گرامی شہید بغداد شریف حضرت مولانا اسید الحق عاصم القادری ازہری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شدت سے کمی محسوس ہوتی رہی کہ جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی میں فوراً ان سے مشورہ کرلیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے۔ آمین **بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن**۔

میں نے اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کے مذہبی معمولات و عقائد کا قران کریم کی آیتوں اور بخاری شریف کی حدیثوں سے تحقیقی جائزہ لیا ہے اور مضامین کو حوالوں سے مزین کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

استاذ گرامی حضرت علامہ الشاہ مفتی احمد القادری صاحب مصباحی، اسلامک اکیڈمی، امریکہ، نے اپنے گراں قدر تاثر لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور محققِ مسائل شرعیہ حضرت علامہ مفتی آلِ مصطفی صاحب مصباحی نے اپنی تقریظ سے اس کتاب کو درجۂ استناد عطا فرمایا۔

پھر بھی میری کم علمی کے سبب غلطیوں کا امکان ہنوز باقی ہے تنقید برائے اصلاح غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں نوازش ہوگی۔

میں انتہائی مشکور ہوں سپریم کونسل آف کناڈا کے چیرمین پروفیسر امام سید بدیع الدین سہروردی صاحب قبلہ اور جامعہ ریاض الجنہ کے اراکین کا جو مجھے ہمیشہ سراہتے رہے اور میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

نذرانۂ خلوص پیش کرتا ہوں میں اپنے محب ومخلص دوست اسپریچول سوسائٹی آف کناڈا کے روحِ رواں جناب محمد صادق پٹیل صاحب کا: جو میری ہر پکار پر حاضر ہوکر دیارِ غیر کی اجنبیت کو ختم کردیتے ہیں۔

جَزَاكَ اللّٰهُ تعالیٰ فِی الدَّارَيْن۔

دعا الٰہی ہے شاذ کی یہ ہوجائے تازہ دلوں میں ایماں
تو اِس رسالہ کو عام کردے کہ فیض پاجائیں سب مسلماں

اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے اتفاق واتحاد میں معاون ومددگار بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طالبِ دعا

ابوطیبہ: مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی

نزیلِ حال: توکل مسجد، جیراڈ اسٹریٹ ایسٹ، ٹورنٹو، کناڈا۔

بروز جمعہ، ۲۳ رجب المرجب / ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ مئی / ۲۰۱۴ء

مصنف کا سوانحی خاکہ

نام: مَلِک محمد شبیر عالم ولدیت مَلِک محمد صدیق عالم بن مولوی مَلِک محمد فدا حسین قادری بن مَلِک محمد سخاوت حسین بن مَلِک محمد ہمت علی۔

مولد: نوادہ، بہار تاریخ پیدائش : ۲۵/ستمبر ۱۹۶۹ء

سلسلۂ نسب: مدار الملک حضرت مَلِک بیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غزنوی، جو بادشاہ فیروز شاہ کے دور میں ہندوستان آئے، شاہی فوج میں سپہ سالار رہے قلعہ رہتاس سہسرام، بہار کی جنگ میں شہید ہوئے، تاریخ شہادت ۱۳/ذی الحجہ ۷۵۳ھ ہے۔

آپ کا مزار پاک بہار شریف میں ہے، ہندوستانی آثارِ قدیمہ میں شمار ہوتا ہے اور ہندوستانی حکومت کی ماتحتی میں مرجع خلائق ہے۔

ابتدائی تعلیم: بڑی مسجد، برہم پور، مرشدہ آباد، جامعہ عربیہ غوث اعظم، کلکتہ، جامعہ مختاریہ، پرتاپ گڑھ۔

حفظ وقرأت تا فضیلت: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۴ء

تعلیمی لیاقت درس نظامیہ : حافظ، قاری، عالم، فاضل۔

تعلیمی لیاقت درس عالیہ: منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل دینیات، فاضل طب جی، اے، ایم ایس، پُروانچل آیورویدیک میڈیکل کالج، مئو۔

مذہبی خدمات: ۱۹۹۵ء تا ۲۰۰۰ء مبارک پور، ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۶ء کرناٹک ۲۰۰۷ء سے کلکتہ

بیرونی ممالک : ۲۰۱۱ اور ۲۰۱۳ سے جامعہ ریاض الجنہ، ٹورنٹو، کناڈا۔

تصنیف وتالیف: (۱) گلدستۂ نقابت (۲) تجلیاتِ قرآن (۳) تجلیاتِ رمضان (۴) تجلیاتِ شبِ قدر (۵) تکبیر کا مسئلہ (۶) مصافحہ کا سنت طریقہ (۷) قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب (۸) جشن آمد رسول (۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی وعقیقہ کے فضائل ومسائل (۱۰) بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات۔

مقدمہ

حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب بانی دارالعلوم قادریہ ورکن المجمع الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

زیر نظر کتاب ’’ **قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب** ‘‘ عزیزی مولانا حافظ وقاری مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی کی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے انداز میں ندرت لیے ہوئے ہے۔

آج کچھ لوگ جو فقہ کے خلاف ہیں اور اقوال بزرگان دین کو بھی کچھ اہمیت نہیں دیتے بلکہ اکابر ملت کو بھی مشرک و بدعتی کہنے میں کوئی تکلف نہیں کرتے ان کی آج کل یہ عادت سی بن گئی ہے کہ ہر معاملے میں یہی کہتے ہیں کہ قرآن میں کہاں ہے؟ حدیث میں کہاں ہے؟ جب حدیث پیش کی جاتی ہے تو جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور یہ بول کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ گویا یہ حدیث من گھڑت ہے اس کا کوئی بھی معیار نہیں، نہ اس سے کسی قسم کا کوئی حکم مستنبط ہوسکتا ہے یعنی ضعیف بلکہ حسن تک کو بھی بالکل موضوع کے درجے میں لاکھڑا کرتے ہیں۔

ادھر عام مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ دنیاوی ہر کام میں تو پوری باریک بینی پر عمل کرتے ہیں ہر طرح سود وزیاں کی فکر کرتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں کسی طرح کی تحقیق وتدقیق اور باریک بینی سے ان کو کوئی سروکار نہیں، جس نے بھی دین کے نام پر جو کچھ بک دیا بس اسی کو دین اور حق سمجھ بیٹھے، اپنے قریبی اہل علم حضرات سے بھی رجوع کی زحمت گوارہ نہیں کرتے اس طرح گمراہیاں تیزی

سے بڑھ رہی ہیں جس کے تدارک کی ضرورت ہے۔

یوں ہی یہ مطالبہ بھی ہوتا ہے کہ صحاح ستہ میں دکھاؤ اور جب صحاح ستہ کی کسی کتاب کا حوالہ دیا جائے تو پھر کہتے ہیں بخاری ومسلم میں دکھاؤ۔

ایسا لگتا ہے کہ صحاح ستہ یا ان میں بخاری ومسلم کے لیے کوئی آیت نازل ہوگئی ہے کہ بس ان کے علاوہ حدیث ہی نہیں، یا ہے مگر ان سے استدلال ہی درست نہیں، ظاہر بات ہے یہ نظریہ سراسر غلط ہے۔

یہ بات بالکل درست اور متفق علیہ ہے کہ صحاح ستہ دیگر کتابوں سے ممتاز و فائق ہیں اور ان میں بخاری ومسلم کا درجہ بڑھا ہوا ہے اور ان میں بھی بخاری کو اصح کتب ہونے کا درجہ حاصل ہے یہ تو ایسی بات ہے کہ جس کا شاید ہی کوئی انکار کرے، مگر یہ نظریہ سراسر غلط ہے کہ جو کچھ بخاری ومسلم میں ہے وہی صحیح ہے وہی قابل استدلال ہے، اور احکام صرف بخاری ومسلم یا صحاح ستہ سے ہی نکالے جاسکتے ہیں باقی حدیث کی کتابیں بالکل بے کار ہیں۔

بس اسی پُرفریب نظریے کے جواب میں مصنف نے قلم اٹھایا اور مختلف فیہ مسائل کو سوالات کی شکل میں پیش کر کے ہر ایک کے جوابات کو قرآن پاک کی آیات اور صحیح بخاری شریف کے حوالوں سے دینے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے تاکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا جاسکے۔

یہ کام چنداں آسان نہ تھا بڑی جاں کاہی اور محنت کا کام تھا مگر مولانا مَلِک محمد شبیر عالم صاحب مصباحی نے اپنی صلاحیتوں سے اس مشکل راہ کو طے کر کے ایک دینی خدمت انجام دی ہے ہمیں امید ہے کہ اس کتاب سے فائدہ ہوگا، غلط فہمیاں دور ہوں گی اور مسلک اہل سنت وجماعت کی تائید وتوثیق میں یہ کتاب اچھا رول ادا کرے گی۔

ضرورت ہے کہ اسے گھر گھر پہنچایا جائے ، اس کے مطالعے کی دعوت دی جائے ،تاکہ مصنف کا مقصد پورا ہواور بھٹکے ہوؤں کو راہ راست ملے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے ، ان کے علم ،عمر ، اخلاص اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و آلہ و صحبہ الصلاۃ و التسلیم۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری
دار العلوم قادریہ چریا کوٹ، مئو (یو پی)
۷ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ
مطابق ۲۵ /اپریل ۲۰۰۷ء چہار شنبہ

تأثرِ قادری

تاثر : حضرت علامہ مفتی الشاہ احمد القادری صاحب مصباحی
بانی و مہتمم : اسلامک اکیڈمی ، امریکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ★ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ★ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ★

چند سال پیشتر اسلامک پبلیشر دہلی میں **"قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب"** دیکھا، مجھے یہ کتاب بڑی پسند آئی، چند نسخے امریکہ ساتھ لایا، مطالعہ کے بعد محسوس ہوا کہ نوری مسجد کے درسِ عام میں شامل کرنے کے لائق ہے۔

الحمد للّٰہ ! دار العلوم عزیزیہ امریکہ کے طلبہ نے ، پوری کتاب کا درس دیا۔ مصلیان مسجد، سن کر خوب مستفیض ہوئے اور داد تحسین دی۔

مُخْتَلَفْ فِيْه مسائل میں، متفق علیہ کتابوں سے حوالہ دے کر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سنیوں کے عقائد و معمولات ،قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں۔

اِن سے اپنے ، بیگانے کسی کو انکار و فرار کی گنجائش نہیں، اور سرِ تسلیم خم کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ خدا کرے اس سے معتقدین کے عقائد، مضبوط و مستحکم ہوں ، ان کے علم و استدلال میں مزید پختگی آئے ،منکرین کو ہدایت نصیب ہو، اور ان کے شکوک و شبہات دور ہو جائیں۔

اب جبکہ مصنف کتاب ، حضرت مولانا ، حافظ ، مَلِک محمد شبیر عالم صاحب مصباحی، زید مجدھم کا، نظر ثانی کر کے دوبارہ اشاعت کا ارادہ ہوا، فون پر خوش خبری سنائی، اور ای میل (email) کے ذریعہ یہ کتاب بھیج دی۔

جب ای میل (email) کھول کر دیکھا، تو اس میں مزید اضافہ اور پہلے سے زیادہ خوبیاں نظر آئیں۔

پہلے احادیث کا نمبر نہ تھا، اب حدیث نمبر بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اس سے ان شاء اللّٰہ حوالہ تلاش کرنے میں بڑی سہولت ہو جائے گی۔

ما شاء اللہ اب تک آپ کی چھوٹی، بڑی دس کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ) اس پر ہم ان کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ سب کو مقبولِ عام و تام بنائے، اور دونوں جہاں میں آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

آمین ★ بجاہ حبیبہ سید المرسلین ★ علیہ وعلی الہ افضل الصلوت والتسلیم ★

احمد القادری

اسلامک اکیڈمی آف امریکہ

یکم رجب ۱۴۳۵ھ، مطابق یکم مئی ۲۰۱۴ء، بروز جمعرات

1251 Shiloh Road, Plano,Texas 75074 (USA)

Website: www.Islamicacademy.org

www.Noorimasjid.org

www.Darululoom.us

تأثرِ صبیح رحمانی

ذکرِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے حوالے سے اکثر و بیشتر مختلف ممالک کے اسفار درپیش رہتے ہیں اس بار ماہ **ربیع النور شریف** میں تقریباً آٹھ سال کے بعد کنیڈا حاضر ہونے کا موقع ملا اور اسے بھی میں ذکرِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض ہی سمجھتا ہوں کہ ان محافل میں مجھے مولانا **ملک محمد شبیر عالم مصباحی** سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

جانے کیا بات ہے کہ دنیا بھر میں سفر کے دوران جب بھی کسی **مصباحی** سے ملاقات ہو تو میری کیفیت اس مسافر کی سی ہو جاتی ہے جسے اندھیرے میں سفر کرتے ہوئے دور کہیں کسی چراغ کی موجودگی کا احساس ہو اور یہ احساس ایک ایسی قلبی طمانیت میں ڈھل جائے کہ وہاں کوئی ہے۔۔۔۔۔کوئی ایسا جو اپنا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ احساس صرف میرا نہیں بلکہ ہر اس راہرو کا ہوگا جو جادۂ علم و تحقیق پر گامزن ہے سو اپنائیت کی یہ روشنی مجھے مولانا **ملک محمد شبیر عالم مصباحی** صاحب کی آنکھوں میں بھی نظر آئی ۔

رسمی تعارف کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا تو یہ جان کر مزید مسرت ہوئی کہ موصوف تقریباً دس مطبوعہ کتب کے مصنف ہیں پھر ذکر کچھ ایسے احباب کا چھڑا جن کی قربت اور رفاقت میرے لیے بھی باعثِ اعزاز رہی اور مولانا کے لیے بھی علمی سیرابی اور انبساط کا حوالہ رہی ان مشترکہ دوستوں میں **مولانا اسید الحق قادری بدایونی** (شہیدِ بغداد) **مولانا خوشتر نورانی** (مدیر ماہنامہ جام نور دہلی) اور **مولانا مبارک حسین مصباحی** (مدیر ماہانہ اشرفیہ مبارک پور) کے نام سرفہرست تھے اور یوں **مولانا محمد شبیر عالم مصباحی** چند لمحوں کی ملاقات میں محفل سے اٹھ کر دل میں آبیٹھے۔

مجھے مولانا کی کتب میں سے ”**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات**“

مطالعہ کا جستہ جستہ موقع میسر آیا اور ساتھ ہی ان کی کتاب ''**قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب**'' کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن کا مسودہ بھی چند گھنٹوں میرے مطالعہ میں رہا۔

میں کوئی عالم دین تو نہیں کہ ان دونوں کتابوں پر کوئی مبسوط رائے پیش کرسکوں مگر ایک عام قاری کی حیثیت سے چند جملے اپنے ایک ایسے دوست کی دلجوئی کے لیے پیش کررہا ہوں جس نے **قرآن حکیم** کے بعد حدیث شریف سے اہم ترین مجموعے **بخاری شریف** کو اپنی علمی وفکری سیرابی کا وسیلہ اور ذریعہ قرار دیتے ہوئے اسے اپنے فکری افق پر نمایاں ترین حیثیت دے کر اپنی ترجیحات میں شامل کرلیا ہے ان کی مندرجہ بالا دونوں کتابیں **بخاری شریف** سے ان کے قلبی اور فکری رشتے کی زندہ گواہی کے طور پر ہمارے سامنے ہیں مجھے برصغیر میں یہ اختصاص **بخاری شریف** کے حوالے سے عقیدت کے اس درجے میں کہیں اور نظر نہیں آیا۔

انہوں نے ایک طرف ''**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات**'' کے ذریعے درس حدیث کے ابلاغی پہلوؤں کو نئی جہتوں سے آشنا کروایا ہے اور وہ بھی نہایت سلیس اور مختصر انداز میں موجودہ دور میں علمی ذوق کی کمی نے ہمیں علم کے ان چشموں سے دور کردیا ہے عربی سے عام آدمی کی آشنائی اس درجے کی نہیں رہی کہ وہ عربی کتب سے راست استفادہ کرسکے، تراجم اکثر اہل علم نے کیے ہیں اور اس میں عوام سے زیادہ علما کی علمی استطاعت کو پیش نظر رکھا گیا ہے جس نے عام آدمی کے لیے ان کتب سے استفادے کے امکانات کو کم کردیا ہے۔

دوسری طرف ان کی کتاب ''**قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب**'' بڑی اہمیت رکھتی ہے عقائدِ اہلسنت وجماعت کے حوالے سے اکثر بے سروپا اور گمراہ کن اعتراضات اور سوالات اٹھائے جاتے ہیں اور ان کا جواب بھی **قرآن حکیم** اور **بخاری شریف** سے مانگا جاتا ہے اس تناظر میں مولانا کی یہ کتاب بھی

نہایت عالمانہ شان رکھتی ہے اور اس کے چند پہلو تمام غیر جانب دار اور متلاشیانِ حق قارئین سے دادو تحسین حاصل کرنے میں یقینا کامیاب رہیں گے۔

اس کتاب کا انداز مناظرانہ نہیں ہے اس میں جذباتیت کا کوئی دخل نہیں، نہایت مختصر اور جامع جواب، نہایت سادہ اسلوب میں مگر پوری تنقیدی بصیرت اور تحقیقی بصارت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

ایک ایسے دور میں جہاں علمی اور فکری محاذ پر نت نئے فتنوں کا ظہور ہورہا ہے اور ہر روز مسلکِ اہلسنت کے عقیدہ وعقیدت کو ہدفِ تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے جس طرح کے سوالات اٹھا کر عام مسلمانوں کے اذہان کو شکوک وشبہات کے اندھیروں کی طرف ڈھکیلنے کا کام پہلے سے زیادہ قوت اور تیزی سے جاری ہے اس فضا میں **مولانا ملک محمد شبیر عالم مصباحی** کی یہ کتاب ایک نہایت قابل ستائش کارنامہ ہے اور اس پر مولانا داد سے زیادہ مبارک باد کے مستحق ہیں **کتاب کی اہمیت وافادیت نے اسے عام آدمی کے ساتھ ساتھ اہل علم کے لیے بھی لائق توجہ اور مفید بنادیا ہے مطالعاتی لحاظ سے یہ کتاب نہ صرف دل آویز ہے بلکہ موضوعاتی اہمیت اور اپنی جامعیت کے لحاظ سے بھی ایک قیمتی دستاویز ہے اسے عام لوگوں تک اور بالخصوص مدارس کے طلبا تک پہنچانا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔**

سید صبیح الدین رحمانی

ٹورنٹو، کنیڈا

بقلم: ادیبِ شہیر عالمی نعتیہ شاعر ونقاد

جناب الحاج **سید صبیح الدین رحمانی** صاحب

مدیر: نعت رنگ   بانی: نعت ریسرچ سینٹر پاکستان وانگلینڈ

تقریظ

محقق مسائل شرعیہ حضرت علامہ مفتی آل مصطفی صاحب مصباحی
استاذ و مفتی: جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو، یوپی

باسمہ تعالیٰ وحمدہ

زیرِ نظر کتاب **قرآن کرم اور بخاری شریف سے جواب** محب مکرم مولانا مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی زید مجدہ خطیب و امام: توکل مسجد، جیراڈ اسٹریٹ ایسٹ، ٹورنٹو، کنیڈہ کی تالف جدید ہے، جس کا دوسرا ایڈیشن مع اضافہ نذر قارئین ہے۔

اس کتاب نے بہت کم عرصے میں جو شہرت اور مقبولیت پائی ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ معمولاتِ اہلسنت اور عقائدِ اہلسنت کو قرآن و احادیث کے واضح نصوص کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے وہ بھی اس طرح کہ اس میں بحث و تمحیص اور مناظرانہ و مجادلانہ طرز کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے جس سے عام قارئین اور خصوصاً کم پڑھے لکھے طبقے کو مسائل و معمولات سمجھنے میں دشواری نہیں ہوتی۔ ساتھ ہی واضح دلائل کی وجہ سے وہ مطمئن بھی ہو جاتے ہیں۔

کتاب کا اسلوب بیان اگر چہ مناظرانہ نہیں مگر پڑھنے والے قارئین اسے پڑھ کر مناظرانہ ذہن ضرور بنا لیتے ہیں۔

مولانا موصوف زید مجدہ نے اس تعلق سے بڑی محنت کی ہے، خاص کر اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ یعنی بخاری شریف کی حدیثوں کو اپنے عنوان سے مربوط کرنے میں عرق ریزی سے کام لیا ہے یہ اسی محنت کا ثمرہ ہے کہ یہ کتاب درجنوں عنوانات کو حوالوں کے ساتھ محیط ہے۔ جس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی شروع سے اخیر تک باقی رہتی ہے۔

مولانا موصوف زید مجدہ ابھی کنیڈہ میں ہیں مگر تصنیف و تالیف کا شوق انہیں وہاں بھی مہمیز کیے ہوئے ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اس طرح کے مضامین اور کتب و رسائل سے وہ قوم و ملت کی غیر معمولی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

مولیٰ تعالیٰ انہیں ہر دینی کام میں کامیاب فرمائے اور ان کی اس علمی سعی کو مقبول و مشکور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

طالب دعا
آل مصطفی مصباحی
خادم تدریس و افتا:
جامعہ امجدیہ رضویہ
گھوسی مئو، یوپی
۴؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ ۴؍مئی ۲۰۱۴ء

امام بخاری کا تعارف

از: شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام بخاری کی ولادت ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن مشہور شہر بخارا میں ہوئی آپ کا نام محمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے امیر المومنین فی الحدیث، بخاری، ناصر الاحادیث النبویہ، ناشر المواریث المحمدیہ القاب ہیں۔

بچپن میں امام بخاری کی بینائی جاتی رہی دوا علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا ایک رات والدہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ سیدنا حضرت ابرہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول فرمالی اور تیرے بچے کی بینائی واپس فرمادی۔

صبح کو امام بخاری بینا ہوکر اٹھے پھر آنکھوں میں ایسی روشنی آئی کہ آپ چاندنی میں بیٹھ کر لکھا پڑھا کرتے۔ دستور کے مطابق امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے جب دس سال کے ہوئے تو آپ کو باالہام ربانی علم حدیث سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور آپ وہاں کے مشہور و معروف محدثین کی خدمت میں حاضر ہوکر علم حدیث سیکھنے لگے قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جس بات کو ایک مرتبہ سن لیتے یا پڑھ لیتے وہ اس طرح یاد ہوجاتی کہ پھر کبھی بھولتے نہ تھے چنانچہ آپ کے ہم سبق ساتھی حضرت اسماعیل بن حاشد کہتے ہیں کہ ہم لوگ محدثین سے جو بھی حدیث سنتے اسے لکھ لیا کرتے مگر امام بخاری صرف سن کر چلے آتے ہم نے ان سے بار بار کہا کہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ تم جو بھی سنو اسے لکھ لیا کرو مگر ہم لوگوں کے کہنے کا ان پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

سولہ دن کے بعد امام بخاری نے کہا: تم لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی ہے تم لوگ اب تک جتنی حدیثیں لکھ چکے ہو مجھے سناؤ۔

ہم لوگوں نے اس وقت تک پندرہ ہزار حدیثیں لکھ رکھی تھیں ہم نے اپنے اپنے نوشتوں سے دیکھ کر حدیث پڑھنا شروع کیا تو یہ حال ہوا کہ ہمارے نوشتوں میں غلطی تھی لیکن حضرت امام بخاری کی یادداشت میں کوئی کمی نہ تھی ہم نے ان کی یادداشت سے اپنے اپنے مکتوبات کی تصحیح کرلی۔

۲۱۰ھ میں آپ سولہ سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی احمد بن اسمٰعیل اور والدہ محترمہ کے ساتھ حج کو گئے اور مکہ معظّمہ میں رہ کر تحصیل علم، تصنیف و تالیف اور علم دین کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوگئے اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس بیٹھ کر اپنی مشہور کتاب **کتاب التاریخ** لکھی۔ (طبقات الکبریٰ جلد ۳، ۲ص۵)۔

آپ کے والد گرامی نے اپنے ترکے میں بہت زیادہ مال و دولت چھوڑا تھا لیکن رئیسانہ انداز میں زندگی گزارنے کے بجائے بہت سادہ اور زاہدانہ طرز پر گزر بسر کرتے چالیس دن تک سوکھی روٹی کھانے کی وجہ سے آپ بیمار پڑ گئے تو اطباء نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ ان کا قاروہ راہبوں کے قارورہ کی طرح ہے سوکھی روٹی کھانے کے سبب آنتیں سوکھ گئی ہیں لوگوں کے بہت اصرار کرنے پر آپ نے انگور کے شیرہ سے روٹی کھانا قبول کیا۔

آپ ایک اچھے تاجر تھے اور اپنی تجارت میں نیت کے اتنے سچے تھے کہ ایک دفعہ امام بخاری کے پاس کچھ سامانِ تجارت آیا تاجروں کو پتہ چلا تو امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہم آپ کو پانچ ہزار درہم نفع دینے کو تیار ہیں آپ نے فرمایا: ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ صبح میں آکر بات کریں۔

صبح کو دوسرے تاجروں نے آکر کہا: ہم آپ کو دس ہزار درہم نفع دیں گے آپ ہمیں اپنا مال دیدیں آپ نے فرمایا: میں نے رات ہی کو نیت کرلی تھی کہ

پانچ ہزر درہم کے عوض یہ سامان دے دوں گا اب مجھے نیت بدلنا پسند نہیں۔

حدیث کی تلاش وجستجو کا شوق اتنا زیادہ تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں ”میں علم حدیث کی طلب کے لیے چھ سال تک حجاز میں رہا، دومرتبہ مصر، دومرتبہ شام، دومرتبہ جزیرہ اور چار مرتبہ بصرہ کا سفر کیا اور بغداد کتنی مرتبہ گیا اس کا شمار نہیں“۔

آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات، افعال، احوال اور حلیہ و جمال کے ایک ایک نقش ونگار کی تلاش وجمع کرنے اور پھر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی سعی پیہم میں گزار دیا تقریباً نوے ہزار لوگوں کو آپ نے صحیح بخاری سنایا باسٹھ سال تک حضرت امام بخاری کا فیضان جاری رہا اور یکم شوال ۲۵۶ھ کو یہ آفتاب و ماہتاب اہل دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر اس گنجینۂ کرامت کو سپرد خاک کیا گیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے   حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

دفن کے بعد قبر اطہر سے مشک کی خوشبو اٹھتی تھی لوگ دور دراز سے آ کر مزار پاک کی مٹی لے جاتے۔ وفات کے ایک سال بعد سمرقند میں قحط پڑ گیا لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی دعائیں مانگی مگر بارش نہ ہوئی ایک مرد باخدا نے قاضی سے جا کر کہا تم شہر والوں کے ساتھ امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو کر دعا مانگو امید ہے کہ اللہ عزوجل تمہاری دعا قبول فرمالے۔

چنانچہ قاضی شہر نے شہر والوں کے ساتھ امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو کر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسیلے سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مسلسل سات دنوں تک بارش ہوتی رہی۔

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد دوم ص ۱۲ از امام عبدالوہاب تقی الدین سبکی) (مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۴)

تلخیص: از نزہۃ القاری شرح بخاری

بخاری شریف کا تعارف

امام بخاری نے اس کا نام اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِيحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِهٖ وَاَيَّامِهٖ رکھا ہے جو جامع صحیح بخاری شریف کے نام سے مشہور ہے اکثر محدثین کی رائے میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، نسائی، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور دیگر حدیث کی کتابوں میں صحت وقوت کے اعتبار سے بخاری شریف کو سب پر فوقیت ہے۔

یہ مقولہ متفق علیہ ہے اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ اَلصَّحِيحُ الْبُخَارِيْ

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”سولہ سال کی مدت میں چھ لاکھ حدیثوں میں سے چن چن کر اس جامع میں صرف احادیث صحیحہ لکھا ہے اور جن صحیح حدیثوں کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہیں ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے میں غسل کرتا، دو رکعت نفل پڑھتا پھر استخارہ کرتا جب کسی حدیث کی صحت پر دل جمتا تو اسے کتاب میں درج کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت صحیح بخاری کو عطا فرمائی وہ کسی تصنیف کو آج تک حاصل نہ ہو سکی مشرق سے مغرب تک تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں بخاری شریف کا سکہ بیٹھا ہوا ہے حدیث کی کتابوں میں جتنی شرحیں بخاری شریف کی ہوئی ہیں کسی اور کی نہیں عربی میں پچاس شرحوں کے علاوہ فارسی اردو کی شرحوں کو ملا لیا جائے تو ان کی تعداد سو تک پہنچ جائے گی۔

دعاؤں کے قبول ہونے، مشکلوں کے حل ہونے، حاجتوں کے پورا ہونے کے لیے ختم بخاری شریف آزمودہ نسخہ ہے اس لیے کہ امام بخاری مستجاب الدعوات تھے اور انھوں نے اس کے پڑھنے والے کے لیے دعا کی ہے۔

خطبۂ مسنونہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا، اور درود وسلام نازل ہو اس کے مقدس رسول پر، اور ان کے تمام آل اولاد، اصحاب، ازواج مطہرات، اور اہلِ بیت اطہار پر۔

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّھُدًی وَّرَحۡمَۃً وَّبُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ (پ۱۴ ع ۱۸ / سورۃ النحل ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت وبشارت ہے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡھَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔ (پ۶ ع ۴ / سورۃ النساء ۱۷۴)

وَمَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَا نَھٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَھُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ۔ (پ۲۸ ع ۴ / سورۃ الحشر ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

فَسۡئَلُوۡۤا اَھۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (پ۱۷ ع ۱ / سورۃ الانبیآء ۷)

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

عمل کی بنیاد نیت پر ہے

سوال: نیت کے اوپر کوئی حدیث پیش کریں؟

جواب: بخاری شریف کی پہلی حدیث نیت ہی پر ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲، بَابٌ کَیۡفَ کَانَ بَدۡءُ الۡوَحۡیِ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کیسے ہوا، اس کا بیان، حدیث نمبر ۱۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے۔

وَاِنَّمَا لِکُلِّ امۡرِیٍٔ مَّا نَوٰی فَمَنۡ کَانَتۡ ھِجۡرَتُہٗ اِلٰی دُنۡیَا یُصِیۡبُھَا اَوۡ اِلٰی امۡرَاَۃٍ یَّنۡکِحُھَا فَھِجۡرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیۡہِ۔

اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی چنانچہ جس نے دنیا کمانے کی غرض سے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہے جس مقصد سے اس نے ہجرت کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بندہ جو کام کرتا ہے اس کی جزا اور سزا اس کی نیت کے مطابق ہے جیسے کوئی آدمی خوب نماز پڑھے لیکن اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ لوگ مجھے نمازی سمجھیں یا کوئی صرف دکھاوے کی غرض سے قربانی کرے تو ایسے لوگوں کے اعمال بظاہر اچھے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہے، مثل مشہور ہے "جیسی نیت ویسی برکت"۔

نبوت ورسالت کا بیان

نبیوں میں ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے

سوال: ایک نبی کو دوسرے نبی پر کس طرح کی فضیلت حاصل ہے؟

جواب: وصفِ نبوت یا یہ کہیں کہ نفسِ نبوت میں سارے نبی برابر ہیں جیسے انسان بحیثیت انسان سب برابر ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ (پ ۳ ع ۸ سورۃ البقرہ ۲۸۵)

ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

لیکن خصائص و کمالات میں نبیوں کے درمیان فرق ہے جیسے صفت کے اعتبار سے ایک آدمی دوسرے سے الگ ہوتا ہے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ۔ (پ ۱۵ ع ۶ سورہ بنی اسرائیل ۵۵)

اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ (پ ۳ ع ۱ سورۃ البقرہ ۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

فائدہ: ان دونوں آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ انبیا کے رتبے الگ الگ ہیں اور ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جملہ انبیا پر فضیلت بخشی ہے جیسا کہ "وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا" سے سمجھ میں آیا۔

انبیا حیات سے ہیں

سوال: کیا انبیا وصال فرمانے کے بعد حیات سے ہیں ان کی زندگی پر کچھ دلیل پیش کریں؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْاِسْرَاءِ، معراج میں نماز کیسے فرض ہوئی اس کا بیان، حدیث نمبر ۳۴۹۔ بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۴۹، كِتَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ، بَابُ الْمِعْرَاجِ، معراج کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۸۷۔

حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً، قَالَ: فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں اس حکم کو لے کر لوٹا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انھوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس وقت کی نمازیں، انہوں نے کہا: آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت پچاس وقت کی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ:

اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاِنَّ اُمَّتَکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ فَرَجَعْتُہٗ فَقَالَ :۔

پھر میں واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ کے پاس پہنچا تو میں نے کہا: نماز کا کچھ حصہ کم ہو گیا ہے، انھوں نے فرمایا: آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا: آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی تو پھر میں واپس ہوا (ایسا کئی مرتبہ ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ہِیَ خَمْسٌ وَّ ہِیَ خَمْسُوْنَ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ۔

ظاہر میں یہ پانچ نمازیں ہیں لیکن حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے یہاں بات تبدیل نہیں کی جاتی۔

یعنی یہ پانچ وقت کی نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔

فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّکَ فَقُلْتُ اِسْتَحْیَیْتُ مِنْ رَّبِّیْ

پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا: آپ رب کی بارگاہ میں جائیں، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے کچھ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیا جن کا وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا شب معراج ان سے آپ کی ملاقات ہو رہی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش سے نمازوں کی تعداد میں کمی ہوگئی ہے اس سے انبیا کی حیات کا واضح اشارہ ملتا ہے اور قرآن پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ (پ ۲ ع ۳/ سورۃ البقرہ ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اُس پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔ (پ ۴ ع ۸/ سورہ آل عمران ۱۶۸/ ۱۶۹)

فائدہ: ان دونوں آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ شہدا شہادت کے بعد زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں، انہیں مردہ کہنے یا مردہ گمان کرنے سے بھی قرآن پاک نے منع فرمایا ہے یہ اور بات ہے کہ ان کی زندگی کیسی ہے ہمارے حواس خمسہ اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اِلَّا لِمَنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی :۔

فائدہ: جب شہید زندہ ہیں اور ان کے زندہ ہونے پر قرآن پاک کی آیتیں دلالت کر رہی ہیں تو انبیائے کرام جو شہیدوں سے اور جملہ مخلوق سے افضل ہیں ان کی حیات و زندگی میں شبہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ انبیا کی حیات تو شہیدوں سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی تصدیق کے لیے انبیا پر بھی ایک آن کو موت طاری ہوئی پھر وہ سب پہلے کی طرح زندہ ہو گئے وہ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور لوگوں کی مدد فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک سے معلوم ہوا۔

فائدہ: انبیائے کرام تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں، جملہ انبیا پر ایمان لانا ضروری ہے، ہر نبی کی تعظیم فرض عین ہے اور کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے

ختمِ نبوت ورسالت قرآن کی روشنی میں

سوال : ختم نبوت و رسالت پر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر کچھ دلیل پیش کریں؟

جواب : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ آپ پر ختم کر دیا ہے آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کوئی نیا نبی و رسول نہیں آسکتا جو آدمی آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا اس کو جائز سمجھے وہ کافر ہے دلیل ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ (پ ۳ ع ۱۰ / سورہ آل عمران ۱۹)

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان و جن کے حق میں دین کے طور پر مذہب اسلام کو پسند فرمالیا۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (پ ۲۸ ع ۹ / سورۃ الصف ۹)

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے طور پر مذہب اسلام کو تمام مذاہب پر غلبہ دے دیا۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ (پ ۶ ع ۵ / سورۃ المائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے مذہب

اسلام کو کامل کر دیا ہے اور اس کو پسند بھی فرمالیا ہے تو اب کسی نبی کی آمد کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی اور اس دین کی تکمیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی ہے تو آپ آخری نبی ہوئے اور آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی محال اور ناممکن ہوا جیسے اب کسی نئے مذہب حق کا آنا محال ہے۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کو ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو خود ایمان لایا ہے اللہ اور اس کے کلام پر، اور تم پیروی کرو اُس کی تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ (پ ۹ ع ۱۰ / الاعراف ۱۵۸)

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری کائنات کے نبی بن کر آچکے ہیں تو اب کسی نبی کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی، آپ آخری نبی ہیں اور نبوت و رسالت کا منصب آپ پر ختم ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۔ (پارہ ۲۲ ع ۲ / سورۃ الاحزاب ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں انکار کی صورت میں یا شک کی صورت میں اس آیت کا انکار کرنا لازم آئے گا اور قرآن پاک کے کسی آیت کا انکار کرنا یا اس میں شک کرنا کفر ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی پہلی روایت

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۰۱، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ خاتم النبین کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۳۵۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیا کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس گھر کو بہت حسین اور خوبصورت بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔

فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟

لوگ اس مکان کے اردگرد گھومتے ہیں اور اس خالی جگہ کو حیرت اور تعجب سے دیکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ آخر اس خالی جگہ میں ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟

قَالَ: فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ۔

پس آپ نے فرمایا: میں وہ اینٹ ہوں **اور میں خاتم النبین ہوں۔**

فائدہ: اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور منصب نبوت ورسالت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی دوسری روایت

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۳۳، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِیَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ، غزوہ تبوک کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۱۶۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا۔

حضرت مُصعَب اپنے والد گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر فرمادیا

فَقَالَ: اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟

تو حضرت علی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ ہمیں عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑ کر جارہے ہیں؟

قَالَ: اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى؟

حضور نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میری نسبت تمہارے ساتھ ویسے ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جانے سے پہلے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشیں بنایا اسی طرح میں نے تم کو اپنا جانشیں بنایا ہے۔

اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ۔ **مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔**

فائدہ: اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور نبوت ورسالت کا منصب آپ پر ختم ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی تیسری روایت

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۹۱، كِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ مَاذُكِرَ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ، بنی اسرائیل کے متعلق جو ذکر ہوا اس کا بیان، حدیث نمبر ۳۴۵۵۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے بنی اسرئیل کے انبیا لوگوں پر حکمراں ہوتے تھے۔

كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ.

جب ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا تھا لیکن یاد رکھو بے **شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔**

وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا: فَمَا تَاْمُرُنَا؟

ہاں عنقریب خلفا ہوں گے اور وہ کثرت سے ہوں گے، لوگوں نے عرض کیا: آپ ہمیں ان خلفا کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور اُن کی اطاعت کا حق ادا کرتے رہنا پس اللہ تعالیٰ جو انہیں حکمراں بنائے گا وہی ان لوگوں سے حقوق کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا۔

فائدہ: جس طرح ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی نہ ظلی، نہ مثلی، نہ ادنیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی قسم کا کوئی دوسرا معبود کا ہونا محال اور ناممکن ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان ''لَانَبِيَّ بَعْدِيْ **میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے**'' کا معنی یہ ہے کہ محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد عارضی، ظلی، مثلی، اور ادنیٰ نبی کے نام پر کسی بھی قسم کے نبی کا وجود ہونا یا ماننا محال اور ناممکن ہے۔

فائدہ: مذکورہ آیتوں اور حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت کا منصب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اور آپ آخری نبی و رسول ہیں اس کا ماننا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کرنا یا اس بات میں کسی قسم کا شک وشبہ کرنا کفر ہے۔

سوال: جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر آپ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب کیسے دنیا میں تشریف لائیں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو عارضی طور پہ آسمان پہ اٹھا لیے گئے ہیں اور قیامت کے قریب پھر سے جو دنیا میں تشریف لائیں گے تو آپ نئے سرے سے نبی بن کر نہیں آئیں گے بلکہ آپ پہلے ہی سے اللہ کے نبی ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔ (پ۶ ع۲ رسورۃ النساء ۱۵۹)

کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

اس آیت کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے تو شریعت محمدیہ کے مطابق لوگوں پر حکم جاری کریں گے، مذہب اسلام کے ایک امام کی حیثیت سے دین محمدی کی اشاعت فرمائیں گے اور اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لاکر دین اسلام میں داخل ہوں گے اس عقیدہ کے ساتھ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ، معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ، خزائن العرفان، ضیاء القرآن

نماز اور اس کے احکام کا بیان

عمامہ پر مسح کرنے کا بیان

سوال: وضو میں سر کے بجائے عمامہ پر مسح کرنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سر کے مسح کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ

اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منھ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ **اور سروں کا مسح کرو** اور گٹوں تک پاؤں دھو۔ (پ ۶ ع ۶ سورۃ المآئدہ ۶)

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ سر کا مسح کرنا فرض ہے اس لیے عمامہ پر مسح کرنے سے وضو نہیں ہوگا۔

فائدہ: اگر عمامہ کے مسح کرنے پر کسی خبر واحد کی دلالت بھی ہو رہی ہے تو اس سے قرآن کے اس حکم کے خلاف عمل نہیں ہوگا کیونکہ خبر واحد سے نص قرآن پر زیادتی جائز نہیں۔

فائدہ: عمامہ باندھنا سنت ہے خاص کر جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، عمامہ باندھنے میں یہ خاص خیال رکھا جائے کہ عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور ہو اور عمامہ کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے شملہ نہ لٹکانا سنت کے خلاف ہے عمامہ کی لمبائی کم سے کم سات ہاتھ ہو یا بارہ ہاتھ ہو اس سے زائد نہ ہو۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

سوال: نماز شروع کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور تکبیر تحریمہ اور ثنا پڑھنے کے بعد أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کیسے پڑھا جائے؟

جواب: نیت کرنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کریں گے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔ (پارہ ۳۰ ع ۱۲ سورۃ الاعلیٰ ۱۵)

اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ اکبر سے نماز شروع کیا جائے۔
أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
پڑھنا سنت ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ سے قرأت شروع کرنے کا حکم ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۲، كِتَابُ الْأَذَانِ، بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ تکبیر کے بعد کیا پڑھے؟ اس کا بیان، حدیث نمبر ۷۴۳۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ سے قرأت شروع کیا کرتے تھے۔

فائدہ: نماز تو تکبیر سے شروع ہو جاتی ہے تکبیر تحریمہ کے بعد ہر قسم کا دنیاوی فعل منع ہو جاتا ہے لازمی طور پہ یہاں قرأت مراد ہے۔

آمین کہنے کا بیان

سوال: نماز میں آمین کس طرح کہی جائے؟ کچھ لوگ بلند آواز سے آمین کہنے پر زور دیتے ہیں؟

جواب: بخاری شریف میں آمین کہنے کی جو روایتیں ہیں اُن کو پڑھ کر آپ خود فیصلہ کریں کہ نماز میں بلند آواز سے آمین کہنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے یا نہیں؟

آمین کہنے کی روایتیں

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۸، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ جَهْرِ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِيْنِ امام کے آمین بالجہر کہنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۸۰۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

حضرت سعید بن مُسَیِّب اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس لیے کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کرگئی اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۸، کِتَابُ الْاَذَان، بَابُ فَضْلِ التَّاْمِيْنِ، آمین کہنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۷۸۱۔

(۲) عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

حضرت اعرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی **آمین** کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں **آمین** کہتے ہیں پس اگر ان دونوں سے موافقت ہوگئی تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول ۱۰۸، صفحہ، کِتَابُ الْاَذَان، بَابُ جَهْرِ الْمَاْمُوْمِ بِالتَّاْمِيْنِ، مقتدی کے آمین بالجہر کہنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۸۲۔

عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حضرت ابوصالح، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے مطابق ہو جائے گا تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

فائدہ: تینوں حدیثوں کے اصل راوی حضرت ابوہریرہ ہیں ان سے آمین کہنے کی فضیلت تو سمجھ میں آتی ہے لیکن آمین بلند آواز سے کہی جائے کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا تو اب بلند آواز سے آمین کہنے کا قول کرنا کیسے درست ہے؟

فائدہ: مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے مطابق ہو جائے گا، تو جہاں تک فرشتوں کے قول کی موافقت ہے تو جس طرح فرشتوں کے آمین کہنے کو ہم نہیں سنتے ہیں اسی طرح آہستہ آواز میں آمین کہنا سمجھ میں آتا ہے اور دوسری حدیث سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے ملاحظہ ہو۔

آمین آہستہ کہنے کا حکم سمجھ میں آتا ہے

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۵۸، كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِيْن الخ، جب تم میں سے کوئی آمین کہے، اس کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۲۸۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم لوگ یہ کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

جن کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے

فائدہ: اس حدیث کے مطابق کیا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بلند آواز سے کہتے ہیں؟ آپ کہیں گے نہیں: آہستہ آواز سے کہتے ہیں۔

اب آپ فیصلہ کریں کہ جب آمین کہنے کی مذکورہ تینوں روایتوں میں اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کی اس روایت میں بھی یہی الفاظ موجود ہیں۔

فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

توصرف آمین کہنے کی روایتوں سے بلند آواز سے آمین کہنے کا قول کرنا کیسے درست ہے؟ جب دونوں روایتوں میں ایک ہی انداز کے کلام ہیں تو ایک میں بلند آواز کا استدلال کرنا اور دوسرے میں آہستہ آواز کا استدلال کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ لہٰذا جس طرح نماز میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ آہستہ سے کہی جاتی ہے اسی طرح آمین بھی آہستہ سے کہنا سمجھ میں آتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔
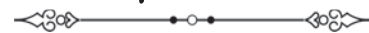
تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

سوال: تشہد یعنی التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: مردوں کے لیے تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں قعدہ میں داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۴، كِتَابُ الْأَذَانِ، بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوْسِ فِي التَّشَهُّدِ، تشہد میں بیٹھنے کے طریقہ کا بیان، حدیث نمبر ۸۲۷۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ وہ اپنے والد صاحب کو دیکھتے تھے کہ جب وہ نماز میں (قعدہ میں) بیٹھتے تو چارزانو ہو کر بیٹھتے تھے اس لیے میں نے بھی ایسا ہی کیا اور اس وقت میں کم عمر تھا تو والد صاحب نے مجھ کو اس طرح نماز پڑھنے سے روکا اور فرمایا:

إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى.

نماز پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ تم داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پیر بچھا دو میں نے کہا: آپ جو ایسا کرتے ہیں تو فرمایا: اب میرے پاؤں کمزور ہو گئے ہیں اس لیے وہ میرے بدن کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے یعنی میں مجبوری کی حالت میں اس طرح بیٹھتا ہوں۔
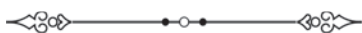
سلام پھیرنے کے بعد تکبیر کہنا سنت ہے

سوال: جماعت کے ساتھ فرض نماز پڑھتے وقت سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ'' یا پورا کلمہ طیبہ یا استغفار پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ (پ ۵ ع ۱۲/ سورۃ النساء ۱۰۳)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۷، **کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ**، نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۸۴۴۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۳۷، **کِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ**، نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۳۳۰۔

حضرت وَرَّاد روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے ایک خط میں حضرت امیر معاویہ کو یہ لکھوایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے

لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے یا اللہ: کوئی روکنے والا نہیں جو تو عطا فرمائے اور کوئی دینے والا نہیں جو تو روک دے۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۶، **کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ**، نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۸۴۱۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

لوگوں کا فرض نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے جاری ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِکَ اِذَا سَمِعْتُہٗ۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے تو لوگوں کا نماز سے فارغ ہونا اسی ذکر کی آواز کو سن کر معلوم ہوتا۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۶، **کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ**، نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۸۴۲۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّکْبِیْرِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا تکبیر کی آواز سے پہچانتا تھا۔

فائدہ: ان تینوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ فرض نماز میں سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کلمہ طیبہ اور تکبیر** وغیرہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، صحابہ کا طریقہ ہے، جماعت ختم ہونے کی علامت ہے، جو عہد رسالت سے جاری ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے

سوال: ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیا سنت سے ثابت ہے؟

جواب: دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۳۶، **كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُوْلُ يُسْهِلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ**، جب دونوں جمروں پر رمی کرے تو نرم زمین پر قبلہ رخ کھڑے ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۱۷۵۱۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۳۶، **كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ جَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى**، قریبی اور درمیانی جمرہ پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۷۵۲۔

حضرت سالم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمرۂ اُولیٰ پر سات کنکریاں مارتے اور تکبیر کہہ کر آگے بڑھ جاتے پھر نرم زمین پر پہنچ جاتے، قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے۔

وَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ اور دعا کرتے اور دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔

اسی طرح آپ درمیانی جمرے کی رمی کرتے، بائیں جانب جا کر نرم زمین پر پہنچتے اور کافی دیر تک قبلہ رخ کھڑے رہتے **وَيَدْعُوْا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ** اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے۔

پھر وادی کے نشیبی حصہ سے جمرۂ ذات عقبہ کی رمی کرتے لیکن وہاں ٹھہرتے نہیں تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی طرح رمی جمار کرتے دیکھا ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی دوسری روایت

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۱۹، **كِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ**، غزوۂ اوطاس کا بیان، حدیث نمبر ۴۳۲۳۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا امیر مقرر فرمایا اور اوطاس کی جانب روانہ فرمایا اور حضور نے مجھے بھی حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔

جب اوطاس کا سردار دُرَید بن صمہ سے مقابلہ ہوا اور وہ مارا گیا تو اس کے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے لیکن جنگ کے دوران کسی حبشی نے ایسا تیر پھینکا جو سیدھا حضرت ابو عامر کے گھٹنے میں آ لگا میں ان کے پاس گیا اور پوچھا چچا جان! یہ تیر آپ کو کس نے مارا ہے؟ انہوں نے اشارہ کر کے مجھے بتایا کہ میرا قاتل وہ ہے جس نے مجھ پر تیر چلایا ہے۔

میں اس حبشی کی جانب دوڑ پڑا، اس نے مجھے اپنی جانب آتے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا لیکن میں نے اس کا تعاقب جاری رکھا میں اس سے یہ کہتا جارہا تھا ارے او بے شرم! اب ٹھہرتے کیوں نہیں؟ پس وہ ٹھہر گیا پھر ہم دونوں ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کرنے لگے یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر ڈالا۔

میں نے حضرت ابو عامر کو یہ خوش خبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے انہوں نے کہا: اب یہ تیر نکال دو، میں نے جیسے ہی تیر نکالا بے تحاشا خون بہنے لگا انہوں نے کہا: اے بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا اسلام عرض کرنا اور میری جانب سے یہ عرض کرنا کہ حضور میرے لیے مغفرت

کی دعا فرمادیں پھر انہوں نے مجھ کو لوگوں پر اپنا جانشیں و امیر مقرر کیا اور تھوڑی دیر بعد اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

جب میں واپس لوٹا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ اپنے مکان کے اندر ایک ایسی چار پائی پر آرام فرما رہے تھے جس کی رسیاں بڑی موٹی تھیں اور چادر کا کپڑا ابھی برائے نام تھا جس کے سبب رسیوں کے نشانات آپ کی پشت مبارک اور پہلوئے مبارک میں صاف نظر آرہے تھے میں نے آپ کو فتح کی بشارت دی، حضرت ابو عامر کی شہادت کا تذکرہ کیا اور ان کا یہ پیغام دیا کہ انہوں نے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔

فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا پھر **اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور یہ دعا فرمائی**: اے اللہ! اپنے بندے ابو عامر کی مغفرت فرما، اے اللہ! قیامت کے دن اسے دوسرے بہت سے لوگوں سے بہتر حالت میں رکھنا، حضور نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ کو اتنا بلند فرمایا تھا کہ میں نے آپ کے بغل کی سپیدی دیکھ لی۔

میں نے عرض کیا میرے لیے بھی بخشش کی دعا فرمادیں تو آپ نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن اس کو عزت کی جگہ نصیب فرما۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی تیسری روایت

(۳) بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۱۲۷، كِتَابُ الْجُمُعَةِ بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۹۳۳۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۶، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۸۲۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سال قحط پڑ گیا۔

فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ:

اور اس وقت جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے ایک دیہاتی آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ۔

یا رسول اللہ! مال تباہ ہوگئے، اہل و عیال بھوکے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں **پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیے۔**

فائدہ: مذکورہ تینوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

نماز فجر اور عصر کے بعد سنت و نفل پڑھنا منع ہے

سوال: اگر فجر کی سنت پڑھے بغیر جماعت میں شریک ہو گئے تو کیا اب فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لینے کے بعد فوراً فجر کی سنت پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: (۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۸۲، کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، نماز کے وقتوں کا بیان، بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، فجر کے بعد نماز پڑھنا جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے، حدیث نمبر ۵۸۴۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلٰوتَيْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قسم کی تجارت، دو طرح کے لباس اور دو وقتوں کی نماز سے منع فرمایا۔

وَنَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۸۲، کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ نماز کے وقتوں کا بیان، بَابٌ لَا يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ اس کا بیان کہ سورج غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے، حدیث نمبر ۵۸۵۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا

تم میں سے کوئی بھی سورج کے طلوع ہونے کے وقت اور سورج کے غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۸۲، کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، نماز کے وقتوں کا بیان، بَابٌ لَا يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ، اس کا بیان کہ سورج غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کا کوئی ارادہ نہ کرے، حدیث نمبر ۵۸۶۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔

فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔

فائدہ: مذکورہ تینوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد سورج جب تک بلند نہ ہو جائے سنت یا نفل نماز پڑھنا منع ہے اور عصر کی نماز کے بعد جب تک سورج غروب نہ ہو جائے سنت اور نفل نماز پڑھنا منع ہے۔

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: آستین چڑھا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: آستین چڑھا کر نماز پڑھنا شرافت اور زینت سے خالی ہے قرآن وحدیث کے حکم کے خلاف ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ (پارہ ۸ ع ۱۱ سورۃ الاعراف ۳۲)

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (پارہ ۸ ع ۱۰ سورۃ الاعراف ۳۱)

اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۳، كِتَابُ الْاَذَانِ، بَابٌ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِي الصَّلٰوةِ، نماز میں اپنا کپڑا نہ سمیٹے، اس کا بیان حدیث نمبر ۸۱۶۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَّلَا اَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بال اور کپڑا نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا۔

بغیر ٹوپی نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے

سوال: ٹوپی پہنے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: (۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۴۸، كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ، احرام کی حالت میں خف پہننے کا بیان جبکہ نعلین نہ پائے، حدیث نمبر ۱۸۴۲۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا؟ محرم احرام کی حالت میں کون سے کپڑے پہنے؟

فَقَالَ: لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ

حضور نے فرمایا وہ قمیص، عمامے، پاجامے اور ٹوپیاں نہ پہنے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ٹوپی پہننا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے جاری ہے ورنہ احرام کی حالت میں آپ منع کیوں فرماتے؟

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۶۳، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ الْبَرَانِسِ، ٹوپیوں کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۰۲۔

حضرت مُسَدَّد کہتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کیا حضرت معتمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

رَأَيْتُ عَلٰى اَنَسٍ بُرْنُسًا اَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے ایک زرد رنگ کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا جس میں اون ملا ہوا ریشم تھا۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۵۹، كِتَابُ التَّهَجُّدِ، بَابُ اِسْتِعَانَةِ

اَلْیَدِ فِی الصَّلٰوۃِ حالتِ نماز میں ہاتھ سے کوئی کام کرنے کا بیان۔

وَضَعَ اَبُوْ اِسْحَاقَ قَلَنْسُوَتَہٗ فِی الصَّلٰوۃِ وَرَفَعَھَا.

حضرت ابواسحٰق تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز کی حالت میں اپنی ٹوپی کو (زمین پر) رکھ دیا پھر اس ٹوپی کو اٹھا کر پہن لیا۔

فائدہ: اگرچہ ٹوپی پہننا فرض و واجب نہیں ہے ٹوپی کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن ٹوپی مسلمانوں کی ایک خاص پہچان اور علامت ہے اس علامت کو مٹانا اور صحابہ و تابعین کے عمل کی مخالفت کرنا اچھا نہیں اور جب احادیث سے صحابہ و تابعی سے ٹوپی پہننے اور ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کا ثبوت فراہم ہے اور چونکہ صحابی و تابعی کا فعل بھی سنت کا درجہ رکھتا ہے اس لیے بغیر ٹوپی نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔

(سلام کے بعد مقتدی کی طرف چہرہ کر لینا سنت ہے)

سوال: امام صاحب جماعت میں سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف سے اپنا چہرہ کیوں پھیر لیتے ہیں؟

جواب: امام صاحب کا سلام پھیرنے کے بعد چہرہ مقتدیوں کی طرف پھیر لینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱۷، **کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابٌ یَسْتَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ**، امام نمازیوں کی طرف منھ کر لے جب وہ سلام پھیرے، حدیث نمبر ۸۴۵۔

حضرت سَمُرہ بن جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی صَلٰوۃً اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز پوری کر چکے ہوتے یعنی سلام پھیرتے تو اپنا چہرہ ہماری طرف پھیر لیتے۔

سفر شرعی کی مدت اور اس کے احکام

(سفر شرعی کی مدت تین دن کی مسافت ہے)

سوال: سفر کی شرعی مدت کیا ہے؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۷، **اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ** نماز میں قصر کرنے کا بیان، **بَابٌ فِیْ کَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوۃُ** کتنے سفر کی مدت میں نماز میں قصر کیا جائے گا اس کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۸۷۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَۃُ ثَلٰثًا اِلَّا مَعَھَا ذُوْ مَحْرَمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ سفر میں کوئی محرم ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کو مَحرَم کے بغیر تین دن کی مسافت کے سفر سے روکا گیا ہے تو گویا سفر شرعی کی مقدار تین دن ہے تین دن سے کم کا فاصلہ شریعت کے نزدیک سفر نہیں ہے اس لیے جب کوئی تین دن کی مسافت کو طے کرے گا یا تین دن کی مسافت کے ارادے سے سفر پر نکلے گا تو وہ شرعی طور پر مسافر ہوگا اور اس پر مسافر کا حکم جاری ہوگا مثلاً سفر کی حالت میں اس کو نماز میں قصر کرنا واجب ہوگا۔

سفر شرعی کی مدت پر ایک شبہ کا ازالہ

سوال: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۷، اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ، نماز میں قصر کرنے کا بیان، بَابٌ فِيْ كَمْ يُقْصَرُ الصَّلٰوةُ، کتنے سفر کی مدت میں نماز میں قصر کیا جائے، اس کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۸۸۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے حلال نہیں کہ ایک دن اور ایک رات کا سفر بغیر محرم کے سفر کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سفر شرعی کی مقدار ایک دن اور ایک رات بھی ہے گویا تین دن کی مسافت ضروری نہیں۔

جواب: پہلے تین دن کی روایت گذر چکی ہے جو اس روایت کے لیے تو ناسخ ہے لیکن اس ایک دن کی روایت سے تین دن کا حکم منسوخ نہیں ہوسکتا تو ماننا پڑے گا کہ ایک دن اور ایک رات والی روایت یا تو منسوخ ہے یا مشکوک ہے۔

اگر منسوخ مانتے ہیں تب تو کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا تین دن والی روایت پر عمل ہوگا اور گر مشکوک مانتے ہیں تو کسی چیز کا حرام ہونا شک سے ثابت بھی نہیں ہوتا یعنی اگر کوئی عورت محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر تنہا طے کرے تو اُس کے اس فعل کو حرام نہیں کہا جائے گا اس لیے شرعی مسافت کے مقدار میں تین دن والی روایت ہی قابل عمل ہے۔

سفر شرعی کی مدت پر ایک اور شبہ کا ازالہ

سوال: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ، نماز میں قصر کرنے کا بیان، بَابٌ يَقْصُرُ. اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهٖ، جب گھر سے نکلے تو قصر کرے، اس کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۸۹۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔

فائدہ: ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے صرف تین میل کے فاصلے پر ہے لہٰذا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سفر شرعی کی مقدار تین میل بھی ہے۔

جواب: حجۃ الوداع کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تو ظہر کی چار رکعت نماز پڑھنے کے بعد آپ نے سفر کی نیت کی اور مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو اب آپ مسافر ہوگئے دوران سفر ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے عصر کی نماز دو رکعت قصر پڑھی ہے اس لیے اس حدیث سے سفر شرعی کا کوئی ثبوت فراہم نہیں ہوتا اور تین میل کی کیا بات ہے؟ اگر ایک میل یا اس سے کم فاصلہ طے کرنے کے بعد عصر کا وقت ہوجاتا تو بھی آپ دو رکعت پڑھتے اس لیے کہ آپ سفر کے ارادے سے نکلنے کے بعد مسافر ہوگئے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آدمی سفر کا رادہ کرنے کے بعد جب گھر سے نکل پڑے تو وہ مسافر ہوجاتا ہے اور اس پر مسافر کا حکم جاری ہوتا ہے۔

سفر میں قصر واجب ہے

سوال: کیا سفر کی حالت میں قصر کرنا یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: مسافر کو سفر کے دوران قصر کرنا یعنی چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا واجب ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ۔ (پ ۵ ع ۱۲ سورۃ النسآء ۱۰۱)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ، بَابٌ یَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِہٖ، اپنے مقام سے نکلنے پر قصر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۹۰۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ: اَلصَّلٰوۃُ اَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَکْعَتَیْنِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوۃُ الْحَضَرِ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ پہلے جو نمازیں فرض ہوئیں وہ دو دو رکعتیں ہیں پھر سفر کی نمازیں تو ویسے ہی دو رکعت فرض رہیں اور حضر کی نمازیں بڑھا دی گئیں۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۷، اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ، بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ، نماز میں قصر کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۸۱۔

حضرت یحییٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو آپ مدینہ منورہ واپس لوٹنے تک (فرض) نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے

قُلْتُ: ءَاَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا؟ قَالَ: اَقَمْنَا بِہَا عَشْرًا۔

حضرت یحییٰ کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا، کیا آپ لوگوں نے مکہ میں قیام بھی کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں: ہم لوگوں نے وہاں دس دن تک قیام کیا تھا۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ، بَابٌ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِی السَّفَرِ، حالتِ سفر میں مغرب کی نماز تین رکعت پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۹۲۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَہُ السَّیْرُ یُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ فَیُصَلِّیْہَا ثَلٰثًا ثُمَّ یُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا یَلْبَثُ حَتّٰی یُقِیْمَ الْعِشَآءَ فَیُصَلِّیْہَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یُسَلِّمُ الخ۔

میں نے دیکھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر میں نکلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز پڑھنے میں تاخیر فرماتے پھر تین رکعت نماز مغرب پڑھ کر سلام پھیرتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر نماز عشاء کی تکبیر کہلاتے اور عشاء کی دو رکعت نماز پڑھتے پھر سلام پھیرتے۔

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ، بَابٌ مَنْ لَّمْ یَتَطَوَّعْ فِی السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلٰوۃِ وَقَبْلَہَا سفر کی حالت میں فرض نماز سے پہلے اور فرض نماز کے بعد سنت نہ پڑھے اس کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۰۲۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ، وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ۔

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں رہا ہوں آپ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ سفر کی حالت میں قصر فرمایا کرتے یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھا کرتے اس لیے مسافر پر نماز قصر پڑھنا واجب ہے اور ترک واجب کی صورت میں آدمی گناہ گار ہوگا۔

فائدہ: نماز قصر اگرچہ دو رکعت پڑھی جاتی ہے لیکن ثواب میں چار کے برابر ہیں اور قصر کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اور صدقہ ہے قصر نہ کرنا گویا محسن کے صدقہ وانعام کو قبول نہ کرنا ہے اور اس کے انعام کو ٹھکرانا ہے جو کفرانِ نعمت ہے۔

فائدہ: مسافر کے حکم کے لیے اعتبار مسافت کا ہے یعنی تین روز کی مسافت کا ہونا ہے اگر کوئی تین دن کی مسافت کو صرف ایک گھنٹہ میں بھی طے کر لے تو وہ مسافر ہوگا اس کے برعکس اگر کوئی ایک دن کی مسافت کو چار دن میں طے کرے تو وہ شرعاً مسافر نہ ہوگا اور نہ اس پر مسافر کا حکم جاری ہوگا۔

فائدہ: فقہا نے مسافتِ قصر کی مقدار ساڑھے ستاون میل بتایا ہے جو تقریباً ساڑھے بانوے کلومیٹر ہوتا ہے۔

فائدہ: مقیم امام کے پیچھے اگر کوئی مسافر نماز پڑھ رہا ہے تو اب اس کے لیے قصر کا حکم نہ ہوگا اور وہ پوری چار رکعت پڑھے گا۔

فائدہ: مسافر امام کے پیچھے اگر مسافر نماز پڑھ رہے ہیں تو اب دونوں کے لیے قصر کا حکم ہوگا اور دونوں چار رکعت والی نماز دو رکعت پڑھیں گے۔

دو وقت کی نماز ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

سوال: دو وقت کی نماز ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جیسے نماز فرض ہے ویسے ہی ہر نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا بھی فرض ہے اس لیے مقیم ہو یا مسافر ہو کسی نماز کو دوسرے نماز کے وقت میں جمع کر کے بصورتِ ادا پڑھنا جائز نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا پ۵ ع۱۲/النساء ۱۰۲)

(۱) بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۷۶، كِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا، نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۵۲۷۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ حضور نے فرمایا: **نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا**، میں نے عرض کیا: نماز کے بعد کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ حضور نے فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، پھر عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

ایک وقت کی دلیل کا جائزہ

سوال: کیا جمع بین الصلوٰتین کے لیے اس حدیث کو دلیل نہیں بنا سکتے ہیں؟

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، **اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ، بَابٌ یُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلَی الْعَصْرِ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ** حدیث نمبر ۱۱۱۱۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَاِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوالِ آفتاب سے پہلے سفر کے لیے نکلنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر دونوں نماز جمع کر کے پڑھتے اور جب سورج ڈھل جاتا تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے پھر سواری پر سوار ہوتے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھتے۔

جواب: اس حدیث میں **الٰی وقت العصر** سے عصر کے وقت کا قریب ہونا ہے مراد ہے عصر کا وقت ظہر میں داخل نہیں جیسے روزہ رکھنے کا جو حکم ہے اس میں بھی اسی طرح ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ۔**

پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ (پ ۲ ع ۷ سورۃ البقرہ ۱۸۷)

جس طرح اس آیت میں ''اِلَى الَّيْلِ'' کے تحت **رات** روزہ میں داخل نہیں ہے اسی طرح مذکورہ حدیث میں **الٰی وقت العصر** میں عصر کا وقت ظہر میں داخل نہیں اس لیے اس حدیث کو جمع بین الصلوٰتین کے لیے دلیل بنانا درست نہیں۔

سوال: دو وقت کی نماز کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنے کے لیے اس حدیث کو دلیل بنانا کیسا ہے؟

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، **اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ، بَابٌ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ**، حالتِ سفر میں مغرب کی نماز تین رکعت پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۹۱۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ الْعِشَاءِ، قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَفْعَلُهُ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز میں تاخیر فرماتے اور مغرب اور عشا کی نماز جمع فرماتے، حضرت سالم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے جب ان کو سفر کرنے کی جلدی ہوتی

جواب: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب کی نماز تاخیر کر کے پڑھتے یعنی اس کو اخیر وقت میں پڑھتے اور عشا کی نماز اولِ وقت میں پڑھ لیتے، آپ مغرب کے وقت میں عشاء کی نماز یا عشا کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نماز پڑھتے ہوں اس کا کوئی ثبوت اس حدیث سے فراہم نہیں ہوتا اس لیے اس حدیث کو جمع بین الصلوٰتین کی دلیل بنانا کیسے درست ہوگا؟

مزید وضاحت کے لیے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ روایت کافی ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۸، **اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ، بَابٌ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ**، حالتِ سفر میں مغرب کی نماز تین رکعت پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۹۲۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ۔

میں نے دیکھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر میں نکلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز پڑھنے میں تاخیر فرماتے۔

فَيُصَلِّيْهَا ثَلٰثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيْمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيْهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ الخ۔

پھر تین رکعت نماز مغرب پڑھ کر سلام پھیرتے **پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر نماز عشاء کی تکبیر کہلاتے اور عشاء کی دو رکعت نماز پڑھتے** پھر سلام پھیرتے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو مغرب کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے اور مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشا کی نماز اولِ وقت میں پڑھ لیا کرتے تھے۔

سوال: حج کے دوران میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر اور مُزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جانے والی نمازوں کو سفر کے موقع پر دو وقت کی نماز کو ایک وقت میں پڑھنے کی دلیل بنانا کیا درست ہے؟

جواب: میدان عرفات اور مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی جانے والی نماز صرف حاجیوں کے لیے خاص ہے جیسا کہ شارحین حدیث نے لکھا ہے اس لیے اس روایت کو بھی جمع بین الصلوٰتین یعنی ایک وقت میں دو وقت کی نماز کو جمع کر کے پڑھنے کی دلیل نہیں بنا سکتے۔

ظہر گرمی میں سورج ڈھلنے پر سردی میں دوپہر ڈھلنے پر

سوال: گرمیوں اور سردیوں میں ظہر کی نماز کب پڑھی جائے؟

جواب: سردیوں میں چونکہ دن چھوٹا ہوتا ہے اور دوپہر میں گرمی کی شدت نہیں ہوتی اس لیے سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔

گرمیوں میں دن بڑا ہوتا ہے اور دوپہر کا وقت خوب گرم ہوتا ہے اس لیے جب دوپہر کی گرمی کی شدت کم ہوجائے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے۔

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۷۶، كِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، بَابُ اِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ، سخت گرمی میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۳۳/ ۵۳۴۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا:

اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

جب گرمی زیادہ ہوجائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کے سبب ہوتی ہے۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۷۶، كِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، بَابُ اِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ، سخت گرمی میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۳۵۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: اَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقَالَ: اَبْرِدْ اَبْرِدْ، اَوْ قَالَ: اِنْتَظِرْ اِنْتَظِرْ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان دینی چاہی تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈا ہوجانے دو، ٹھنڈا ہوجانے دو، یا یہ فرمایا: ابھی ٹھہر جاؤ، ابھی ٹھہر جاؤ۔

وَقَالَ: شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْئَ التُّلُوْلِ۔

اور آپ نے فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اس لیے جب سخت گرمی ہوجائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو، راوی فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ ہمیں ٹیلوں کا سایہ نظر آنے لگا۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۲۴، كِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، جب جمعہ کے دن سخت گرمی ہو اس وقت کا بیان، حدیث نمبر ۹۰۶۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ۔

جب سردی زیادہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جلدی پڑھتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرتے یعنی نماز جمعہ۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چونکہ نماز جمعہ نماز ظہر کے قائم مقام ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ظہر کی طرح سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں دیر سے نماز جمعہ پڑھا کرتے۔

معانقہ ومصافحہ کرنے کا بیان

معانقہ کرنا جائز ہے

سوال: معانقہ کرنا یعنی ملاقات کے وقت ملنے والے کو گلے لگانا کیسا ہے؟

جواب: اظہارِ محبت اور احترام کے مقصد سے معانقہ کرسکتے ہیں۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۳۱، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ ذِكْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۵۶۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور یہ دعا فرمائی: یا اللہ اسے حکمت سکھادے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۸۸، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ، بچوں کو گود میں اٹھانے کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۰۳۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْآخَرِ ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ أَرْحَمُهُمَا۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھا لیتے پھر ہمیں لپٹا لیتے اور یہ دعا فرماتے: یا اللہ! بے شک میں ان دونوں سے شفقت ومحبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں پر رحم فرما۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۳۰، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَانَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سینے لگایا۔

مصافحہ کرنا سنت ہے

سوال: مصافحہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کے وقت ہتھیلی سے ہتھیلی ملا کر ایک دوسرے کے لیے دعائے مغفرت کرنے کو مصافحہ کہتے ہیں۔

سوال: مصافحہ کرنے کا شرعی حکم کیا ہے اور کب سے رائج ہے؟

جواب: مصافحہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، باعثِ مغفرت ہے اور عہد رسالت سے جاری ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۶، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ الْمُصَافَحَةِ مصافحہ کرنے کا بیان حدیث نمبر ۶۲۶۳۔

عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت قتادہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھا، کیا صحابہ آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔

سوال: مصافحہ کرتے وقت کیا پڑھتے ہیں؟

جواب: **يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ** اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور ہماری بھی

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت ہے

سوال: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے یا ایک ہاتھ سے؟

جواب: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کا طریقہ ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۶، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ الْمُصَافَحَة مصافحہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر۔

قَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لے کر مجھ کو قعدہ میں التحیات پڑھنا سکھایا۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۶، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ الْاَخْذِ بِالْيَدَيْنِ، دونوں ہاتھ پکڑنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۲۶۵۔

اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ اِبْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ الخ۔

حضرت ابو مَعمر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح تشہد پڑھنا سکھایا جیسے قرآن پاک کی سورت پڑھنا سکھایا کرتے اور اس وقت میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں تھا الخ۔

مصافحہ پر سوال و جواب

سوال: ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے التحیات سکھانے کے وقت ان کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا ہو لہٰذا اس حدیث کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے پر دلیل بنانا کیسے درست ہوگا؟

جواب: حضرت امام بخاری نے مصافحہ کے باب میں پہلے اس حدیث کو بیان کیا پھر اسی کے برابر دوسرے باب ''بَابُ الْاَخْذِ بِالْیَدَیْنِ'' دونوں ہاتھ پکڑنے کا بیان، میں بھی اسی حدیث ابن مسعود کو نقل کیا ہے جس سے سمجھ میں آیا کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے اور یہ حدیث اس کی دلیل ہے۔

سوال: ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود پہلے سے موجود رہے ہوں اور تعلیم دیتے وقت حضور نے اُن کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہو؟

جواب: یہ بھی احتمال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں اور سلام کے بعد مصافحہ کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو التحیات کی تعلیم دی ہو؟

سوال: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تو ایک ہاتھ ہونے کا احتمال موجود ہے؟

جواب: حدیث سے ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں لہٰذا ایک ہاتھ کا دعویٰ کرنا ،دعویٰ بغیر دلیل ہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا ہے۔

مزید ثبوت و وضاحت کے لیے تابعین کرام کا عمل بھی ملاحظہ ہو۔

تابعین دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۶، کِتَابُ الْاِسْتِیْذَانِ، بَابُ الْاَخْذِ بِالْیَدَیْنِ، دونوں ہاتھ پکڑنے کا بیان۔

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ ابْنَ الْمُبَارَکِ بِیَدَیْهِ۔

اور حضرت حماد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

فائدہ: اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ تابعین بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔

لفظِ ید کی تشریح

سوال: بخاری شریف کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں میں بابِ مصافحہ کی کچھ حدیثوں میں لفظِ **ید** واحد استعمال ہوا ہے اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بھی درست ہے۔

جواب: بدن کے وہ اعضاء جو عدد میں دو ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں جیسے ہاتھ، پیر، آنکھ، کان یا وہ چیزیں جو عدد میں دو تو ہیں مگر ایک دوسرے سے جدا ہونے والی ہیں جیسے جوتا، موزہ، وغیرہ ان میں واحد اور تثنیہ میں فرق نہیں ہوتا، بلکہ جس طرح تثنیہ سے دونوں عضو مراد ہوتے ہیں اسی طرح واحد سے بھی دونوں عضو مراد ہوتے ہیں۔

کہیں تو ایسا بھی ہے کہ اگر خصوصی طور پر ایک ہاتھ کا معنیٰ لیں یا مفہوم میں ایک ہی ہاتھ مراد لیں تو معنیٰ و مفہوم کے بگڑنے کا اندیشہ ہے قرآنِ پاک کی آیتوں اور بخاری شریف کی حدیثوں سے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔
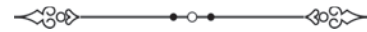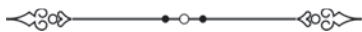
بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (پارہ ۳ ع ۱۱/ آل عمران ۲۶)

ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

تم فرماؤ بے شک فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (پ ۳/ سورہ آل عمران ۷۳)

إِذَا أَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا۔ (پ ۱۸ ع ۱۱/ سورۃ النور ۴۰)

جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو۔

یعنی کافر ایسے اندھیرے میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے، اب یہ معنیٰ کرنا تو درست نہیں ہوگا کہ اگر کافر دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو جزیہ دینے کے متعلق ارشاد فرمایا۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ (پ ۱۰ ع ۱۰/ سورۃ التوبہ ۲۹)

لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔

فائدہ: قرآن پاک کی ان سب آیتوں میں لفظِ ید واحد ہے مگر اس سے مراد دونوں ہاتھ ہیں ایک ہاتھ کا معنی لینا درست نہیں۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶، كِتَابُ الْإِيْمَانِ، بَابٌ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، حدیث نمبر ۱۰۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان وہ ہے کہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے امان میں رہیں۔

یہاں بھی ید واحد ہے لیکن مراد دونوں ہاتھوں سے حفظ وامان میں رکھنا ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۷۸، كِتَابُ الْبُيُوْعِ، بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهٖ بِيَدِهٖ، آدمی کا اپنے ہاتھوں کی کمائی کھانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۷۲۔

عَنِ الْمِقْدَامِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔

حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں لفظِ ید واحد ہے مگر دونوں ہاتھ مراد ہیں کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے اور وہ دونوں ہاتھوں سے بنتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ آیتوں اور حدیثوں میں ہر جگہ لفظ **ید** واحد ہے لیکن معنی میں دونوں ہاتھ مراد ہیں اسی طرح بابِ مصافحہ کی حدیث میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مراد ہے۔

فائدہ: مصافحہ کا مقصد بھائی چارگی کا اظہار ہے اس لیے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مقصد کے مطابق ہوگا اور غیروں کی عادت کے خلاف بھی ہوگا۔

اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں

سوال: شادی کے موقع پر نوشہ کا غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی بھی موقع پر غیر محرم اجنبی لڑکیوں اور عورتوں سے مصافحہ کرنا یا اُن سے ہاتھ ملانا حرام ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۷۱، کِتَابُ الْاَحْکَامِ، بَابُ بَیْعَةِ النِّسَآءِ، عورتوں سے بیعت لینے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۱۴۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ النِّسَآءَ بِالْکَلَامِ بِھٰذِہِ الْاٰیَةِ: لَا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیا کرتے تھے اس آیت کے ساتھ ”اور تم اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرانا“

قَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَ امْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً یَمْلِکُھَا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بیوی یا باندی تھیں۔

فائدہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت کسی اجنبی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا ہے تو کسی اجنبی مرد کو غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرنے یا اس کی بیعت لینے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

مصافحہ کرنے کی پابندی کرنا جائز ہے

سوال: مصافحہ کرنے کا وقت کیا ہے؟

جواب: جب بھی مسلمان آپس میں ملاقات کریں سلام و مصافحہ کر لیا کریں اس سے آپس میں محبت بڑھے گی اور مغفرت کا سامان فراہم ہوگا۔

سوال: مسجد میں جمعہ، فجر اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: مصافحہ کرنا جائز و مستحسن ہے تو کسی بھی نماز سے پہلے اور نماز کے بعد مصافحہ کر سکتے ہیں فجر، عصر اور جمعہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

چونکہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد سنت و نفل پڑھنے کی اجازت نہیں اس لیے ملاقات میں آسانی ہوتی ہے اور نمازی ایک دوسرے سے سلام و مصافحہ کر لیا کرتے ہیں اس طرح کی پابندی منع نہیں ہے بلکہ جو بھی اچھا کام پابندی سے کیا جائے اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔

(۱) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۵۷، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَی الْعَمَلِ، میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۶۵۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّھَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟

قَالَ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ وَقَالَ اُکْلُفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عمل پر پابندی کی جائے اور

اگرچہ وہ تھوڑا ہو اور فرمایا ایسے ہی کاموں کا خود کو مکلف کرو جس کی طاقت رکھتے ہو

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۵۷، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۶۲۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس نیک کام کو زیادہ پسند فرماتے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۵۴، کِتَابُ التَّهَجُّدِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مَنْ تَرَكَ قِيَامًا فِي اللَّيْلِ، اس بات کے ناپسند ہونے کا بیان جو رات میں نماز پڑھنا چھوڑ دے، حدیث نمبر ۱۱۵۲۔

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبْدَ اللهِ ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کو قیام کرنا چھوڑ دیا۔

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱، کِتَابُ الْإِيْمَانِ، بَابُ أَحَبُّ الدِّيْنِ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَدْوَمُهُ، اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے، حدیث نمبر ۴۳۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ : مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ : فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر تشریف لائے اور اس وقت گھر میں ایک خاتون موجود تھیں حضور نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ ام المومنین نے جواب دیا یہ فلاں خاتون ہیں اور اُن کی کثرتِ نماز کا ذکر چھیڑ دیا۔

قَالَ : مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللهِ لَا يَمَلُّ اللهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيْهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

حضور نے فرمایا: ٹھہرو، صرف اتنا عمل کرو جتنا ہمیشہ کر سکتی ہو، خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ اجر دینے سے نہیں تھکے گا مگر تم تھک جاؤ گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس کا کرنے والا ہمیشہ اس کو کرے۔

فائدہ: ان چاروں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ کسی بھی اچھے کاموں کو پابندی سے کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند ہے۔

فائدہ: مصافحہ کرنا بھی ایک نیک کام ہے اور مغفرت کا سبب ہے اس لیے فجر اور عصر کی نماز کے بعد یا جمعہ کی نماز کے بعد یا مذہبی مجلس کے اختتام کے بعد مصافحہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

البتہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ مسائل سے ناواقف عوام اس وقت مصافحہ کرنے کو ضروری خیال کریں گے تو صاحبِ علم کے لیے بہتر ہے کہ وہ کبھی کبھی وقت تبدیل کر لیا کریں یا ان اوقات میں کبھی کبھی مصافحہ ترک کر دیا کریں۔

بیعت اور اس کے احکام کا بیان

بیعت کرنا درست ہے

سوال: کسی متقی پرہیزگار پیرومرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنا کیسا ہے؟

جواب: اچھے کام کرنے کے وعدوں کے ساتھ بیعت کرنا قرآن وحدیث کے مطابق جائز ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱) اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۔ (پارہ۲۶ ع۹ سورۃ الفتح ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اُس نے اپنے برے کو عہد توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۵۰، کِتَابُ الۡمَنَاقِب، بَابُ وُفُوۡدِ الۡاَنۡصَارِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ وَبَیۡعَۃِ الۡعَقَبَۃِ، مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے وفود کے آنے کا بیان اور بیعت عقبہ کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۹۲۔

حضرت ابوادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اہل مدینہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں بھی شامل تھے ان کا یہ بیان ہے۔

اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَحَوۡلَہٗ عِصَابَۃٌ مِّنۡ اَصۡحَابِہٖ: تَعَالَوۡا بَایِعُوۡنِیۡ عَلٰۤی اَنۡ لَّا تُشۡرِکُوۡا بِاللّٰہِ شَیۡئًا وَّلَا تَسۡرِقُوۡا وَلَا تَزۡنُوۡا وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَوۡلَادَکُمۡ وَلَا تَاۡتُوۡنَ بِبُہۡتَانٍ تَفۡتَرُوۡنَہٗ بَیۡنَ اَیۡدِیۡکُمۡ وَاَرۡجُلِکُمۡ وَلَا تَعۡصُوۡنِیۡ فِیۡ مَعۡرُوۡفٍ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد صحابہ تشریف فرما تھے تو حضور نے فرمایا: آؤ مجھ سے اس اقرار پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے پر جھوٹی تہمت اور بہتان نہ لگاؤ گے اور اچھی بات میں میری نافرمانی نہ کرو گے۔

فَمَنۡ وَفٰی مِنۡکُمۡ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنۡ اَصَابَ مِنۡ ذٰلِکَ شَیۡئًا فَعُوۡقِبَ بِہٖ فِی الدُّنۡیَا فَہُوَ لَہٗ کَفَّارَۃٌ وَمَنۡ اَصَابَ مِنۡ ذٰلِکَ شَیۡئًا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ فَاَمۡرُہٗ اِلَی اللّٰہِ اِنۡ شَآءَ عَاقَبَہٗ وَاِنۡ شَآءَ عَفَا عَنۡہُ قَالَ فَبَایَعۡتُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ

پس جو اپنا وعدہ پورا کرے گا اللہ تعالیٰ کے پاس اُس کا اجر وثواب ہے اور جن سے ان امور میں کوتاہی واقع ہو جائے اور دنیا میں اُس کو اِس غلطی کی سزا بھی مل جائے تو وہ اس کے لیے کفّارہ ہو جائے گی اور جس سے کسی قسم کی کوتاہی اور غلطی سرزد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو پوشیدہ رکھے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اس کو سزا دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علہ وسلم سے انہیں باتوں پر بیعت کی۔

(۳ بخاری شریف، جلداول، صفحہ ۱۳، کِتَابُ الۡاِیۡمَانِ، بَابُ قَوۡلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ لِلّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَعَامَّتِہِمۡ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان کہ دین

اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، مسلمانوں کے امام اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کا نام ہے، حدیث نمبر ۵۷۔

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

حضرت جریر بن عبداللہ بَجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز ادا کرنے، زکوٰۃ دینے، اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط پر بیعت کی۔

دوبارہ بیعت کرنا بھی درست ہے

سوال: کیا ایک مرتبہ بیعت کرنے کے بعد دوبارہ بیعت کرسکتے ہیں؟

جواب: بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۷۰، کِتَابُ الْاَحْكَامِ، بَابٌ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ، دومرتبہ بیعت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۰۸۔

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيْ: يَا سَلَمَةُ! أَلَا تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْاَوَّلِ، قَالَ: وَفِي الثَّانِيْ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کی، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کروگے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں، حضور نے فرمایا: اچھا دوبارہ بیعت کرلو۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ کسی شیخ طریقت سے ایک مرتبہ بیعت کر لینے کے بعد دوبارہ بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عورتیں بیعت کرسکتی ہیں

سوال: کیا عورتیں کسی متقی شیخ ومرشد سے بیعت کرسکتی ہیں؟

جواب: عورتیں پردہ میں رہ کر بیعت کرسکتی ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پارہ ۲۸ ع ۸ سورۃ الممتحنۃ ۱۲)

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۷۱، کِتَابُ الْاَحْكَامِ، بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ، عورتوں سے بیعت لینے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۱۵۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنا جائز نہیں

سوال: کیا پیر صاحب کسی اجنبی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لے سکتے ہیں؟

جواب: کسی اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنا حرام ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۷۱، کِتَابُ الْاَحْکَامِ ۔بَابُ بَیْعَۃِ النِّسَاءِ ،عورتوں سے بیعت لینے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۱۴۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ: "لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا"۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیا کرتے اس آیت کے ساتھ "اور تم اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرانا"۔

وَقَالَتْ: وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا۔

اور آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی اجنبی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بیوی یا باندی تھیں۔

فائدہ: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی اجنبی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں فرمائی ہے تو کسی پیر صاحب کو غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت لینے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

ہاتھ پکڑ کر بیعت کی خواہش کرنا درست نہیں

سوال: اگر پیر صاحب کسی اجنبی عورت کو ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے کا حکم دیں تو وہ عورت کیا کرے؟

جواب: پیر و مرشد ایسا تلاش کریں جو شرعی مسائل جانتے ہوں اور شریعت کے حکم کے پابند بھی ہوں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

(پ ۲ ع ۸/البقرہ ۱۹۵)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔

جب شریعت نے اجنبی عورتوں کا ہاتھ پکڑنا یا ان سے ہاتھ ملانا حرام کیا ہے تو شریعت کے خلاف کسی کا حکم ماننا جائز نہیں ایسے پیر کی باتوں کو ہرگز نہ مانیں اور نہ ان سے بیعت کریں اس لیے کہ معصیت اور گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت و فرماں برداری جائز نہیں بطور دلیل بخاری شریف کی یہ روایت ملاحظہ ہو۔

(معصیت میں کسی کی اطاعت جائز نہیں)

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۷۷، کِتَابُ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ ۔بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ خبر واحد کی اجازت کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۵۷۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَاَوْقَدَ نَارًا وَقَالَ: اُدْخُلُوْهَا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا اور اُس دستہ کا امیر ایک آدمی کو مقرر کیا (اتفاق سے وہ اپنے فوجیوں پر ناراض ہو گیا) تو اس نے آگ بھڑکائی اور کہا تم لوگ اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔

فَأَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا وَقَالَ آخَرُوْنَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا۔

کچھ لوگوں نے جب آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اسی آگ سے بچنے کے لیے تو ہم مسلمان ہوئے ہیں۔

(ابھی وہ اس الجھن میں تھے کہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا)

فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

جب یہ لوگ واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ نکل پاتے۔

لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے فرماں برداری صرف نیک کاموں میں ہے۔

پیر و مرشد کی تصویر لگانا جائز نہیں

سوال: کیا پیر و مرشد کی تصویر گھر یا دکان میں لگانے کی اجازت ہے؟

جواب: کسی بھی جاندار کی تصویر لگانا شرعاً منع ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۸۰، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ، وہ تصویریں جو پاؤں تلے روندی جائیں، حدیث نمبر ۵۹۵۴۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِيْ عَلٰى سَهْوَةٍ لِيْ فِيْهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهٗ وَقَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللهِ قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر سے گھر واپس لوٹے اور اس وقت میں نے گھر کے سائبان پر ایک ایسا پردہ ڈال رکھا تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے سخت عذاب ان تصویر بنانے والوں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اس کپڑے سے ایک یا دو توشکیں بنالیں۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۸۰، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ التَّصَاوِيْرِ، حدیث نمبر ۵۹۴۹۔

عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

علم غیب کا بیان

علم غیب کی تعریف

سوال: علمِ غیب کس کو کہتے ہیں؟

جواب: تفسیر کبیر، جلد اول، صفحہ ۱۷۴، از امام رازی قدس سرہ۔

قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْمُفَسِّرِيْنَ اَلْغَيْبُ هُوَ الَّذِيْ يَكُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّةِ

جمہور مفسرین کے قول کے مطابق غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو۔

یعنی غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان نہ تو آنکھ سے دیکھ سکے اور نہ ہی حواس سے محسوس کر سکے۔

یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکیں۔

علم غیب کا شرعی حکم

سوال: علم غیب کے متعلق کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب: علم غیب کی دو قسمیں ہیں (۱) علم ذاتی (۲) علم عطائی

علم ذاتی

علم ذاتی: اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اللہ تعالیٰ عالم بالذات ہے اس کے بتائے بغیر کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا عالم بالذات ہونا محال ہے، ایک ذرہ کا بھی علمِ ذاتی غیر خدا کے لیے ماننا کفر ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ (۲۰/ النمل ۶۵)

تم فرماؤ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۔ (پ ۷ ع ۱۳/ الانعام ۵۹)

اور اسی کے پاس ہے کنجیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۔ (پارہ ۲۹/ الجن ۲۵)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ (پارہ ۱ ع ۴/ سورۃ البقرہ ۳۳)

کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔ (پ ۲۱/ ع ۱۳/ لقمان ۳۴)

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور اتارتا ہے مینھ، اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی، بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ (پ ۲۱/ ع ۱۳/ سورۃ لقمان ۳۴)

تم فرماؤ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔

فائدہ: مذکورہ تمام آیتیں اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی پر دلالت کر رہی ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ بندوں کے علم کا کوئی موازنہ اور مقابلہ نہیں ہوسکتا یہ محال اور ناممکن ہے کیونکہ اگر ابتدائے عالم سے لے کر قیامت تک کے تمام فرشتوں، جنوں انسانوں کے علوم کو جمع کر لیا جائے پھر بھی ان کو اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی نسبت نہ ہوگی اس لیے کہ بندوں کا علم محدود اور متناہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود اور غیر متناہی ہے اس کو سمجھنے کے لیے حضرت خضر علیہ السلام کا یہ قول کافی ہے جو آپ نے دوران سفر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

یٰمُوْسٰی: مَا نَقَصَ عِلْمِیْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذِهِ الْعُصْفُوْرِ فِی الْبَحْرِ الخ۔

اے موسیٰ! میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہی ہے جیسے ایک طرف چڑیا کی چونچ اور دوسری طرف وسیع و عریض سمندر۔

بخاری شریف جلد اول/صفحہ ۲۳، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَا یَسْتَحِبُّ لِلْعَالِمِ الخ، حدیث نمبر ۱۲۲

علم عطائی

علم عطائی: اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبیوں اور رسولوں کو غیب کا کثیر علم حاصل ہے اس کا ماننا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ ۴ ع ۸/آل عمران ۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (پ ۲۹ ع ۱۱/سورۃ الجن ۲۵)

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ (پارہ ۱ ع ۴/سورۃ البقرہ ۳۱)

اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (پ ۳۰ ع ۶/سورہ تکویر ۲۳)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ۔ (پ ۱۳ ع ۵/سورہ یوسف ۱۰۲)

یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔ (پ ۷ ع ۱۵/سورۃ الانعام ۷۵)

اور اسی طرح ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا۔ (پ ۱۲ ع ۴/سورہ ھود ۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِی الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ (پ ۲۳ ع ۱۳/سورہ ص ۴۵)

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب، قدرت اور علم والوں کو

فائدہ: مذکورہ تمام آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے اور ان کے علم غیب کو عطائی کہا جاتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب

سوال: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔ (پ ۲۱/ ع ۱۳/ لقمان ۳۴)

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور اتارتا ہے مینھ، اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی، بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے

کچھ لوگ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ انبیا کو علم غیب حاصل نہیں ہوتا ہے اور خاص کر ان امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہیں ہوتا لیکن کیا یہ کہنا یا ایسا استدلال کرنا درست ہے؟

جواب: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حارث بن عمر یا ولید بن عمر اور ایک روایت کے مطابق براء بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا قیامت کب آئے گی؟ میں نے کھیت میں بیج بویا ہے بارش کب ہوگی؟ میری بیوی حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا؟ کل کا کام مجھے معلوم ہے آپ یہ بتائیں میں آئندہ کل کیا کروں گا؟ میں یہ جانتا ہوں کہ کہاں پیدا ہوا لیکن مجھے یہ بتائیں میں کہاں مروں گا؟

ان سوالوں کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتایا گیا کہ یہ وہ امور خمسہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کر لیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ’’إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ‘‘ بے شک اللہ جاننے والا بتانے

والا ہے‘‘ فرما کر یہ اشارہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور، نبیوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو ان چیزوں کی اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے۔

اسی طرح فرشتوں میں سے جس کو چاہتا ہے ان امور غیبیہ کا علم عطا فرماتا ہے جبھی تو حضرت جبریل امین نے حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی اور یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوا۔

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔ (پ ۱۶ ع ۵/ مریم ۱۹)

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

ایسے ہی ولیوں اور اپنے محبوب بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ان امور کا علم عطا فرماتا ہے لیکن ان کا علم یقینی نہیں بلکہ ظنی ہوتا ہے۔

اس آیت سے نبیوں، رسولوں فرشتوں اور اولیا کے علم غیب کی نفی مقصود نہیں بلکہ کاہنوں اور نجومیوں کے علم کی تردید اور نفی مقصود ہے جو علم نجوم کے سہارے ان چیزوں کے علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یا ان لوگوں کی تردید کرنا مقصود ہے جو باری تعالیٰ کی عطا کے بغیر علم غیب کا دعویٰ رکھتے ہیں ورنہ اس کو کیا کہیں گے کہ قرآن نے فرمایا۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ (پ ۲۱/ ع ۱۳/ لقمان ۳۴)

یعنی بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔

جبکہ میڈیکل سائنس سونوگرافی کے ذریعہ صرف تین ماہ بعد بتا دے رہی ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا ہے؟ اب آپ یہی تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے سونوگرافی کو جنس معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور یہ غیب نہیں ہے کیونکہ آلات سے جنس کا پتہ چل رہا ہے تو جب ایک اوزار پر ہمارا اعتماد ہے تو انبیا کے غیب داں ہونے پر اعتماد کیوں نہ ہو؟ جبکہ ان کا غیب داں ہونا قرآن وحدیث کی تعلیم کے مطابق ہے اور جس کا ماننا ضروریات دین سے ہے۔

ایک اور شبہ کا جواب

سوال: بخاری شریف کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ جوام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اور اس سے علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۷، کِتَابُ التَّوْحِيْد، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖۤ اَحَدًا غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، اس کا بیان، حدیث نمبر ۷۳۸۰۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ، وَهُوَ يَقُوْلُ، لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔

جو تم سے یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں تو اس نے جھوٹ کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

جواب: ام المومنین نے بالکل صحیح فرمایا ہے اس حدیث میں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے علم ذاتی مراد ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے بغیر اس کی عطا کے کوئی جان نہیں سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (پ۲۹ ع۱۱/سورۃ الجن ۲۵)

مذکورہ حدیث سے اسی آیت کی وضاحت ہو رہی ہے اور علم غیب جو عطائی ہے اس کی نفی مقصود نہیں کیونکہ اسی آیت میں آگے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ''اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ'' یعنی وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم غیب

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُيُوْتِكُمْ۔

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پارہ ۳ ع۱۳/آل عمران ۴۹)

بے شک اِن باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

فائدہ: کھانا گھروں میں کھایا گیا، مال گھروں میں جمع کیا گیا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود نہیں ہیں مگر آپ اِن باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔

حضرت امام شیخ فخر الدین رازی قدس سرہ متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اَلْاِطِّلَاعُ عَلٰی آثَارِ حِكْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مَخْلُوْقَاتِ هٰذَا الْعَالَمِ بِحَسْبِ اَجْنَاسِهَا وَاَنْوَاعِهَا وَاَصْنَافِهَا وَاَشْخَاصِهَا وَاَجْزَائِهَا

مِمَّا لَا یَحْصُلُ اِلَّا لِلْاَکَابِرِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صِنفوں اور شخصوں اور جسموں اور سارے مخلوق میں حکمتِ الٰہی کے آثار پر اُنہیں اکابِر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاے کرام ہیں اور ان پر درود وسلام نازل ہو۔

وَلِهٰذَا الْمَعْنٰی کَانَ رَسُوْلُنَا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ: اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا هِیَ۔

اور اسی لیے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ فرماتے ”یا اللہ! ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں ویسی ہی دکھادے“۔

یعنی انبیا کو اس عالم کی تمام مخلوقات کی جنس، نوع، قسم معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سب میں جو حکمتیں رکھی ہیں وہ اس کو بھی جانتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاے کرام کو بااختیار بنایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کی دی ہوئی قوت سے مُردوں کو زندہ کرتے ہیں، مریضوں کو شفا دیتے ہیں نابینا کو بینا کردیتے ہیں اور لوگوں کو پوشیدہ باتوں کی خبریں دیتے ہیں۔

حضور کا علم غیب قرآن کی روشنی میں

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق بتائیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیا اور پوری کائنات سے بھی زیادہ غیب کا علم عطا کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱) تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا۔ (پ ۱۲ ع ۴/سورہ ھود ۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

(۲) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ۔ (پ ۳۰ ع ۶/سورہ تکویر ۲۳)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو غیب کی خبریں دینے میں بخالت نہیں فرماتے اور کسی چیز کو بتانے کے لیے اس کا علم ہونا ضروری ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(۳) وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔ (پ ۲۰ ع ۱۲/سورۃ النمل ۷۵)

اور وہ کتاب قرآن شریف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے تو بلاشبہ آپ کو آسمانوں اور زمینوں کے تمام غیوبات کا علم ہے۔

(۴) مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔ (پ ۷ ع ۱۰/سورۃ الانعام ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

یعنی تمام چیزوں کا علم قرآن پاک میں ہے اور قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ نازل ہوا تو یقینا آپ کو ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔

(۵) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۔

اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔ (پ ۵ ع ۱۴ / سورۃ النسآء ۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(۶) اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۔

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (پارہ ۲۷ ع ۱۱ / سورہ رحمن ۱ تا ۴)

(۷) وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۔ (پ ۱۴ ع ۱۸ سورۃ النحل ۸۹)

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو

فائدہ: مذکورہ تمام آیتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب اور ان کے کثرت علم غیب پر دلالت کر رہی ہیں۔

حضور کا علم غیب احادیث کی روشنی میں

حوضِ کوثر نگاہوں کے سامنے

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ شہید پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۴۴۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے تو جنگ احد کے شہیدوں پر ایسے دعا فرمائی جیسے میت پر دعا کی جاتی ہے پھر منبر کی طرف آئے۔

فَقَالَ : اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ

پھر آپ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں۔

وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ۔

اور قسم خدا کی، بے شک میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم لوگ میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم (صرف) دنیا داری میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

فائدہ: حوض کوثر کا مشاہدہ کرنا اور مستقبل کی خبر دینا علم غیب ہی تو ہے۔

مخلوق کی پیدائش کا علم ہے

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۵۳، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ

اور وہی ہے کہ اوّل بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر زیادہ آسان ہونا چاہیے۔(پ۲۱ع۶ سورۃ الروم ۲۷)، حدیث نمبر ۳۱۹۲۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَاماً فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر پہنچ گئے جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

جانتے ہیں کس کا بیٹا ہے؟

(۳) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۸۳، کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنْ کَثْرَۃِ السُّؤَالِ کثرتِ سوال ناپسندیدہ ہے اس کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۹۴۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۷، کِتَابُ مَوَاقِیْتِ الصَّلٰوۃِ، بَابُ وَقْتِ الظُّھْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ، ظہر کا وقت زوال کے بعد ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۵۴۰۔

عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّی الظُّھْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ السَّاعَۃَ وَذَکَرَ اَنَّ بَیْنَ یَدَیْھَا اُمُوْرًا عِظَامًا

حضرت زہری فرماتے ہیں مجھ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا تذکرہ فرمایا تو آپ نے فرمایا: قیامت آنے سے پہلے کئی بڑی باتیں ہوں گی۔

ثُمَّ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْاَلْ عَنْہُ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا؟

پھر حضور نے فرمایا: جس کو جس چیز کے متعلق پوچھنا ہو پوچھ لے قسم خدا کی، جب تک میں اس جگہ رہوں گا تم جس چیز کے متعلق بھی دریافت کرو گے میں اس کے متعلق بتادوں گا۔

قَالَ: اَنَسٌ فَاَکْثَرَ النَّاسُ الْبُکَآءَ وَاَکْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْلَ: سَلُوْنِیْ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ ان باتوں کو سن کر رونے لگے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے: تم لوگ مجھ سے پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

قَالَ اَنَسٌ: فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ: اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟
قَالَ: اَلنَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ فَقَالَ: مَنْ اَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟
قَالَ: اَبُوْکَ حُذَافَۃُ قَالَ: ثُمَّ اَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ: سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ۔

حضرت انس فرماتے ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ حضور نے فرمایا: دوزخ میں، پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے باپ کون ہیں؟

حضور نے فرمایا: تمہارا باپ حذافہ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے: تم لوگ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟ تم لوگ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں گھٹنے کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا: ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ آنِفًا فِیْ عُرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّیْ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک میرے سامنے ابھی جنت اور جہنم کو اس دیوار میں پیش کیا گیا اس وقت جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کے دن کی طرح کسی دن میں نے خیر وشر نہیں دیکھا۔

فائدہ: کسی انسان کا جنتی ہونا یا جہنمی ہونا غیب کا علم ہے اور کون کس کا بیٹا ہے اس کا حقیقی علم اس کی ماں کو ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا گیا ہے اس لیے آپ اِن باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے بار بار جو یہ فرمایا: ”سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ“، تم لوگ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟ اس سے مراد صرف مذہبی سوال نہیں ہے ورنہ صحابہ یہ کیوں عرض کرتے میرے باپ کون ہیں؟

کون دوزخی ہے؟ اس کا علم ہے

(۴) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۶۱، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ الْاَعْمَالِ بِالْخَوَاتِیْمِ، اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۹۳۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۰۶، کِتَابُ الْجِھَادِ، بَابٌ لَایَقُوْلُ فُلَانٌ شَھِیْدٌ، یہ نہ کہو کہ فلاں شہید ہے، حدیث نمبر ۲۸۹۸۔

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

نَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی رَجُلٍ یُقَاتِلُ الْمُشْرِکِیْنَ وَکَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ غَنَاءً عَنْھُمْ فَقَالَ: مَنْ اَحَبَّ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) ایک آدمی کو دیکھا جو مشرکوں سے لڑ رہا تھا اور مسلمانوں کے حق میں بڑا کام آرہا تھا آپ نے فرمایا: جو کسی ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتا ہو جو دوزخیوں میں سے ہے وہ اس کو دیکھ لے۔

فَتَبِعَہٗ رَجُلٌ فَلَمْ یَزَلْ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ: بِذُبَابَۃِ سَیْفِہٖ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیْہِ فَتَحَامَلَ عَلَیْہِ حَتّٰی خَرَجَ مِنْ بَیْنِ کَتِفَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور کے اس قول کو سن کر ایک آدمی اس کے پیچھے ہولیا اور برابر اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ آدمی زخمی ہو گیا اور تکلیف کی شدت کے سبب موت کا طلبگار ہوا، اس نے اپنی تلوار کے نوک کو اپنے سینے کے درمیان رکھا اور اس پر اپنے بدن کا اتنا بوجھ ڈالا کہ تلوار اس کے دونوں مونڈھے کے درمیان سے باہر نکل آئی (اور اس سبب سے وہ مر گیا) اسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يُرَى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يُرَى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا۔

بے شک کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کو دیکھنے میں جنتی کام معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ جہنمی ہوتا ہے اور کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کی نگاہ میں جہنمی کام معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور بے شک اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

فائدہ: صحابہ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ آدمی بڑا مجاہد ہے لیکن غیب داں نبی نے انہیں بتا دیا کہ یہ جہنمی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوگیا کہ وہ آدمی خودکشی کر کے حرام موت کا شکار ہوگیا۔

فائدہ: آدمی آفت ومصیبت سے فرار حاصل کرنے کے لیے کبھی خود کو ہلاک کر لیتا ہے اس کو خودکشی کہتے ہیں خودکشی کے مقصد سے آگ میں کودنا، پانی میں ڈوبنا، زہر کھانا، گلے میں پھندا لگانا، عمارتوں سے کودنا، ٹرین، بس، موٹر وغیرہ کے آگے آجانا، یعنی ہر وہ صورت جس میں جان جانے کا قوی امکان ہو اس کا کرنا حرام ہے اور عذاب کا باعث ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔ (پ ۲ ع ۸/ البقرہ ۱۹۵)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو زخم آگیا اس نے خود کو مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے خود فیصلہ کر کے میرے حکم پر سبقت کی ہے اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔

بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۱۸۲، کِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَاتِلِ النَّفْسِ، حدیث نمبر ۱۳۶۴۔

خلیفہ دوم وسوم کی شہادت کی خبر

(۵) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱۹، کِتَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت کا بیان، بَابُ فَضْلِ اَبِيْ بَكْرٍ، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۷۵۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ اُن کے ساتھ ہلنے لگا۔

فَقَالَ: اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ۔

حضور نے فرمایا: اے اُحد ٹھہر جا اس لیے کہ تیرے اوپر ایک اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ایک صدیق ہیں اور دو شہید ہیں۔

فائدہ: حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال شہادت کے ذریعہ ہوا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسوں پہلے ان دونوں حضرات کی شہادت کا اعلان فرما دیا اور جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوا یہ علم غیب ہی تو ہے۔

پوشیدہ خط کا علم

(۶) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۵، کِتَابُ الْاِسْتِیْذَانِ، بَابُ مَنْ نَظَرَ فِیْ کِتَابِ مَنْ یُّحْذَرُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ لِیَسْتَبِیْنَ اَمْرُہٗ، ایسا خط دیکھنے کا بیان جو مسلمانوں کے خلاف لکھا گیا ہوتا کہ صورت حال ظاہر ہوجائے ،حدیث نمبر ۶۲۵۹۔

بخاری شریف ، جلد اول ، صفحہ ۴۲۱ ، کِتَابُ الْجِھَادِ وَالسِّیَرِ، بَابُ الْجَاسُوْسِ جاسوس کا بیان، حدیث نمبر ۳۰۰۷۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَیْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَاَبَا مَرْثَدِ الْغَنَوِیَّ وَ کُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ: اِنْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَۃَ خَاخٍ فَاِنَّ بِھَا اِمْرَءَۃً مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مَعَھَا صَحِیْفَۃٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر بن عوام اور ابومرثد غنوی کو (ایک خط لانے کے لیے) روانہ کیا اس وقت ہم لوگ بہت اچھے گھوڑ سوار تھے حضور نے فرمایا: تم لوگ روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک مشرکہ عورت ملے گی اس عورت کے پاس مشرکوں کے نام لکھا ہوا حاطب بن بلتعہ کا خط ہے۔

قَالَ: فَاَدْرَکْنَاھَا تَسِیْرُ عَلٰی جَمَلٍ لَھَا حَیْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَیْنَ الْکِتَابُ الَّذِیْ مَعَکِ؟

حضرت علی فرماتے ہیں ہم تینوں چلے اور ہم نے اس عورت کو اُسی جگہ پالیا جس جگہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ عورت ایک

اونٹ پر سوار جا رہی تھی ہم نے اس سے کہا: وہ خط کہاں ہے جو تم لے کر جا رہی ہو؟

قَالَتْ: مَا مَعِیْ کِتَابٌ فَاَنَخْنَا بِھَا فَابْتَغَیْنَا فِیْ رَحْلِھَا فَمَا وَجَدْنَا شَیْئًا قَالَ صَاحِبَایَ: مَا نَرٰی کِتَابًا قُلْتُ:۔

اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھالیا اور اس کے پالان وغیرہ کی تلاشی لی لیکن ہمیں ایسی کوئی چیز نہ ملی ، میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: ہمیں تو اس کے پاس کوئی چیز نظر نہیں آتی: میں نے ان سے کہا۔

لَقَدْ عَلِمْتُ مَا کَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِہٖ لَتُخْرِجَنَّ الْکِتَابَ اَوْلَاُجَرِّدَنَّکِ؟

میں نے اس عورت سے کہا: قسم ہے اس ذات کی، جس کی قسم کھائی جاتی ہے تم خود ہی خط نکال کر دو، ورنہ میں تمہارے کپڑے کے اندر بھی تلاشی لوں گا؟

فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّیْ اَھْوَتْ بِیَدِھَا اِلٰی حُجْزَتِھَا وَھِیَ مُحْتَجِزَۃٌ بِکِسَاءٍ فَاَخْرَجَتِ الْکِتَابَ۔

جب اس نے میری طرف سے سختی دیکھی تو اس نے اپنا ہاتھ اپنے نیفے کی طرف بڑھایا وہ ازار کی جگہ ایک کمبل باندھے تھی اور اپنے نیفے سے خط نکال کر دیا۔

قَالَ: فَانْطَلَقْنَا بِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خط کو لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف واپس چل پڑے۔

فَقَالَ: مَا حَمَلَکَ یَا حَاطِبُ عَلٰی مَا صَنَعْتَ؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! مکہ کے مشرکین کے پاس پوشیدہ طور پر خط بھیجنے کی وجہ کیا تھی؟

قَالَ: مَابِيْ اِلَّا اَنْ اَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ اَرَدْتُ اَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ

حضرت حاطب بن بلتعہ نے عرض کیا: اس کے سوا کوئی بات نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور نہ میں بدلا ہوں اور نہ ہی مجھ میں کسی طرح کی تبدیلی آئی ہے بس میرا یہ ارادہ ہوا کہ اہل مکہ پر میں کچھ احسان کر دوں جس کے سبب اللہ تعالیٰ میری جان و مال کو لوٹنے سے انہیں روکے رکھے۔

وَلَيْسَ مِنْ اَصْحَابِكَ هُنَاكَ اِلَّا وَلَهٗ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی آدمی مکہ میں میرا رشتہ دار بھی نہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ میرے اہل و عیال اور میرے مال کی حفاظت فرمائے۔

قَالَ: صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ اِلَّا خَيْرًا۔

حضور نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے تم ان سے اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہنا

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: بے شک اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی ہے یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟

فَقَالَ: يَا عُمَرُ! وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حالات پر مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے۔

فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو سن کر رو پڑے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے جہاں علم غیب کا ثبوت فراہم ہوا وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی صاحب فضیلت سے انجانے میں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو فیصلہ کرنے سے پہلے اس کے پرانے کارناموں اور اس کے حسن نیت کا بھی خیال رکھا جائے۔

خشوع وخضوع نگاہِ نبوت میں

(۷) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۲، كِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ الْخُشُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ، نماز میں خشوع کا بیان، حدیث نمبر ۷۴۱۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا منھ قبلہ کی طرف ہے قسم خدا کی، تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔

وَاِنِّيْ لَاَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِيْ۔

اور بے شک میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

فائدہ: خشوع وخضوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کی دلی کیفیت کو بھی دیکھ رہے ہیں جبھی تو آپ نے فرمایا: ”تمہارا خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں“۔

جنگ کا مشاہدہ

(۸) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۶۶، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهٖ، میت کی خبر میت کے وارثوں کو سنانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۴۶۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۱۱، کِتَابُ الْمَغَازِيْ بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ، سرزمین شام پر ہونے والے جنگ موتہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۶۲۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے زید نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے جھنڈا سنبھالا وہ بھی شہید ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا وہ بھی شہید ہو گئے۔

وَاِنَّ عَيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ وَلِيْدٍ مِنْ غَيْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر حضور نے فرمایا: خالد بن ولید نے بغیر امیر بنائے جھنڈا سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو فتح دی۔

فائدہ: یہ جنگِ موتہ کا واقعہ ہے جو ۸ھ میں ملکِ شام میں بیت المقدس کے قریب ہو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں جنگ کے دن ہی صحابہ کو وہاں کے حالات سے واقف کرا دیا، یکے بعد دیگرے شہید ہونے والوں کا نام بھی بتا دیا اور وہ بھی اس طرح کہ گویا آپ اپنی نگاہوں سے اس جنگ کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

عذاب قبر کا مشاہدہ

(۹) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۲، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ، قبر پر کھجور کی ڈالی لگانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۱۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ: اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو قبروں کے پاس سے گزرے جن قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کو دو ٹکڑے کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟

صحابہ نے عرض کیا! یارسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔

فرمایا امید ہے جب تک یہ شاخیں سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا

فائدہ: قبر کے عذاب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمالیا یہ بھی غیب کا علم ہے اور قبر پر ہری شاخ رکھنے سے عذابِ قبر میں کمی ہوگی یہ بھی بتا دیا

یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے مرحومین کی قبروں پر ہری ٹہنیاں، پھول اور پتیاں رکھ دیتے ہیں کہ جب تک پھول، پتیاں اور ہری ٹہنیاں تر رہتی ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں اور اس کے سبب میت کے عذاب میں کمی ہوتی ہے۔

جنت اور جہنم کا مشاہدہ

(۱۰) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۸۲، کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کے اقتدا کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۸۷۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ: مَالِلنَّاسِ؟ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ۔

حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ سورج گہن کے وقت میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آئی اس وقت لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور سیدہ عائشہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ، فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ قَالَتْ: بِرَاسِهَا: اَنْ نَعَمْ۔

حضرت اسما فرماتی ہیں: میں نے کہا: سبحان اللہ: کیا کوئی نشانی ہے؟ سیدہ عائشہ نے سر کے اشارے سے بتایا: ہاں۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ الخ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: آج اس جگہ پر کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی جس کو میں نے دیکھ نہ لیا ہو یہاں تک کہ جنت اور جہنم کو بھی میں نے دیکھ لیا الخ۔

خیبر کے فاتح حضرت علی ہوں گے

(۱۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۲۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ طَالِبٍ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۱۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کل صبح میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ يُعْطَاهَا فَقَالَ: اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ؟

راوی کہتے ہیں کہ صحابہ پوری رات اس حسرت میں رہے کہ دیکھیے صبح کے وقت کس خوش نصیب کو جھنڈا اعطا فرمایا جائے گا؟ جب صبح ہوئی تو ہر ایک صحابی یہی آرزو لیے ہوئے رسول اللہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے حاصل ہو حضور نے فرمایا: علی بن ابوطالب کہاں ہیں؟

فَقَالُوْا: يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے حضور نے فرمایا: انہیں بلا کر لاؤ پس انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگا دیا اور اُن کے لیے دعا فرمائی پھر تو وہ اس طرح تندرست نظر آنے لگے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔

فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ : اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ۔

حضور نے جھنڈا اُن کے حوالے کیا حضرت علی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان سے اُس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہوجائیں ،حضور نے فرمایا: اطمینان وسکون سے جاؤ جب اُن کے مقام پر پہنچ جاؤ تو انھیں اسلام کی طرف مائل کرو اور اللہ تعالیٰ کا جو اُن لوگوں پر فرض ہے وہ انھیں بتاؤ

فَوَاللّٰهِ : لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ۔

پس قسم خدا کی ، اگر تمہاری کوشش سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت عطا فرمادے تو وہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

مذکورہ واقعہ کی مزید تفصیل

(۱۲) بخاری شریف ، جلد اول ، صفحہ ۵۲۵ ، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ طَالِبٍ ، حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۲۔

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ : كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ : اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوبِ چشم کے سبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے دل میں کہنے لگے میں آپ کو چھوڑ کر کیسے رہ جاؤں؟ تو حضرت علی بھی نکل پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جاملے۔

فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْ لَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْ قَالَ : يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کل صبح یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا یا یہ جھنڈا کل وہ آدمی حاصل کرے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں خیبر پر فتح دے گا۔

فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا : هٰذَا عَلِيٌّ۔

ہم لوگوں کو یہ امید نہ تھی کہ حضرت علی آجائیں گے صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی موجود ہیں۔

فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو سرداری کا جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں خیبر کو فتح کرادیا۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے جہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ آپ نے رات میں صحابہ کو بتادیا کہ کل خیبر کا قلعہ فتح ہوجائے گا اور یہ کہ حضرت علی فاتحِ خیبر ہوں گے۔

قیصر وکسریٰ کی ہلاکت کی خبر

(۱۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱۱، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۱۸۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بادشاہ کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقُنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے ضرور ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

فائدہ: صحابہ کو قیصر وکسریٰ کی حکومت ختم ہونے کی خبر دینا اور یہ بتانا کہ اُن کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ ہوں گے یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔

فائدہ: ملک روم کے بادشاہوں کا لقب قیصر تھا اور ایران کے بادشاہوں کا لقب کسریٰ تھا۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے روم کے بادشاہ قیصر اور ایران کے بادشاہ کسریٰ کے ملک کو فتح کر لیا تھا۔

بنتِ ملحان سمندری سفر کریں گی

(۱۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۰۳، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْاَةِ فِي الْبَحْرِ، بحری فوج میں عورتوں کی شرکت کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۷۷/۲۸۷۸۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۹، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ، حدیث نمبر ۶۲۸۲/۶۲۸۳۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آئے تو ٹیک لگا کر سو گئے پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔

فَقَالَتْ: لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟

حضرت ام حرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟

فَقَالَ: نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ. فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھ کر تعجب ہوا جو سمندر پر اس طرح سواری کر کے سفر کر رہے ہیں جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں، انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرما دے۔ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ۔

حضور نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! اِن کو اُس گروہ میں شامل فرما دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سو گئے اور کچھ دیر بعد آپ ہنستے ہوئے

بیدار ہوئے حضرت ام حرام بنت ملحان نے پھر عرض کیا یارسول اللہ! کس بات نے آپ کو ہنسایا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح بتایا کہ مجھے اپنی امت کے اس گروہ کو دیکھ کر حیرت ہوئی جو سمندر پر اس طرح سفر کریں گے جیسے بادشاہ اپنی تخت پر بیٹھتے ہیں۔

حضرت ام حرام بنت ملحان نے پھر گذارش کی: یارسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمادے، حضور نے فرمایا: تمہارا شمار تو پہلے گروہ میں ہو چکا ہے اب دوسرے کی کیا ضرورت ہے؟

قَالَ اَنَسٌ: فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَآبَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ام حرام بنت ملحان نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لیا اور پھر وہ قرظہ کی بیٹی کے ساتھ جہاد میں بحری سفر میں نکلیں، پھر جب وہ سمندری سفر سے واپس لوٹیں تو اپنی سواری کے جانور سے گر پڑیں جس سے آپ کا وصال ہو گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے جہاں حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سمندری مسافر ہونا معلوم ہوتا ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بھی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ آپ نے برسوں پہلے یہ بتادیا کہ مسلمانوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب مجاہدین جہاد کے لیے کشتی پر بیٹھ کر سمندری سفر کریں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے صحابہ کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب داں نبی مانتے رہے اور یہ کہ حضور جو دعا فرمادیں گے وہ بارگاہ خداندی میں مقبول ضرور ہو گی۔

غیب کا مشاہدہ

(۱۵) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۸، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ خَیْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۳۴۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے خیبر فتح کیا تو ہم لوگوں کو سونا چاندی نہیں ملا بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغ مال غنیمت میں حاصل ہوا، خیبر کی فتح کے بعد ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ میں پہنچے حضور کے ساتھ مِدعَم نام کا ایک حبشی غلام تھا جسے بنی ضباب کے ایک آدمی نے دیا تھا وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوہ کھول رہا تھا کہ اچانک اس کو ایک تیر آ لگا، لوگوں نے کہا: اس غلام کو شہادت مبارک ہو۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشِّمْلَةَ الَّتِیْ اَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، بے شک وہ کمبل جسے اس نے فتح خیبر کے دن مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لے لیا تھا وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہا ہے۔

ایک دوسرے آدمی جنہوں نے ایک یا دو تسمے لیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اس کو (بہت معمولی) سمجھ کر لیا تھا حضور نے فرمایا: اس کے بدلے ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں

شہادت کا اشارہ دیا

(۱۶) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۰۳، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ خَیْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۹۶۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے ہم سب رات کے وقت میں سفر کر رہے تھے اس سفر میں عرب کے ایک بڑے شاعر حضرت عامر بھی ہمارے ساتھ تھے ایک آدمی نے ان سے کہا اے عامر! آپ ہمیں اپنے اشعار کیوں نہیں سناتے؟ چنانچہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار سنانے لگے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا اے اللہ! اگر تو ہماری رشد و ہدایت نہ فرماتا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا تو نہ ہم نماز پڑھتے ہوتے اور نہ زکوۃ دیتے

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا اَبْقَیْنَاهُ ہمیں بخش دے ہم زندگی بھر تیرے دین پر قربان رہیں گے

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا کافروں کے مقابلے میں ہم کو ثابت قدمی عطا فرما

وَاَلْقِیَنْ سَكِیْنَةً عَلَیْنَا اے اللہ! ہمارے دلوں پر سکینہ نازل فرما

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اشعار شعر پڑھنے والا کون ہے؟

قَالُوْا: عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ: یَرْحَمُهُ اللّٰهُ

لوگوں نے بتایا یہ عامر بن اکوع ہیں حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اس دعا کو سن کر ہم میں سے ایک شخص (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے لگے: حضرت عامر کے لیے شہادت واجب ہوگئی، یارسول اللہ! کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کچھ دن اور ان سے ہم کو فائدہ اٹھانے دیتے۔

جب ہم لوگ خیبر پہنچے تو ہم نے یہودیوں کا محاصرہ کر لیا اس دوران زادِ راہ کی کمی کے سبب بھوک نے ہمیں خوب تنگ کر رکھا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر فتح عطا فرمائی اور جس دن ہم نے خیبر فتح کیا اس دن شام کو خوب آگ جلائی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آگ کیسی ہے؟ اور کس چیز پر جلائی جا رہی ہے؟ لوگوں نے بتایا گوشت پکایا جا رہا ہے، حضور نے فرمایا: کس چیز کا گوشت ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ گھریلو گدھے کا گوشت ہے آپ نے فرمایا گوشت کو پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو، کسی نے کہا یارسول اللہ! کیا ہم ایسا نہ کریں کہ گوشت کو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور نے فرمایا: اچھا ایسا ہی کرو۔

جنگ خیبر میں جب مسلمانوں نے صف بندی کی تھی تو چونکہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار بہت چھوٹی تھی جنگ کے دوران انہوں نے ایک یہودی کے پنڈلی پر ایسی تلوار ماری تھی جو پلٹ کر خود ان کے گھٹنے پر آ لگی جس کے سبب وہ جاں بحق ہو گئے تھے۔

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ جب میں واپس لوٹنے لگا تو مجھے افسردہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ اِنَّ لَهُ لَاَجْرَیْنِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھی یہ کہا ہے اس نے غلط کہا ہے اس کے لیے تو دوگنا اجر ہے۔

پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا: وہ راہ خدا میں جاں فشانی کرنے والا مرد تھا چلنے پھرنے والے اعرابی لوگوں میں ایسے جواں مرد کم ہیں۔

حضرت عمار کی شہادت کی خبر

(۱۷) بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۴، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ التَّعَاوُنِ فِيْ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ، مسجد کی تعمیر میں تعاون کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۷۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے حضرت علی سے فرمایا: چلو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں۔

ہم لوگ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا باغ درست فرما رہے ہیں انھوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اوڑھ کر ہم لوگوں سے گفتگو کرنے لگے جب مسجد نبوی شریف کی تعمیر کا تذکرہ آیا تو وہ کہنے لگے۔

كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ۔

ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو دو اینٹ اٹھا کر لاتے تھے۔

فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهٗ اِلَى النَّارِ. قَالَ: يَقُوْلُ عَمَّارٌ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا: عمار پر ایک کڑا وقت آئے گا، انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا، یہ اُن لوگوں کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلا رہے ہوں گے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہا کرتے تھے: میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت حارثہ فردوس اعلیٰ میں

(۱۸) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۹۴، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَنْ اَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهٗ، کسی نامعلوم آدمی کا تیر لگنے سے کوئی مر جائے اس کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۰۹۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ کی والدہ محترمہ حضرت ام ربیع بنت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ: اَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ۔

یا نبی اللہ! مجھے میرے بیٹے حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بتائیں؟

وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهٗ سَهْمٌ غَرْبٌ۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ جنگ بدر میں کسی نامعلوم آدمی کے پھینکے ہوئے تیر کا زخم کھا کر شہید ہو گئے تھے۔

فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ؟

پس اگر وہ جنت میں ہیں تب تو میں صبر سے کام لوں گی اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو میں دل کھول کر اس پر گریہ وزاری کروں گی۔

قَالَ: يَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَكَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام حارثہ! وہ جنت کے باغوں میں ہے اور بے شک تیرے فرزند نے فردوس اعلیٰ میں جگہ پائی ہے۔

مستقبل پیش نظر

(۱۹) بخاری شریف ، جلد اول ، صفحہ ۵۱۲ ، كِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان ، حدیث نمبر ۳۶۳۱۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟ قُلْتُ: وَاَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے؟

قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ۔

حضور نے فرمایا: یادرکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

پس آج میں جو اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ ذرا اپنے قالین کو مجھ سے دور ہی رکھا کرو، تو وہ جواب دیتی ہیں۔

اَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے؟

اُن کی اس کی بات کو سن کر میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برسوں پہلے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بتادیا تھا کہ ان کے پاس قالین ہوگا اور آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ظاہر بھی ہوا یہ علم غیب ہی تو ہے۔

فتح کی پیشین گوئی

(۲۰) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۹۰، كِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ، غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۱۰/۴۱۱۱۔

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حِيْنَ أَجْلَى الْأَحْزَابُ عَنْهُ: اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ۔

جنگ احزاب یعنی جنگ خندق کے موقع پر جب کافروں کی فوجیں نظر آئیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اب ہم ان لوگوں پر حملہ کیا کریں گے؟ یہ ہم پر چڑھائی نہیں کرسکیں گے اور ہم ان لوگوں کی طرف چل کر جائیں گے۔

فائدہ: غیب داں نبی نے جیسا فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا کہ جنگ خندق کے موقع پر آندھی اور طوفان کی شکل میں مشرکوں پر ایسی آفت آئی کہ وہ سب کے سب مال واسباب چھوڑ کر بھاگ نکلے اس طرح مسلمانوں نے جنگ کیے بغیر ان پر فتح حاصل کرلیا اور مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے اطمینان وسکون سے چل کر گئے۔

غیب داں نبی کی پیشین گوئی

(۲۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۷۲، کِتَابُ الصُّلْحِ ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ ,اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان، کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، حدیث نمبر ۲۷۰۴۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہاڑوں کی طرح فوج در فوج لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے پر آئے تو حضرت عمرو بن عاص نے ان سے کہا: میں اُن کے ساتھ ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں کہ وہ اُس وقت تک پیٹھ نہیں پھیریں گے جب تک کہ اپنے مدمقابل کا صفایا نہ کردیں۔

حضرت امیر معاویہ نے حضرت عمرو بن عاص سے کہا: اگر اِن لوگوں نے اُن کو قتل کردیا اور اُن لوگوں نے اِن کو قتل کردیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا؟ ان کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ اور اُن کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟

پس حضرت امیر معاویہ نے قبیلہ قریش کے اور قبیلہ بنوعبد شمس کے دو آدمی حضرت عبدالرحمن بن سَمُرہ اور حضرت عبداللہ بن عامر بن کُریز کو بلایا اور یہ کہا کہ تم دونوں حضرت امام حسن کے پاس جاؤ اور ان سے گفتگو کرکے اس بات کی طرف مائل کرو کہ وہ ہم سے صلح کرلیں، دونوں حضرات آئے حضرت امام حسن سے گفتگو کی اور ان سے صلح کے طلبگار ہوئے حضرت امام حسن نے فرمایا: ہم حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہیں، یہ مال ہم نے پایا ہے۔

ان دونوں نے کہا حضرت امیر معاویہ آپ کے سامنے صلح پیش کررہے ہیں اور آپ سے بھی یہی چاہتے ہیں کہ آپ ان سے صلح کرلیں آپ نے فرمایا: اس صلح کا ذمہ دار کون ہوگا؟ انہوں نے کہا ہم دونوں اس صلح کے ذمہ دار ہیں، پس حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ سے صلح کرلی۔

فَقَالَ الْحَسَنُ : وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَابَكْرَةَ يَقُوْلُ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ:

حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے پہلو میں تھے حضور کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علی کو دیکھتے، اور آپ یہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروادے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے جہاں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعت کے درمیان صلح ہوگیا اور مسلمان ایک بڑی خونریز جنگ سے رہائی پاگئے۔

مخبر صادق کی خبر اور موجودہ زمانہ کی تصدیق

(۲۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۹۱، كِتَابُ الْاَنْبِيَآءِ، بَابُ مَاذُكِرَ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ، بنی اسرائیل کے متعلق جو ذکر ہوا، اس کا بیان، حدیث نمبر ۳۴۵۶۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ضرور تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طور طریقوں کی اندھی پیروی کرو گے یعنی بالشت کے برابر بالشت بھر اور گز بھر کے برابر گز بھر۔

حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ۔

یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو جاؤ گے۔

قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: فَمَنْ؟

ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ان سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟

(یعنی کیا مسلمان یہود و نصاریٰ کے طور و طریقے اختیار کریں گے؟)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور کون لوگ ہوں گے؟

فائدہ: مذکورہ بائیس حدیثیں یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار اور لامحدود غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

غیر نبی کو پوشیدہ باتوں کا علم بطور الہام ہوتا ہے

سوال: کیا انبیا کے علاوہ کسی اور کو بھی پوشیدہ باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے؟

جواب: نبیوں اور رسولوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے چھپی ہوئی یا آئندہ ہونے والی باتوں کا علم دے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔ (پ ۲۰ ع ۴/ القصص ۷)

اس کا واقعہ یہ ہے کہ فرعون کو جب نجومیوں نے یہ بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو اس کی سلطنت کو ختم کر دے گا تو فرعون نے یہ حکم نافذ کر دیا کہ اس کی سلطنت میں پیدا ہونے والا ہر بچہ قتل کر دیا جائے اس کام کے لیے اس نے باقاعدہ ایک محکمہ قائم کر دیا اور اس کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کے بچے مارے جانے لگے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ خوفزدہ ہوئیں کہ کہیں کوئی آدمی مخبری نہ کر دے اور آپ قتل کر دیے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ الہام فرمایا کہ انہیں دریا میں ڈال دو اللہ تعالیٰ نے ان کو جو علم دیا وہ کچھ اس طرح ہیں

(۱) غم اور فکر کے سبب دودھ خشک ہو سکتا ہے غم کی کوئی بات نہیں بے فکر ہو کر دودھ پلائیں اس کا علم دیا۔

(۲) دریا میں ڈالنے کے باوجود بچہ زندہ رہے گا اس کا علم دیا۔

(۳) دریا میں بہائے جانے کے باوجود یہ بچہ پھر سے ان کے گود میں آئے گا اس کا علم دیا۔ (۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور وہ بڑے ہو کر اپنی رسالت کا اعلان فرمائیں گے اس کا علم دیا۔

فائدہ: نبی اور غیر نبی کے علم میں یہ فرق ہے کہ نبی کو جو علم غیب حاصل ہوتا ہے وہ یقینی ہوتا ہے اور وحی الٰہی کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔

غیر نبی کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ الہام کی صورت میں حاصل ہوتا ہے اور ان کا علم یقینی نہیں بلکہ ظنی ہوتا ہے اور ان کو جو پوشیدہ باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے وہ انبیا کے فیوض و برکات کے سبب ہوتا ہے۔

علم باطن کا ثبوت

سوال: کیا علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کا بھی کچھ ثبوت فراہم ہوتا ہے؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۲، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ حِفْظِ الْعِلْمِ، علم کو یاد کر لینے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۰۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ : حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ : فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ سے (علم کے) دو تھیلے یعنی دو طرح کے علم سیکھے ہیں ان میں سے ایک علم کو تو میں نے عام کر دیا یعنی لوگوں کو بتا دیا لیکن اگر دوسرے کو بھی میں ظاہر کر دوں تو میرا یہ نرخرہ کاٹ ڈالا جائے۔

فائدہ: نرخرہ گردن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جہاں سے کھانا اترتا ہے۔

رسول اللہ کے اختیار کا بیان

اللہ کے رسول صاحبِ اختیار ہیں

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبِ اختیار ہونے پر کچھ دلیل پیش کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحب اختیار بنایا آپ جس چیز کو چاہیں حلال فرما دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام قرار دیں قرآن پاک کی چند آیتیں اور حادیث ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ۲۸ ع۴ / الحشر ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (پ۹ ع۹ / الاعراف ۱۵۷)

اور انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۶، كِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ حدیث نمبر ۷۱

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے **اور بانٹنے والا میں ہی ہوں۔**
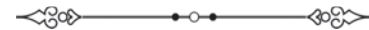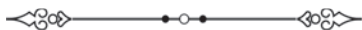
کم عمر بکری کی قربانی صحابی کے لیے جائز کر دی

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۳۴، کِتَابُ الْعِیْدَیْنِ، بَابُ کَلَامِ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ فِی الْخُطْبَۃِ الْعِیْدِ وَاِذَا سُئِلَ الْاِمَامُ عَنْ شَیْءٍ وَھُوَ یَخْطُبُ، عید کے خطبہ میں امام اور مقتدیوں کا گفتگو کرنے اور امام کے خطبہ کے درمیان کچھ پوچھنے کا بیان، حدیث نمبر ۹۸۳۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم الاضحیٰ میں یعنی بقرعید کے دن خطبہ دیا تو فرمایا:

جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی دی تو اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ گوشت کی بکری ہوئی یعنی اس کا مقصد صرف گوشت حاصل کرنا ہوا نہ کہ قربانی؟

حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں نے تو عیدگاہ جانے سے پہلے ہی قربانی کر ڈالی ہے میں نے یہ خیال کیا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اس لیے میں نے قربانی میں جلدی کی اور قربانی کے گوشت کو میں نے خود کھایا اور اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری بکری گوشت کی بکری ہے۔

حضرت ابو بردہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو ایک سال سے کم کا ہے لیکن وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے کیا اس کی قربانی میری طرف سے کافی ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

ہاں: لیکن تمہارے بعد پھر کبھی کسی دوسرے کے لیے جائز نہ ہوگا۔

ہاتھ کے اشارے بادل برسا دیا

(۲) بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۱۲۷، کِتَابُ الْجُمُعَۃِ، بَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ فِی الْخُطْبَۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنا، حدیث نمبر ۹۳۳۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۶، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ فِی الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۸۲۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَۃٌ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سال قحط پڑ گیا۔

فَبَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ:

اور اس وقت جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے ایک دیہاتی آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ لَنَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ

یا رسول اللہ! مال تباہ ہو گئے، اہل وعیال بھوکے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں پس آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیے۔

وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃً فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاوَضَعَھَا حَتّٰی ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِہٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

راوی کہتے ہیں اس وقت ہم آسمان پر بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہیں دیکھ رہے

تھے قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابھی اپنے ہاتھ نیچے بھی نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں کی طرف سے بادل اٹھا اور آپ ممبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے بارش کا پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے ٹپکتے دیکھا۔

فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ حَتّٰى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ قَالَ غَيْرُهٗ فَقَالَ:

یہاں تک کہ اس روز دن بھر بارش ہوتی رہی اور اس کے بعد دوسرے دن بھی لگاتار بارش ہوتی رہی اور تیسرے دن بھی، یہاں تک کہ اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی پھر وہی دیہاتی یا کوئی اور صحابی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت کھڑے ہوئے اور عرض کیا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ لَنَا۔

یا رسول اللہ! بارش کی کثرت سے مکانات گر گئے، مال مویشی ڈوب رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق میں دعا فرمادیں۔

فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا حضور اپنے ہاتھ سے جس طرف اشارہ فرماتے بادل پھٹ جاتا۔

وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِيْءُ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

اور مدینہ منورہ گول حوض کے مانند ہوگیا، وادی قنات ایک ماہ تک بہتی رہی اور جس طرف سے بھی جو آدمی آیا اس نے کثرت سے بارش ہونے کی خبر دی۔

جس کو چاہا حرم بنا دیا

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۰۴، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ، جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت، حدیث نمبر ۲۸۸۹۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ اَخْدُمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَا لَهٗ اُحُدٌ

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف جانکلا تاکہ میں آپ کی خدمت کرتا رہوں جب آپ خیبر سے لوٹے اور آپ کو احد پہاڑ نظر آیا۔

قَالَ: هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ:

آپ نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر حضور نے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا۔

اے اللہ! میں اس کی دونوں پہاڑیوں والی جگہ کو حرم بناتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اے اللہ! ہمیں، ہمارے صاع اور ہمارے مُد میں خیر و برکت عطا فرما۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحبِ اختیار بنایا ہے جبھی تو آپ فرمارہے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ لَابَتَيْهَا۔

اے اللہ! میں اس کی دونوں پہاڑیوں والی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

اِذْخر کاٹنا جائز کر دیا

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹، کِتَابُ الْجَنَآئِز، بَابُ الْاِذْخِرِ وَالْحَشِيْشِ فِي الْقَبْرِ، قبر میں اذخر اور گھاس بچھانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۴۹۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حَرَّمَ اللّٰهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا ہے نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا اور نہ کسی کے لیے کبھی حلال ہوگا اور میرے لیے بھی صرف تھوڑی دیر کے لیے دن کے تھوڑے حصے میں جائز کیا گیا اب نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی اور نہ درخت کاٹے جائیں گے اور نہ ہی اس کا شکار بھڑکایا جائے گا اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی مگر صرف اعلان کرنے والے کے لیے اس کا اٹھانا جائز ہوگا۔

فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا؟ فَقَالَ: اِلَّا الْاِذْخِرَ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مگر اذخر گھاس جو ہمارے سناروں اور قبروں کی ضرورت کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اچھا اذخر کے علاوہ یعنی اذخر کو کاٹنے کی اجازت ہے۔

فائدہ: پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم شریف کے اذخر گھاس کو کاٹنے سے منع فرمایا پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گزارش پر اس کو کاٹنے کی اجازت دے دی اس سے بھی آپ کا صاحبِ اختیار ہونا سمجھ میں آیا۔

زمین کے خزانوں کے مالک ہیں

(۵) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹، کِتَابُ الْجَنَآئِز، بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ، شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۴۴۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے تو شہداءِ اُحد پر آپ نے اس انداز سے دعا فرمائی جیسے میت پر دعا کی جاتی ہے پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا: خدا کی قسم، میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ۔

اور بے شک مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں ہیں اور قسم خدا کی، میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم لوگ میرے بعد شرک کروگے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کا مالک بنایا ہے اور دوسری حدیث سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ آپ ہر قسم کی نعمت تقسیم فرماتے ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا ۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے **لیکن بانٹنے والا میں ہی ہوں۔**

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۶، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، اس قول کا بیان، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، حدیث نمبر ۷۱۔

حضرت صدیق اکبر کے لیے خصوصی رعایت

(۶) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶۶، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ، مسجد میں کھڑکی اور گذرگاہ رکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۶۶

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱۶، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ، حدیث نمبر ۳۶۵۴۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو اس نے آخرت کو پسند کرلیا، حضور کی اس بات کو سن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔

فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ: مَا يُبْكِيْ هٰذَا الشَّيْخَ؟ اِنْ يَّكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا قَالَ:

میں نے اپنے دل میں سوچا اس بوڑھے شیخ کو کس چیز نے رُلایا؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دے دیا اور اس بندے نے آخرت پسند کرلی تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ بعد میں یہ سمجھ آیا کہ اس بندے سے مراد خود رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہے اور حضرت صدیق اکبر ہم لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے تھے حضور نے فرمایا۔

يَا اَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ

اے ابوبکر مت رو اور فرمایا: بے شک اپنی صحبت اور اپنے مال کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیق کا ہے۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ۔

اور اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً وہ ابوبکر صدیق ہوتے۔

وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ۔

لیکن دوستی اور اسلامی اخوت کا رشتہ موجود ہے اب آئندہ سے ابوبکر کے دروازہ کے سوا مسجد (نبوی) میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف میں کھلنے والے سب دروازوں کو بند کرادیا لیکن اپنے خصوصی اختیار سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دروازہ کھلا رکھا۔

فائدہ: امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی فضیلت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ (پ۱۰ ع ۱۲/ سورہ توبہ ۴۰)

اگر تم رسول اللہ کی مدد نہ کرو گے تو (کیا ہوا) بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔

قرآن پاک کی یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی ہونے کی دلیل ہے ان کی صحابیت کا انکار کرنا نص قرآن کا انکار ہے جو کفر ہے۔

حضرت صدیقِ اکبر کی تحریر سے اختیار کا ثبوت

(۷) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۹۵، کِتَابُ الزَّکٰوۃِ، بَابُ زَکٰوۃِ الْغَنَمِ، بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۵۴۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مجھے بحرین بھیجا تو اس مضمون کا مراسلہ بھی مجھے دیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ.

یہ فرض صدقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے۔

وَالَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ ۔ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ الخ:

اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے اس لیے جس مسلمان سے اس حکم کے مطابق (زکوٰۃ) طلب کیا جائے تو وہ ضرور دے دے اور جس آدمی سے زیادہ مانگا جائے تو وہ زیادہ نہ دے الخ۔

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تحریر سے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاحبِ اختیار ہونا سمجھ میں آتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحبِ اختیار نبی سمجھتے تھے۔

اختیار ہے جبھی تو حرام نہیں فرمایا

(۸) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۳، کِتَابُ الْاِعْتِصَام بَابُ الْاَحْكَامِ الَّتِيْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ اُن احکام کا بیان جو دلائل سے جانے جائیں، حدیث نمبر۔

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ: لَا اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ۔

اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاؤں گا اور نہ میں اس کو حرام قرار دوں گا۔

وَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کا گوشت کھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے یہ استدلال کیا کہ اُس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال یا حرام فرمانے کا اختیار دیا ہے جبھی تو آپ نے فرمایا: ''**وَلَا اُحَرِّمُهٗ**'' یعنی میں گوہ کا کھانا حرام قرار نہیں دوں گا اور یہی تعلیم قرآن پاک سے بھی ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا۔ (پ۹ ع۹ سورۃ الاعراف ۱۵۷)

جسے چاہیں اس کونوازدیں

(۹) بخاری شریف ، جلد اول ، صفحہ ۲۵۹ ، كِتَابُ الصَّوْمِ ،بَابٌ إِذَا جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ جب کسی نے رمضان شریف میں روزہ کی حالت میں جماع کرلیا اس کا بیان ، حدیث نمبر ۱۹۳۶ ۔ بخاری شریف جلد دوم رصفحہ ۸۹۹ر كِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضِّحْكِ مسکرانے اور ہنسنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۸۷ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا حضور نے فرمایا: کیا ہوا؟

اس نے عرض کیا: میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جس کو آزاد کرسکو؟ اس نے عرض کیا: نہیں حضور نے فرمایا: کیا تم مسلسل دو ماہ روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں، حضور نے فرمایا: کیا تم ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے یہ بھی میسر نہیں ہے۔

تھوڑی دیر تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توقف فرمایا ہم لوگ بھی خاموش بیٹھے تھے اسی درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ٹوکری کھجور پیش کیا گیا۔

حضور نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں حاضر ہوں، فرمایا اس کھجور کو لے جاؤ اور صدقہ کردو، اس نے عرض کیا: کیا یہ کھجور اس کو دینا ہے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے؟ یارسول اللہ! قسم خدا کی ، مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان میرے اہل وعیال سے زیادہ کوئی محتاج نہیں؟

فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ

اس کی بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ سامنے کے دانت ظاہر ہو گئے۔

ثُمَّ قَالَ: اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ پھر آپ نے فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی بھی حکم میں ردو بدل کرنے کا اختیار ہے جبھی تو آپ نے صاحبِ کفارہ کا کفارہ خود ان کے لیے اور ان کے گھر والوں کے لیے جائز کر دیا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ سے اگر کوئی غلطی ہوجاتی تھی تو وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوجاتے تھے قرآن پاک سے بھی اسی بات کی تعلیم ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پ۵ ع۶ رسورۃ النساء ۶۴)

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ: جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح اور آپ کے اوصاف کو قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے مثلاً یہ آیت:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ۔ (پ۲ ع۱ رسورۃ البقرہ ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔

ایسے ہی صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے ، بیٹھنے، چلنے، مسکرانے اور ہنسنے کی کیفیت کو احادیث میں جمع کر دیا تا کہ سنتِ الٰہیہ کی تعمیل ہو اور آپ کی جامع و مانع سیرت وسوانح ہمیشہ کے لیے محفوظ ہوجائے۔

مُردوں کا بیان

مُردے سنتے ہیں

سوال: کیا انسان مرنے کے بعد سننے کی طاقت رکھتا ہے؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۸، کِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ اس کا بیان کہ مردہ (دفن کے بعد) لوٹ کر جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، حدیث نمبر ۱۳۳۸۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى وَذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے عزیز و اقارب واپس جاتے ہیں تو مرنے والا جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں تم اس شخصیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

فَيَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ وہ جواب دیتا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

پھر اسے دوزخ دکھائی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے جنت عطا کی ہے۔

وَاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ

اور اگر وہ کافر یا منافق ہے تو وہ کہتا ہے مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے میں تو وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہا کرتے تھے۔

اس سے کہا جائے گا افسوس نہ تو نے انھیں جانا اور نہ ہی انھیں سمجھا یعنی اگر سمجھتا تو مومن ہوتا اور عذاب الٰہی سے رہائی پاتا، لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے وہ چیختا ہے چلاتا ہے مگر اس کی چیخ کو انسان اور جن نہیں سن سکتے ان دونوں کے علاوہ آس پاس کی دوسری تمام چیزیں سنتی ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انسان مرنے کے بعد بھی سننے کی طاقت رکھتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کا سوال و جواب اور عذابِ قبر برحق ہے۔

مُردوں کے سننے کی ایک اور روایت

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۳، كِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قبر کی عذاب کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۷۰۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں۔

اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ الْقَلِيْبِ فَقَالَ: هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ كُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقِيْلَ لَهٗ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا قَالَ: مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُوْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہلِ قلیب پر تشریف لے گئے پھر فرمایا: کیا تم لوگوں نے اس کو حق پایا جو میرے پروردگار نے تم سے (عذاب کا) وعدہ فرمایا؟

آپ سے عرض کیا گیا؟ حضور مردوں کو پکارتے ہیں حضور نے فرمایا: تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو مگر وہ جواب نہیں دیتے۔

فائدہ: قلیب مقام بدر کا وہ کنواں جس میں کفار کی لاشوں کو ڈال دیا گیا تھا۔

مذکورہ روایت کی مزید تفصیل

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۶۵، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ قَتْلِ اَبِیْ جَهْلٍ، ابوجہل کے قتل کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۷۶۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق غزوہ بدر کے دن کفار قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنواں میں پھینک دیا گیا تھا حضور کا یہ طریقہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر غلبہ حاصل فرماتے تو وہاں تین دنوں تک قیام فرماتے تھے جب میدان بدر میں تیسرا دن آیا تو آپ نے اپنی سواری لانے کا حکم فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار ہوکر روانہ ہوئے تو کچھ صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہولیے۔

صحابہ یہ سمجھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی ضرورت کے تحت روانہ ہوئے ہیں لیکن آپ اسی بدر کے کنواں کے پاس جاکر کھڑے ہوئے جس میں کفار مکہ کی لاشیں پڑی تھیں اور ان لاشوں کے نام مع ولدیت لے کر فرمایا

اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! تمہارے لیے یہ بات اچھی ہوتی کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے، بے شک ہمارے رب نے ہم سے جس کا وعدہ فرمایا وہ ہمیں حاصل ہوگئی تم یہ بتاؤ کہ جس چیز کا اس نے تمہارے لیے وعدہ کیا تمہیں وہ حاصل ہوگئی؟ حضرت عمر نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن کے اندر روح نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

اس آیت میں موتیٰ سے مراد قبر کے مردے نہیں ہیں

سوال: قرآن پاک کی آیت ہے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔

بے شک تمہارا پیغام تمہارے سنائے مردے نہیں سنتے ہیں۔

اس آیت کو انبیا، اولیا، اور مُردوں کے نہ سننے پر دلیل بنانا کیسا ہے؟

جواب: پوری آیت کا معنی پڑھیں تو مطلب خود بخود واضح ہوجائے گا کہ اس آیت میں موتیٰ سے مراد قبر کے مردے ہیں یا کفار ومشرکین مراد ہیں۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پارہ ۲۱، سورہ روم، ۵۲، ۵۳) (پارہ ۲۰، سورہ النمل ۸۱، ۸۲)

بے شک تمہارا پیغام تمہارے سنائے نہ مردے سنتے ہیں اور نہ بہرے جب وہ منہ موڑ کر بھاگ لیں اور نہ اندھوں کو منزل تک پہنچا سکتے ہو تمہارے سنائے وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

(۱) فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی بے شک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

یعنی وہ کفار ومشرکین جن کے مقدر میں کفر ہی لکھا ہے یہ لوگ بغض وعناد کے سبب حق بات سننے سے عاجز ہوچکے ہیں۔

(۲) اس کے مقابل ہے۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا۔

تمہارے سنائے وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

یعنی ایمان والے تمہاری باتوں کو سننے والے ہیں۔

کافروں کے مقابلے میں مومنوں کا بیان ہوا ہے اور کافروں کے دیگر اوصاف کو آیت میں اندھا بہرا کہا گیا ہے۔

اسی طرح سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۸، میں کافروں کے متعلق آیا ہے۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔

یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں تو وہ پھر آنے والے نہیں۔

یعنی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں یہ مشرکین بغض وعناد کے سبب حق بات سننے، بولنے اور پڑھنے سے بہروں، گونگوں، اندھوں کی طرح عاجز ہو چکے ہیں۔

اسی طرح اس آیت فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى میں بھی کفار و مشرکین کو مردوں، بہروں، اور اندھوں سے تشبیہ دے کر انہیں حق بات کے سننے، دیکھنے اور پڑھنے سے عاجز بتایا گیا ہے۔

جب اس آیت میں قبر کے مُردوں کا کوئی بیان نہیں ہے تو اس کے بعض الفاظ کو مردوں کے نہ سننے پر دلیل بنانا قرآن کے حکم میں تحریف کرنا ہے اور مردوں کے سننے، دیکھنے، اور بولنے پر دلالت کرنے والی قرآن پاک کی آیتوں اور صحیح حدیثوں کا انکار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی زندگی کے متعلق فرمایا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ (پارہ ۲ ع ۳/ سورۃ البقرہ ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمھیں خبر نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اُس پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا۔ (پارہ ۴ ع ۸/ سورہ آل عمران ۱۶۸/ ۱۶۹)

مُردے بولتے ہیں

سوال: کیا انسان مرنے کے بعد بولنے کی قوت رکھتا ہے؟

جواب: (۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۶۷، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِيْ، جنازہ پر موتی کا یہ قول کرنا مجھے جلدی لے چلو، حدیث نمبر ۱۳۱۶۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُوْنِيْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت چارپائی پر رکھ دی جاتی ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتی ہے تو اپنے گھر والوں سے کہتی ہے مجھے آگے لے چلو۔

وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا : يَاوَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا

اور اگر وہ نیک نہیں ہوتی ہے تو اپنے گھر والوں سے کہتی ہے ہائے افسوس: تم لوگ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟

يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

اس کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اس کی آواز سن لے تو وہ ضرور بے ہوش ہو جائے۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۴، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۷۵۔

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد (مدینہ منورہ سے) باہر تشریف لے گئے اس وقت آپ نے ایک قسم کی آواز سنی تو فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرنے کے بعد بھی بولنے کی طاقت دی ہے۔

مُردے دیکھتے ہیں

سوال: کیا انسان مرنے کے بعد دیکھ سکتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آل فرعون کے متعلق فرمایا۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (پارہ ۲۴ ع ۱۰ / سورۃ المؤمن ۴۶)

آگ جس پر صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

فائدہ: عذاب قبر برحق ہے اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت فراہم ہوتا ہے

فائدہ: اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ روزانہ دومرتبہ صبح وشام فرعونیوں پر آگ پیش کی جاتی ہے اور انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام ہے اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی سلسلہ جاری رہے گا تو اگر مرنے کے بعد دیکھنے کی صلاحیت نہ ہو تو پھر کسی چیز کے پیش کرنے کا کیا مطلب ہے؟

مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی یہ روایت کافی ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۶۴، **كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ**، موت کی تکلیف کا بیان حدیث نمبر ۶۵۱۵۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اِمَّا النَّارُ وَاِمَّا الْجَنَّةُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے جنت میں ہو یا جہنم میں ہو۔

فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ۔

پھر اس مردے سے کہا جاتا ہے حشر کے بعد ملنے والا یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اسے اٹھایا جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بروں کو جہنم دکھائی جاتی ہے تو یہ ان کے لیے یقیناً تکلیف کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو جنت دکھائی جاتی ہے تو یقیناً یہ ان کے لیے فرحت وسرور کا باعث ہوتا ہے۔

فائدہ: مذکورہ آیتیں اور احادیث مردوں کے سننے، بولنے، اور دیکھنے پر دلالت کر رہی ہیں نہ ماننے کی صورت میں ان آیتوں اور احادیثِ صحیحہ کا انکار کرنا لازم آئے گا۔

فائدہ: وفات شدہ لوگوں کی زندگی کیسی ہے اس کا نہ ہم ادراک کر سکتے ہیں اور نہ برزخ کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر قیاس کر سکتے ہیں اور نہ دنیاوی زندگی سے ان کی زندگی کو سمجھ سکتے ہیں مگر جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے۔

قبر میں جسم خراب نہ ہونے کی روایت

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا جسم قبر میں خراب نہیں ہوتا؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۶، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبر انور کا بیان، حدیث نمبر۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَخَذُوْا فِيْ بِنَائِهٖ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوْا اَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ : لَا وَاللّٰهِ، مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ۔

حضرت ہشام اپنے والد حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ یعنی روضۂ منورہ کی دیوار گر گئی تو لوگوں نے اس کی تعمیر (۸۷ھ) میں شروع کی، تعمیر کے دوران اچانک ان کے سامنے ایک قدم پاک ظاہر ہو گیا اس کو دیکھ کر سب لوگ گھبرا گئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے کوئی ایسا شخص ملا بھی نہیں جو یہ بتاتا کہ یہ کس کا قدم مبارک ہے؟ یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر نے کہا: قسم خدا کی، یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدمِ مبارک نہیں ہے بلکہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک ہے۔

فائدہ: اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ تقریباً ۶۴ سال کے بعد بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسمِ مبارک قبر میں بدستور سابق دیکھا گیا۔

قبر میں جسم خراب نہ ہونے کی ایک اور روایت

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۰، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ، کیا میت کو قبر اور لحد سے نکال سکتے ہیں؟ حدیث نمبر ۱۳۵۱۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ : لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ : مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب جنگ اُحد کا وقت قریب آیا تو میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے پہلے میں ہی شہید کیا جاؤں گا اور میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں چھوڑ رہا ہوں میرا قرض ادا کر دینا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا پھر جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے والد صاحب ہی شہید ہوئے

وَدَفَنْتُ مَعَهٗ اٰخَرَ فِيْ قَبْرِهٖ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ اَنْ اَتْرُكَهٗ مَعَ اٰخَرِ فَاسْتَخْرَجْتُهٗ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهٗ هُنَيَّةً غَيْرَ اُذُنِهٖ

میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ ایک دوسرے آدمی کو بھی اُن کی قبر میں دفن کر دیا تھا پھر مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ ان کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو رہنے دوں تو میں نے چھ ماہ کے بعد اپنے والد صاحب کو قبر سے نکالا تو وہ ویسے ہی تھے جیسا میں نے ان کو دفن کیا تھا سوائے کان کے۔

قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے

سوال: مسلمانوں کے قبروں پر تر شاخ، ہری پتیاں، کھجور کی ڈالیاں اور پھول رکھنا کیسا ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے عذاب قبر ہلکا ہونے کا سبب ہے اس لیے کہ جب تک یہ ہری رہیں گی ذکر الٰہی میں مصروف ہوں گی جس کے سبب میت کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

بخاری شریف ، جلد اول ، صفحہ ۱۸۱/ ۱۸۲، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ، قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۱۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَ مَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا ؟ فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جارہا تھا آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کے سبب نہیں ،ان میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں سے) نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اس کو دو ٹکرے کیا پھر ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا۔

فاتحہ وایصال ثواب کا بیان

مرحومین کے نام صدقہ کرنے کی روایت

سوال: مرحومین کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا کیسا ہے؟

جواب: (۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۸۶، كِتَابُ الْوَصَايَا، وصیتوں کا بیان، بَابٌ اِذَا قَالَ: اَرْضِيْ اَوْ بُسْتَانِيْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، جب کسی نے کہا کہ میرا گھر اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ ہے، حدیث نمبر ۲۷۵۶۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں۔

اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰه ! اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ان کی غیر حاضری میں انتقال کر گئیں تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری والدہ محترمہ کا وصال ایسے وقت میں ہوا کہ میں اس وقت گھر پر موجود نہ تھا اب اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا انھیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: ہاں۔

قَالَ: فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میں آپ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مرنے والوں کی طرف سے صدقہ و خیرات کر کے ان کو ثواب جاریہ پہنچایا جا سکتا ہے۔

میت کی طرف سے حج کرنے کی روایت

سوال: مرحومین کو کسی عبادت کا ثواب پہنچانا کیسا ہے؟

جواب: (۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۴۹/۲۵۰، کِتَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ، اَوْ اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ، میت کی طرف سے حج کرنے اور مَنت پوری کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۸۵۲۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ قبیلہ جُہَینہ کی ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: میری ماں نے حج کرنے کی مَنّت مانی تھیں لیکن وہ حج نہ کر سکیں یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟

قَالَ: حُجِّيْ عَنْهَا اَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن کی طرف سے حج ادا کرو یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ صاحبہ پر کوئی قرض ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں؟

اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مرحومین کی طرف سے حج کر کے ان کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔

میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۸۶، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَوْتِ الْفَجَاءَةِ بَغْتَةً، موت کا اچانک آجانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۸۸۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: میری ماں اچانک انتقال کر گئیں اور میں گمان کرتا ہوں اگر وہ بول پاتیں تو صدقہ کرتیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب ملے گا؟ حضور نے فرمایا: ہاں۔

یعنی اگر تم ان کی طرف سے صدقہ کرو گے تو انھیں ثواب ملے گا۔

فائدہ: مذکورہ تینوں حدیثوں سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ اپنے مرحومین مومنین کے نام صدقہ وخیرات کرنے سے ان کو ثواب ملتا ہے اور کوئی بھی نیک کام کر کے اس کا ثواب ان کو پہنچایا جاسکتا ہے۔

فائدہ: اپنے رشتہ داروں میں جو ضرورت مند ہوں ان کو صدقہ دینا اوروں کو دینے سے افضل ہے پھر رشتہ داری جس قدر قریب ہے مثلاً بھائی، بہن، ماموں، خالہ، چچا، چچی وغیرہ کو دینا زیادہ بہتر ہے۔

فائدہ: صدقہ، زکوٰۃ کی رقم یا صدقات کی چیزیں کسی کو دینے کے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ رقم صدقے یا زکوٰۃ کی ہے بلکہ تحفہ، ہدیہ، یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دیا جاسکتا ہے بلکہ ایسا ہی کرنا بہتر ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

سوال: کچھ لوگ یہ کہتے کہ مرنے والے کو صرف اس کا کیا ہوا خود اپنا عمل مفید ہوتا ہے دوسروں کے کسی عمل سے اس کو فائدہ نہیں پہنچتا اور دلیل کے طور پر وہ قرآن پاک کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔(پ ۲۷ ع ۷ سورۃ النجم ۳۹)

اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔

ان کا یہ کہنا اور دلیل کے طور پر اس آیت کو پیش کرنا کیا درست ہے؟

جواب: ان کا یہ استدلال کرنا صحیح نہیں۔

(۱) یہ حکم گذشتہ کچھ امتیوں کے لیے مخصوص تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفہ میں یہ حکم موجود تھا لیکن مذہب اسلام میں اس کا حکم دوسری آیت سے منسوخ ہے جیسا کہ صاحب خزائن العرفان اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے۔

(۲) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی عاقبت کا سودا خود کرے اور اسی کو اپنے لیے لائق اعتماد سمجھے کہ پتہ نہیں مرنے کے بعد کوئی اس کے نام سے صدقہ خیرات وغیرہ کر کے اس کو فائدہ پہنچائے کہ نہ پہنچائے کیا بھروسہ ہے؟

(۳) اگر اس آیت کی یہ تاویل نہ کی جائے تو مذکورہ تینوں حدیثوں اور اس طرح کی دوسری حدیثوں کا انکار کرنا لازم آئے گا جو مرحومین مومنین کے نام صدقہ وخیرات کرنے سے ان کو ثواب ملنے پر دلالت کرتا ہے۔

قبروں کی زیارت جائز ہے

سوال: مسلمانوں کے قبروں پر فاتحہ، دعا اور ایصال ثواب کے لیے جانا اور قران پاک کی تلاوت کر کے اُس کا ثواب پہنچانا کیسا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کے لیے مسلمانوں کے قبروں پر جانا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، آخرت کی یاد، دنیا سے بے رغبتی کا سامان ہے زیارت کو جانے والے اور مرحومین دونوں کا اس میں فائدہ ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۹، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ، شہید پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۴۴۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اُخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے تو شہداءِ اُحد پر اس انداز سے دعا فرمائی جیسے میت پر دعا کی جاتی ہے پھر منبر کی طرف آئے اور آپ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں اور قسم خدا کی، میں اپنے بعد اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کروگے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں مصروف نہ ہوجاؤ۔

ہر مسلمان جنتی ہے

سوال: کیا ہر مسلمان جنت میں جائے گا؟

جواب: سارے مسلمان جنت میں جائیں گے چاہے وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر کیوں نہ جائیں مسلمان جنت میں ضرور جائیں گے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۸، كِتَابُ الْاِيْمَانِ، بَابُ تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاِيْمَانِ اہل ایمان کی اعمال کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر جو فضیلت ہے اس کا بیان، حدیث نمبر ۲۲۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللهُ: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا۔

جب جنتی جنت میں اور جہنمی دوزخ میں چلے جائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس آدمی کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو، چنانچہ ایسے تمام لوگوں کو جہنم سے نکال لیا جائے گا ان لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ جل کر کالے ہو چکے ہوں گے۔

فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيَا اَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ۔

پھر وہ لوگ نہر حیا یا نہر حیات میں ڈالے جائیں گے اور وہ سب اس طرح تروتازہ ہو کر وہاں سے نکلیں گے جیسے دانہ پانی کی روانی سے تروتازہ ہو کر نکلتا ہے۔

سامنے کچھ رکھ کر فاتحہ پڑھنے کا بیان

سامنے کچھ رکھ کر فاتحہ پڑھنا سنت ہے

سوال: ثواب و برکت کے مقصد سے کھانا، مٹھائی، پھل سامنے رکھ کر قرآن پاک کی آیتیں، دعا، درود پڑھنا پھر اس کو کھانا اور بانٹنا کیسا ہے؟

جواب: فاتحہ کے وقت مٹھائی پھل وغیرہ سامنے رکھنا نہ فرض ہے نہ واجب، نہ شرک ہے نہ بدعت، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور برائے تبرک بزرگوں کا معمول بھی ہے بطور دلیل چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

سامنے کچھ رکھ کر دعاے برکت کی پہلی روایت

(۱) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۸۹، كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ اِذَا حَلَفَ اَنْ لَا يَاْتَدِمَ فَاَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ، جب قسم کھائی کہ سالن نہیں کھاؤں گا پھر کھجور سے روٹی کھائی اس کا بیان، حدیث نمبر ۶۶۸۸۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۰۵، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۸۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنی اہلیہ) حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری

محسوس کی ہے میں سمجھتا ہوں آپ بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟

فَقَالَتْ: نَعَمْ ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصاً مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَاراً لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

انھوں نے کہا: ہاں، پھر انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، اپنا ڈوپٹہ لیا، روٹیوں کو اس میں لپیٹ دیا اور اس کو مجھے دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا۔

فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ ۔

جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد میں صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا میں ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا ابوطلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ : قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ پھر آپ سب کو لے کر روانہ ہوئے میں اُن کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں حضرت ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا اور اُن کو اس بات کی خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : يَا اُمَّ سُلَيْمٍ ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُمْ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ ؟

حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے فرمایا: اے ام سلیم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام بھی ہیں لیکن ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم اُن سب کو کھلا سکیں؟

فَقَالَتْ : اَللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا ۔

حضرت ام سلیم نے کہا: اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے یعنی آپ فکر مند نہ ہوں پھر حضرت ابوطلحہ گھر سے نکلے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر گھر میں داخل ہوئے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ ؟ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ : فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! جو کچھ کھانا تمہارے پاس موجود ہے حاضر کرو انہوں نے وہی روٹیاں لا کر رکھ دیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا روٹیاں توڑی گئیں حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس روٹی کے ٹکڑے پر گھی انڈیلا گویا یہی سالن تھا۔

ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کھانا پر پڑھا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر حضور نے فرمایا:

اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ: اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا۔

دس آدمیوں کو کھانے کی اجازت دو، دس آدمی بلائے گئے سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور واپس ہوئے، پھر حضور نے فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلاؤ، دس آدمی پھر بلائے گئے اور وہ سب بھی کھانا کھا کر واپس ہوئے۔

ثُمَّ قَالَ: اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتّٰى شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلاً۔

پھر حضور نے فرمایا: دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلاؤ، دس آدمی بلائے گئے سب نے آکر پیٹ بھر کھایا اور واپس ہوئے اس طرح ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) صحابہ کرام نے آسودہ ہو کر کھالیا۔

فائدہ: حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کا کتنا اعتماد و یقین تھا کہ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا کم ہونے کی بات کی تو فرماتی ہیں: **اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ** اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے اور اپنے شوہر کو اطمینان دلاتی ہیں کہ آپ فکر مند نہ ہوں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا ہے ہم آپ کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں اور صحابہ کو حضور نے دعوت دی ہے حضور خود ان کا انتظام فرمائیں گے اور جیسا انھوں نے اعتماد رکھا اللہ کے فضل سے ویسا ہی نتیجہ سامنے آیا۔

فائدہ: اس حدیث سے کھانا سامنے رکھ کر قرآن کی آیتیں اور دعا پڑھنے اور اس طعام کو کھانے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اور یہی کام بنام فاتحہ مسلمان کیا کرتے ہیں تو فاتحہ کرنا سنت ہوا نہ کہ بدعت؟

دعاے خیر و برکت کی دوسری روایت

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۸۸، **كِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ**، غزوۂ خندق کا بیان اور اسی کا نام غزوۂ احزاب ہے، حدیث نمبر ۴۱۰۲/ ۴۱۰۳۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم لوگ خندق کھود رہے تھے تو ایک سخت پتھر نکل آیا لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! خندق میں بہت بڑا پتھر نکل آیا ہے حضور نے فرمایا چلو میں خود خندق میں اترتا ہوں حضور کھڑے ہوئے اس وقت آپ کا حال یہ تھا کہ آپ کے شکم مبارک سے پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہمارا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا ہم نے بھی تین دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسے ہی اس پتھر پر کدال چلایا پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دی جائے؟

فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيْدًا۔

گھر جا کر میں نے اپنی اہلیہ سے کہا: یہ بتاؤ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھا ہے جو میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔

اس نے ایک بوری نکالی جس میں تھوڑا سا جو تھا اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا میں نے بکری کا بچہ ذبح کر دیا اور گوشت کی بوٹی بنا کر ہانڈی میں ڈال دیا میری بیوی نے جَو پیسا اور گوشت کی ہانڈی پکنے کے لیے رکھ دیا جب کھانا پکنے

کے قریب ہوا اور میں حضور کو بلانے کی غرض سے نکلنے لگا تو میری بیوی نے مجھ سے کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے سامنے شرمندہ مت کرنا یعنی زیادہ آدمیوں کو کھانے کے لیے مت بلا لینا۔

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے آپ ایک دو صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر میرے گھر چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کتنا کھانا پکایا ہے؟

میں نے بتادیا کہ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا ہے

حضور نے فرمایا: یہ تو کافی ہے اور بہت اچھا کھانا ہے پھر آپ نے فرمایا: جاؤ اور جا کر اپنی بیوی سے کہہ دو کہ وہ ہانڈی نہ اتاریں اور تنور سے روٹیاں نہ نکالیں جب تک کہ میں خود نہ آجاؤں۔

فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا:

يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ۔

اے خندق والو! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا اہتمام کیا ہے لہٰذا تم سب آؤ جابر کے گھر چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار و مہاجرین کے ساتھ تشریف لے آئے آپ لوگوں کے آگے آگے تھے میری بیوی نے گھبرا کر مجھ سے کہا کہ آپ نے تو میرے ساتھ وہی بات کردی جس کا مجھے خدشہ تھا، میں نے اس سے کہا کہ میں نے حضور سے ویسے ہی عرض کیا جیسا کہ تم نے مجھ سے کہا تھا۔

فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ

حضور نے آٹے میں لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہانڈی میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کسی ایک روٹی پکانے والی کو اور بلا لو تا کہ وہ میرے سامنے روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے گوشت نکال کر دیتی جائے پھر حضور نے صحابہ سے فرمایا: اندر چلو اور شور و غل نہ کرو پھر روٹیاں توڑ کر ان پر گوشت ڈالا اور صحابہ کو کھانے کا اشارہ کیا جب بھی ہانڈی سے گوشت نکالا جاتا یا تنور سے روٹیاں نکالی جاتیں تو اسے فوراً ڈھک دیا جاتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روٹیاں توڑ کر صحابہ کو دیتے رہے اور وہ سب کھاتے رہے۔

جب سارے لوگ کھانا کھا چکے تو حضور نے فرمایا: اے جابر! اب تم بھی کھا لو اور جن لوگوں کے گھر کھانا بھیجوانا ہے ان کے یہاں کھانا بھیجوا دو کیونکہ آج کل لوگوں کو بھوک نے بہت ستایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کھانے والے لوگوں کی تعداد ایک ہزار تھی قسم خدا کی، سب نے کھانا کھا لیا اور شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا، ہانڈی میں ابھی تک اتنا گوشت موجود تھا جتنا پکنے کے لیے رکھا گیا تھا اور ہمارا آٹا بھی اسی مقدار میں موجود تھا جتنا کہ روٹی پکانے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن میں کتنی خیر و برکت رکھی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لعاب دہن کی برکت سے سوکھا کنواں پانی سے بھر گیا، جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنکھ کا مرض دور ہو گیا اور اس واقعہ میں روٹی اور گوشت میں اتنا اضافہ ہوا کہ چند آدمیوں کے کھانے کو ایک ہزار آدمیوں نے کھا لیا اور آپ کے حکم سے پڑوسیوں کو بھی بھیجا گیا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

دعائے خیر و برکت کی تیسری روایت

(۳) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۷۵/۷۷۶، کِتَابُ النِّکَاحِ، بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوسِ، دلہن کو تحفہ دینے کا بیان، حدیث نمبر ۵۱۶۳۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوساً بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اس موقع پر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کچھ تحفہ بھیجنا چاہیے۔

فَقُلْتُ لَهَا: اِفْعَلِي فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ۔

میں نے ان سے کہا: بھیج دیں انھوں نے کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور مجھ کو دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا اس حلوہ کو لے کر جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔

فَقَالَ لِي ضَعْهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَالَ اُدْعُ لِي رِجَالاً سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ

تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اس کو رکھ دو پھر آپ نے مجھے حکم دیا جا کر کچھ لوگوں کو بلا کر لاؤ آپ نے ان سب کا نام بتایا اور فرمایا: جو بھی تم کو ملے اس کو بلا لینا۔

حضرت انس فرماتے ہیں: میں آپ کے حکم کے مطابق لوگوں کو دعوت دینے چلا گیا جب میں واپس لوٹا تو میں نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔

وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللهُ۔

آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس حلوہ پر رکھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے اس حلوہ پر پڑھا۔

ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوا عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ اُذْكُرُوا اسْمَ اللهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا الخ

پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے فرماتے: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور چاہیئے کے ہر آدمی اپنے قریب سے کھائے اور برتن کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے۔

راوی کہتے ہیں کہ سب لوگوں نے اس میں سے آسودہ ہو کر کھالیا الخ۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی میٹھی چیز سامنے رکھ کر قرآن کی آیتیں اور دعائے خیر و برکت پڑھنے اور اس کو کھانے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

دعائے خیر و برکت کی چوتھی روایت

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۳۸، کِتَابُ الشَّرِكَةِ/ بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ، کھانے میں شرکت کا بیان، حدیث نمبر ۲۴۸۴۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا اور لوگ کھانے سے محتاج ہو گئے پریشانی کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی حضور نے صحابہ کو اونٹ ذبح کر کے کھانے کی اجازت دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے سارا

ماجرہ کہہ سنایا، حضرت عمر نے کہا اونٹوں کے ذبح ہونے کے بعد گزر بسر کیسے ہوگی؟

فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَادِفِي النَّاسِ فَيَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ۔

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اونٹ ذبح کرنے کے بعد لوگ اپنا گذارہ کیسے کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے کہو وہ اپنا بچا کھچا توشہ، کھانا لے کر آئیں چنانچہ ایک دسترخوان بچھادیا گیا اور سب لوگوں نے اپنا توشہ لاکراس دسترخوان پر رکھ دیا۔

فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ

پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے دعا کی اور اس توشہ پر دعائے خیر وبرکت کی۔

پھر لوگوں کو اپنا برتن لے کر بلایا، لوگ آئے اور مٹھیاں بھر بھر کر لینا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگ توشہ لے کر فارغ ہوگئے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دسترخوان پر رکھے ہوئے ہر قسم کے کھانے پر کھڑے ہوکر دعائے خیر وبرکت کی اور اس کو صحابہ کے درمیان تقسیم فرمایا۔

غور وفکر کا مقام

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ۔ (پ۱۸ ع ۱۲/ النور ۴۴)

بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو۔

پہلی حدیث کے مطابق حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں روٹی پر، دوسری حدیث کے مطابق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں کھانے پر، تیسری حدیث کے مطابق حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں حلوہ پر اور چوتھی حدیث کے مطابق سفر کے دوران ہر قسم کے کھانے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ پڑھا ہے وہ کلام اللہ یا دعائے خیر وبرکت ہی تو پڑھا ہے پھر اس کو صحابہ کے درمیان کبھی تقسیم کیا ہے اور کبھی بٹھا کر کھلایا ہے اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کھانا، مٹھائی، پھل وغیرہ سامنے رکھ کر قرآن کریم، دعا اور درود شریف پڑھنا اور اس کا کھانا دوسروں کو کھلانا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور باعثِ خیر وبرکت ہے۔

یہی وہ صورت ہے جس کو مسلمانوں نے بنام فاتحہ ہمیشہ جاری رکھا ہے اس پر بدعت اور ناجائز ہونے کا حکم لگانا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔ (پارہ ۸/ الانعام ۱۱۸/ ۱۱۹)

محفلوں میں کچھ تقسیم کرنے کا مقصد

سوال: فاتحہ کے موقع پر کھانا، مٹھائی، پھل وغیرہ کے انتظام کرنے کا مقصد کیا ہے؟ اوراس سے فائدہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: مسلمانوں کو نفع پہنچانے کے علاوہ ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ کچھ پانے کی خوشی میں بچے اور بڑے نعت ومنقبت اور تقریر سنیں گے، مذہبی کاموں کی طرف رغبت کریں گے اور مذہبی کاموں کی طرف رغبت دلانے کا یہ طریقہ حدیث میں بھی ملتا ہے۔

بخاری شریف ، جلد دوم ، صفحہ ۹۲۳ ، کِتَابُ الْاِسْتِیْذَانِ، بَابُ تَسْلِیْمِ الرِّجَالِ عَلَی النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَی الرِّجَالِ، مردوں کا عورتوں کوسلام کرنے اورعورتوں کا مردوں کوسلام کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۲۴۸۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۲۸، کِتَابُ الْجُمُعَۃِ ، بَابُ قَوْلِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ: فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ الخ کا بیان، حدیث نمبر ۹۳۸۔

عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کا دن آنے سے بہت خوش ہوتے (حضرت عبداللہ بن مَسْلَمہ) نے پوچھا: خوشی کی وجہ کیا ہوتی تھی؟ حضرت سہل نے کہا ہماری قوم میں ایک ضعیفہ تھیں جو بُضاعہ کی طرف کسی کو بھیجتیں اور چقندر کی جڑیں منگوا کر ہانڈی میں پکاتیں اوراس میں جَو پیس کرڈالتیں

ابن مسلمہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں کھجور کے ایک باغ کا نام بضاعہ تھا۔

فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر لوٹتے ، اُس ضعیفہ کو جا کر سلام کرتے تو وہ وہی پکائی ہوئی چیز کھانے کے لیے ہمارے سامنے رکھتیں اسی وجہ سے جمعہ کا دن آنے سے ہم خوش ہوتے اور ہم لوگ طعام وآرام سب جمعہ کی نماز کے بعد کیا کرتے تھے۔

خوشی کے موقع پر جائز کام میں مال خرچ کرنا جائز

سوال: خوشی ومسرت کے موقع پر مال خرچ کرنا کیسا ہے؟

جواب: خوشی کے موقع پر اپنا مال خرچ کرنا جائز ومستحسن ہے حدیث پاک سے اس کی تعلیم ملتی ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۸۶، کِتَابُ الْوَصَایَا، بَابُ اِذَا تَصَدَّقَ اَوْ اَوْقَفَ بَعْضَ مَالِهٖ ،صدقہ کرنے یا اپنا کچھ مال وقف کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۵۷

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت میں یہ عرض کرتے ہوئے سنا۔

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یارسول اللہ! میری جانب سے توبہ قبول ہونے کا یہ شکریہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ کردوں۔

قَالَ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ۔

حضور نے فرمایا: کچھ مال اپنے لیے بھی رکھ لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ۔

انہوں نے عرض کیا: میں خیبر کی زمین والا حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔

دن مقرر کرنا قرآن کی روشنی میں

نیک کام کے لیے دن اور تاریخ مقرر کرنا جائز ہے

سوال: میلاد، فاتحہ، جلسہ، کانفرنس، ایصال ثواب اور شادی وغیرہ کے لیے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس کام کے لیے شریعت نے کوئی تاریخ، دن، وقت مقرر کردیا ہے جیسے ایامِ قربانی، حج کے ایام وارکان، نماز کے اوقات وغیرہ ان سب کو مقرر دنوں اور وقتوں کے علاوہ کرنا جائز نہیں ہے جیسے نماز کہ اس کا وقت مقرر ہے۔

(۱) اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے (پ ۵ ع ۱۲/ النساء ۱۰۳)

اب اگر فرض نماز کا وقت ہونے سے پہلے ہی فرض پڑھ لی گئی تو اسے ادا نہیں کہیں گے کیونکہ شریعت نے پنج وقتہ نماز کا وقت مقرر کردیا ہے۔

اسی طرح اگر ایامِ قربانی سے پہلے قربانی کرلی گئی یا قربانی کے ایام گذر جانے کے بعد قربانی کی گئی تو قربانی کا حکم ساقط نہ ہوگا بلکہ صاحبِ نصاب کو قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنا ہوگا۔

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۳۲، کِتَابُ الْاَضَاحِی، بَابُ سُنَّةِ الْاَضَاحِیْ، حدیث نمبر ۵۵۴۶۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَاِنَّمَا یَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز عید الاضحیٰ سے پہلے ذبح کرلیا اُس نے اپنی ذات کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اُس کی قربانی ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کے مطابق کام کیا۔

البتہ وہ کام جس کے لیے شریعت نے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا ہے اس میں بندوں کو یہ اختیار ہے کہ جس وقت بھی اس کام کو کریں گے حکمِ الٰہی کی تعمیل ہوگی جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱) اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (پارہ ۲۱ ع ۱/ العنکبوت ۴۵)

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔

فائدہ: اس آیت میں قرآن پاک کی تلاوت کا حکم دیا گیا لیکن تلاوت کے لیے تاریخ، دن، وقت، متعین نہیں ہے لہٰذا بندوں کو اختیار ہے جس وقت بھی قرآن کی تلاوت کریں گے حکمِ الٰہی کی تعمیل ہوگی سوائے ان اوقات کے جس میں تلاوت کرنا منع ہے جیسے حالتِ جنابت وغیرہ۔

(۲) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ (پارہ ۲۲ ع ۴/ سورۃ الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔

فائدہ: اس آیت میں مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا لیکن پڑھنے کا طریقہ اور وقت مقرر نہیں ہے لہٰذا جس وقت بھی جس انداز سے درود وسلام پڑھا جائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوگی

(۳) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا

رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ (پارہ ۱۱ ع ۴ ،سورۃ التوبہ ۱۲۳)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

فائدہ: اس آیت میں مسلمانوں کو دینی و مذہبی تعلیم سیکھنے اور سکھانے کی دعوت دی گئی ہے لیکن اس کے لیے کوئی خاص طریقہ، وقت، جگہ، نصاب اور کتاب متعین نہیں ہے لہٰذا علم دین سیکھنے اور سکھانے والے اپنی سہولت کے لیے جو بھی وقت، طریقہ، نصاب، اور کتاب مقرر کر لیں گے شریعت کے مطابق درست ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح دینی و مذہبی مجالس، ایصالِ ثواب، شادی بیاہ، وغیرہ ان سب کاموں میں آسانی اور سہولت کے لیے تاریخ، دن، اور وقت متعین کرنا جائز و مستحسن ہے اور قرآن وحدیث کے مطابق درست ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ مخصوص کاموں کے لیے مخصوص دنوں اور مہینوں کا انتخاب فرمایا ہے جیسے نزول قرآن، روزے اور شب قدر کے لیے ماہ رمضان کا انتخاب ہوا، آسمان و زمین، جنت دوزخ کی تخلیق، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ان کے توبہ کی قبولیت، قوم بنی اسرائیل کی فرعون سے رہائی اور فرعون کی ہلاکت کے لیے ماہ محرم یوم عاشورہ کا انتخاب ہوا۔

فائدہ: البتہ اگر شریعت نے کسی کام کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا ہے تو اس کے لیے کسی وقت کی تعین کو واجب ولازم سمجھنا کہ فلاں وقت میں یہ کام کرنا صحیح ہوگا اور دوسرے وقت میں صحیح نہیں ہوگا ایسا سمجھنا جہالت ونادانی ہے۔

فائدہ: کارِ خیر کے لیے تاریخ، دن مقرر کرنے پر مزید ثبوت ووضاحت کے لیے بخاری شریف کی چند روایتیں ملاحظہ ہوں۔

دن مقرر کرنا حدیث کی روشنی میں

حضور ہر ہفتہ مسجد قبا تشریف لے جاتے

(۱) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۵۹، كِتَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِيْ مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مسجدوں میں نماز پڑھنے کی فضیلت، بَابُ مَنْ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ، اس شخص کا بیان جو ہر ہفتہ مسجد قبا آئے، حدیث نمبر ۱۱۹۳۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ یعنی سنیچر کے دن پیدل یا سواری پر مسجد قبا تشریف لاتے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہر ہفتہ مسجدِ قبا جایا کرتے۔

صحابی رسول نے وعظ کے لیے دن مقرر کیا

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۶، كِتَابُ الْعِلْمِ، مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّامًا مَعْلُوْمًا، علم سیکھنے والوں کے لیے کچھ خاص دن مقرر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۰۔

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ۔

حضرت ابو وائل روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے۔

حضور نے نصیحت کے لیے دن کا انتخاب فرمایا

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۰، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمًا عَلٰحِدَةً فِي الْعِلْمِ، اس کا بیان کہ کیا عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی الگ دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟، حدیث نمبر ۱۰۱۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ قَالَ: قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ سے فائدہ حاصل کرنے میں صحابہ ہم عورتوں سے آگے بڑھ گئے ہیں اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے لیے بھی کوئی خاص دن مقرر فرما دیں؟

فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن عورتوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا، اس دن آپ نے ان سے ملاقات فرمایا، انھیں نصیحت کی اور احکام شریعت بتایا۔

فَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُنَّ: مَا مِنْكُنَّ اِمْرَاَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِّنْ وَّلَدِهَا اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَاَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ: وَاثْنَيْنِ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسری تمام باتوں کے ساتھ ان سے یہ بھی فرمایا: تم میں سے جو عورت اپنے تین بچوں کو آگے بھیجے یعنی اس کی آنکھوں کے سامنے وہ وفات پا جائے تو وہ بچے اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے ایک عورت نے عرض کیا: اگر کوئی دو بچے آگے بھیج چکی ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں دو بھی، یعنی ان کا بھی یہی حکم ہے۔

حضور جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۱۴، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، اس شخص کا بیان جو جمعرات کے دن نکلنے کو پسند کرے، حدیث نمبر ۲۹۵۰۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔

حضرت عبد الرحمن بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے (مدینہ منورہ سے) جمعرات کے دن نکلے اور آپ سفر کے لیے جمعرات کے دن نکلنا پسند فرماتے۔

فائدہ: مذکورہ چاروں احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ کسی جائز اور مستحب کام کے لیے دن، تاریخ اور وقت مقرر کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کا طریقہ ہے اس کو ناجائز و گناہ اور بدعت سمجھنا جہالت و نادانی ہے۔

اچھے کاموں کی پابندی کرنا اللہ ورسول کو پسند ہے

سوال: فاتحہ، محفل میلاد، نفل نماز، وعظ ونصیحت اور جلسہ وجلوس کو پابندی کے ساتھ کرتے رہنا کیسا ہے؟

جواب: (۱) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۵۷، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ، میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۶۵۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ : سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللهِ؟

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟

قَالَ: اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ وَقَالَ :اُكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ

آپ نے فرمایا: جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہو اور فرمایا: ایسے ہی کاموں کا خود کو مکلف کرو جس کے کرنے کی تم طاقت رکھتے ہو۔

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۵۷، کِتَابُ الرِّقَاق، بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ، میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۶۲۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نیک کام کو زیادہ پسند فرماتے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۵۴، کِتَابُ التَّهَجُّدِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مَنْ تَرَكَ قِيَامًا فِي اللَّيْلِ، رات میں نماز چھوڑ دینا ناپسند ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۵۲۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبْدَ اللهِ ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کو قیام کرنا چھوڑ دیا۔

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱، کِتَابُ الْاِيْمَان، بَابُ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ اَدْوَمُهٗ، اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے، حدیث نمبر ۴۳۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ قَالَ: مَنْ هٰذِهٖ ؟ قَالَتْ فُلَانَةٌ، تُذْكَرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ : مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللهِ لَا يَمَلُّ اللهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس وقت گھر میں ایک خاتون موجود تھیں حضور نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟ ام المومنین نے جواب دیا یہ فلاں ہیں اور اُن کی کثرتِ نماز کا ذکر چھیڑ دیا تو آپ نے اُن سے فرمایا: ٹھہرو، صرف اتنا ہی عمل کرو جتنا ہمیشہ کرسکتی ہو، خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ اجر دینے سے نہیں تھکے گا مگر تم تھک جاؤ گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس کا کرنے والا ہمیشہ کرے۔

فائدہ: ان چاروں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ پسند فرمایا ہے کہ لوگ اچھے کاموں کو پابندی سے کیا کریں۔

عید میلا دالنبی کہنے کا بیان

عید میلا دالنبی کہنا درست ہے

سوال: محفل میلا د یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کو عید میلا دالنبی کہنا کیسا ہے؟

جواب: عید کے دن کا مطلب ہے خوشی کا دن، جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی خاص رحمت اور نعمت اتاری ہے اس دن کو عید کا دن کہنے میں کوئی حرج نہیں قرآن پاک کی آیتیں اور بخاری شریف کی روایتیں ملاحظہ ہوں۔

نزول دستر خوان کا دن عید کا دن ہے

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب آپ سے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے کوئی خوان اتارے۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے فرمایا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اس کی شان سے یہ کیا بعید ہے۔

یہ سوال کرنے والے سب مومن کامل اور اللہ کی قدرت پر ایمان رکھنے والے تھے ان لوگوں نے عرض کیا۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں (سے) دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں

فائدہ: یعنی ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ کی دعا سے ہم کھلے آنکھوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرلیں تا کہ ہمارا ایمان اور زیادہ پختہ ہو جائے۔

فائدہ: مفسرین اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ قوم بنی اسرائیل نے روزے رکھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غسل کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا فرمائی۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

عیسی بن مریم نے عرض کیا اے اللہ، اے رب ہمارے، ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلوں پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

یعنی ہم نزولِ دستر خوان کے دن کو عید کا دن بنالیں، اس دن کا احترام کریں، خوشیاں منائیں، تیری عبادت کریں اور تیرا شکر بجالائیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ۔ (پ ۷ ع ۵ سورۃ المآئدہ ۱۱۲ تا ۱۱۴)

اللہ نے فرمایا کہ میں اُسے تم پر اتارتا ہوں۔

فائدہ: نزولِ مائدہ کا واقعہ اتنا مقبول و معروف ہے کہ قرآن پاک کی ایک سورت کا نام ہی سورہ مائدہ ہے۔

فائدہ: قرآن پاک سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک نعمت نزول مائدہ کے دن کو عید کا دن کہا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک عظیم نعمت ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی یہ روایت ہے۔

حضور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۶۶، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ قَتْلِ اَبِیْ جَهْلٍ، ابوجہل کے قتل کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۸۰۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۸۲، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى اَلَمْ تَرَ اِلَخ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۰۰۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی یہ آیت جو نازل ہوئی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اُتارا۔ (پ ۱۳ ع ۱۷ سورہ ابراہیم ۲۸)

قَالَ: هُمْ كُفَّارُ اَهْلِ مَكَّةَ بن عباس نے فرمایا: وہ اہل مکہ کے کفار ہیں

وَقَالَ عَمْرٌو: هُمْ قُرَيْشٌ: وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ۔

حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ ناشکری کرنے والے اہل قریش ہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔

وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اُتارا۔

قوم کو تباہی کے گھر لا کر اتارنے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو میدان بدر میں لا کر واصل جہنم کر دیا۔

فائدہ: اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں تو نعمت کے حاصل ہونے کے دن کو عید کا دن کہنا درست ہے۔

نزولِ آیت کا دن عید کا دن ہے

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱، کِتَابُ الْاِیْمَان، بَابُ زِيَادَةِ الْاِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ، ایمان کی زیادتی اور کمی کا بیان، حدیث نمبر ۴۵۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهٗ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا قَالَ: اَيُّ اٰيَةٍ؟ قَالَ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے مجھ سے کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب قرآن پاک میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو اپنے لیے عید کا دن قرار دے لیتے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: وہ آیت یہ ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (پ ۶ ع ۵ / المائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے شک ہم نے اس دن کو اور اس آیت کے نازل ہونے کی جگہ کو پہچان رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عرفات میں تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور دن جمعہ کا تھا۔

فائدہ: اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ جس دن کوئی نعمت ملے اس دن کو عید کا دن کہنے اور سمجھنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے کہ ہمارے لیے صرف دو عید ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ یا ہم صرف دو عید کے قائل ہیں اور کسی تیسرے عید کے ہم قائل نہیں۔

فائدہ: عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اور عید الفطر وعید الاضحیٰ میں بڑا فرق ہے ایک میں نماز پڑھی جاتی ہے اور صدقہ فطر ادا کی جاتی ہے اور دوسرے میں نماز کے ساتھ قربانی بھی کی جاتی ہے اگر احسان شناسی کے لحاظ سے دیکھیں گے تو آپ کو یہ کہنا پڑے گا کہ بلاشبہ یہ دونوں مخصوص عیدیں بھی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہی مسلمانوں کو ملی ہیں۔

فائدہ: جب قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول کے دن کو عید کا دن کہنا درست ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پورا قرآن نازل ہوا، آپ کے ذریعہ مسلمانوں کو پورا دین ملا اور آپ پوری کائنات کے لیے نعمت ہیں تو آپ کی ولادت باسعادت کے دن کو بھی عید کا دن یعنی عید میلاد النبی کہنا درست ہے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کو عید میلاد النبی کہنے کے جواز پر جو دلیلیں بیان کی گئی ہیں یہ سب عید میلاد النبی کے موقع پر خوشیاں منانے کی بھی دلیل ہیں مزید کچھ آیتیں اور بخاری شریف کی کچھ اور روایتیں مذکورہ دعویٰ کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

عید میلاد النبی منانے کا بیان

عید میلاد النبی منانا درست ہے

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں محفل میلاد کرنا، خوشیاں منانا، غریبوں کی مدد کرنا اور لوگوں کی دعوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: عید کے دن کا مطلب ہے خوشی کا دن، جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی خاص رحمت نازل فرمائی ہے اس دن خوشیاں منانا جائز ہے۔

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۶۸، کِتَابُ الصِّیَامِ، بَابُ صِیَامِ یَوْمِ عَاشُوْرَۃَ، عاشورہ کے دن کے روزہ رکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۰۴۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِیْنَۃَ فَرَأَی الْیَھُوْدَ تَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: مَاھٰذَا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے دیکھا حضور نے ان سے دریافت فرمایا: یہ روزہ کیسا ہے؟

قَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ صَالِحٌ ھٰذَا یَوْمُ نَجَّی اللّٰہُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ مِنْ عَدُوِّھِمْ فَصَامَہٗ مُوْسٰی، قَالَ: فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَہٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ

یہودیوں نے کہا: یہ مبارک دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دشمنوں سے نجات دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا حضور نے فرمایا: ہم تم سے کہیں زیادہ حضرت موسیٰ سے تعلق کے حقدار ہیں پھر آپ نے خود بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: یہودیوں نے عاشورہ کا روزہ کیوں رکھا؟ اس لیے کہ اس تاریخ میں

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر خصوصی رحمت نازل فرمائی اُن کے دشمنوں کو ہلاک کیا اور اُن کو فرعون کے ظلم وستم سے رہائی دی اس لیے وہ اس تاریخ اور اس دن کو مبارک سمجھتے اور اسی خوشی میں وہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

اسی طرح یہ بھی خصوصی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کو کفر وشرک کے ظلم سے نجات بخشی ہے اس لیے آپ کی ولادت باسعادت کے دن خوشیاں منانا اور ان کے نام کی محفلیں منعقد کرنا بھی اس حدیث پاک کے مطابق جائز و مستحسن ہے۔

عید میلاد النبی منانا نبیوں کی سنت ہے

(۲) قرآن پاک نے ہمیں یہ بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آمد کی بشارت دی، آپ کے بعثت کی خوشخبری سنائی اور آپ کے نام پاک سے لوگوں کو آگاہ کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (پ۲۸ ع۹ سورۃ الصّف ۶)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل ! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا، اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے اور محفل میلاد یا عید میلاد النبی کے جلسوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح لوگوں کو بتایا جاتا ہے اس لیے عید میلاد النبی منانا درست ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے

(۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۸۵، كِتَابُ الْبُيُوْعِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوْقِ، بازار میں شور وغل کرنا ناپسند ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۲۱۲۵۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۱۷، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، حدیث نمبر ۴۸۳۸۔

حضرت عطا بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کیا اور ان سے کہا کہ آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کچھ ایسی بات بتائیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب توریت شریف میں ہے؟ وہ بولے اچھی بات ہے پھر وہ بتانے لگے۔

وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ۔

قسم خدا کی، توریت میں آپ کی وہ صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن پاک میں موجود ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (احزاب ۴۵)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔

وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِىْ وَرَسُوْلِىْ۔

اور اَن پڑھ لوگوں کا محافظ بنا کر بھیجا تم میرے بندے اور میرے رسول ہو۔

وَسَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ۔

اور ہم نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، نہ آپ ترش رو ہیں، نہ سنگدل ہیں، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں اور آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ آپ معاف کردیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔

وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔

اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک ان کو نہیں اٹھائے گا جب تک ان کے ذریعہ ٹیڑھے لوگوں کو سیدھا نہ کردے اور لوگ یہ کہنے نہ لگ جائیں ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (اور محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)‘‘ اور ان کے سبب سے اندھی آنکھیں، بہرے کان، اور ڈھکے ہوئے دل کھول نہ دے۔

فائدہ: بخاری شریف کی اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کو اللہ تعالیٰ نے توریت شریف میں بیان فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو توریت شریف پڑھ کر سنایا تو گویا محفل میلاد منعقد کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے کیونکہ محفل میلاد یا عید میلاد النبی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف وخصائص کا تذکرہ ہوتا ہے آپ پر درودوسلام بھیجا جاتا ہے اس لیے عید میلاد النبی منانا درست ہے۔

فائدہ: ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان پر خوش ہونے کا حکم دیا گیا
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (پارہ ۱۱ ع ۱۱ سورہ یونس ۵۸)

(۴) تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں

اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت اور رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت پر خوشیاں نہ منانا اظہارِ شکر نہیں بلکہ کفرانِ نعمت ہے کفرانِ نعمت سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان عید میلاد النبی منایا کریں۔

عید میلاد النبی منانا محسن کا شکریہ ادا کرنا ہے

(۵) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتوں سے سرفراز فرمایا جدھر نظر ڈالیں ادھر باری تعالیٰ کا احسان ہی احسان ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ (پ ۱۳ ع ۱۷ سورہ ابراہیم ۳۴)
اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان بے شمار نعمتوں کو دینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ یہ میرا احسان ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کو احسان عظیم سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پ ۴/سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت بطور احسان ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرنے کا قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۶) **وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ** (پ ۴/سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۲)
اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے دن کو یاد کرنا، خوشیاں منانا،

محفل میلاد منعقد کرنا، غریبوں کی مدد کرنا، لوگوں کی دعوت کرنا اور عید میلاد النبی کے نام سے ہر اچھا کام کرنا گویا اپنے محسن حقیقی اور منعم حقیقی کا شکریہ ادا کرنا ہے اور اس کے احسان کو یاد کرنا ہے۔

اور اس میں بھی مسلمانوں کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا احسان نہ ماننا اور اس کی ناشکری کرنا عذاب کا باعث ہے اور منعم کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرنے سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۷) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ (پ ۱۳ ع ۱۴ سورہ ابراہیم ۷)

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

فائدہ: ماقبل میں بخاری شریف کی روایت سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور پروردگار عالم نے اپنی دی ہوئی نعمتوں کا خوب چرچا کرنے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۸) وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (پ ۳۰ ع ۱۸ سورۃ الضحیٰ ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

محفل عید میلاد النبی میں بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس نعمت کا خوب تذکرہ ہوتا ہے، لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح سے آگاہ کیا جاتا ہے اور آپ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے اس لیے عید میلاد النبی منانا گویا قرآن پاک کے اس آیت کے حکم کی تعمیل بھی ہے۔

عید میلاد النبی دعاے ابراہیمی کی یاد ہے

(۹) رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ثمرہ ہے جو آپ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی ہے آپ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اے ہمارے رب اور بھیج اُن میں ایک رسول انہیں میں سے، کہ اُن پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی غالب حکمت والا۔ (پ ۱ ع ۱۴ سورۃ البقرہ ۱۲۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا مقبول ہوئی اور آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نبی نہیں ہوے، دوسرے انبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل سے ہوئے جبھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا'' میں دعائے ابراہیم ہوں''

مسلمان عید میلاد النبی منا کر گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں اور اپنے رسول کی سنت کے مطابق آپ کی مقبول دعا کا تذکرہ کیا کرتے ہیں۔

(۱۰) **فائدہ:** تقریباً سو سال پہلے یہ سوال آیا ہے کہ عید میلاد النبی منانا کیسا ہے؟ ورنہ اس سے پہلے عالم اسلام میں ہر دور کے علماء ومشائخ اور مسلمانوں نے محفل میلاد کا انعقاد کیا ہے اور اس موقعہ پر اپنا مال خرچ کرنے کو باعثِ نجات سمجھا ہے اس کے جواز کے لیے عالم اسلام کے مسلمانوں کا عمل ہی کافی ہے۔

(۱۱) **فائدہ:** کسی جائز اور مستحب محفل کو بنام عید منانے سے شریعت نے منع نہیں کیا اور شریعت کا منع نہ کرنا ہی عید میلاد النبی کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

نعت خوانی کا بیان

نعت لکھنا، پڑھنا اور سننا جائز ہے

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نعت پاک پڑھنا، سننا، سنانا، لکھنا اور نعت پاک کی محفل منعقد کرنا کیسا ہے؟

جواب: (۱) قرآن پاک میں جابجا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت وصفت مذکور ہیں نثر میں تو ہے ہی، نظم کے انداز میں بھی ہے جیسے سورہ کوثر

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔

اے محبوب بے شک ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔

بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے

فائدہ: بے شمار خوبیوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسنِ ظاہر، حسنِ باطن، عالی نسب، عزت وشرافت، کتاب وحکمت، نبوت وشفاعت، فتح ونصرت، کثرت امت، مقام محمود، غلبۂ دین وکتاب، حوض کوثر وغیرہ بے شمار نعمتیں دی ہیں اور اس کی تائید کے لیے کی یہ روایت کافی ہے۔

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۴۲، كِتَابُ التَّفْسِيرِ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى، إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، حدیث نمبر ۴۹۶۶۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ: هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ۔

حضرت سعید بن جُبیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: کوثر سے مراد خیر کثیر (بے شمار خوبیاں) ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خاص کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی ہے۔

قَالَ أَبُو بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ: اَلنَّهَرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللهُ إِيَّاهُ۔

حضرت ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ کوثر بہشت کا ایک نہر ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ بہشت میں جو نہر ہے وہ بھی اسی خیر کثیر میں داخل ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص کر حضور کو عطا فرمایا ہے۔

فائدہ: صحابہ نے نعت رسول سنایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اصحاب نے سنا ہے مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی یہ روایتیں کافی ہیں۔

اعلانِ نبوت سے پہلے کی نعت

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۳۷، كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ، بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا، قحط کے دنوں میں امام سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۰۸/۱۰۰۹۔

حضرت عبداللہ بن دینار کے والد محترم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ

چہرے کی ایسی گوری رنگت کہ ان کے طفیل بارش کی دعا کی جاتی ہے

ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

وہ یتیموں کے مددگار وآسرا اور بیواؤں کے سہارا ہیں

حضرت عمر بن حمزہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سالم نے یہ بیان کیا کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے : کبھی میں حضرت ابوطالب کے اس شعر کو ذہن میں لاتا اور کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتا کہ جس وقت آپ بارش کے لیے دعا فرماتے تو حال یہ ہوتا کہ حضور منبر سے اتر بھی نہ پاتے تھے مگر یہ کہ ندی اور نالے بہنے لگتے۔

حضور کے شعر کا جواب

(۴) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۸۸، كِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ، غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۰۰۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ صبح سویرے سخت سردی میں انصار ومہاجرین خندق کھودنے میں مصروف ہیں اور ان کے پاس ایسے غلام بھی نہیں ہیں جو یہ کام انجام دے سکیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کی مشقت اور بھوک کو ملاحظہ فرمایا تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوگئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

اے اللہ! اصل راحت تو آخرت کی راحت ہے

پس میرے انصار ومہاجرین کی مغفرت فرما

صحابہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دعا کو سنا تو کہنے لگے

نَحْنُ الَّذِيْ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا اَبْقَيْنَا اَبَدًا

ہم تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بک چکے ہیں

اور ہمارا عزم جہاد زندگی بھر زندہ رہے گا

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی نعت خوانی

(۵) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۰۹، كِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، مشرکوں کی ہجو کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۱۵۱۔

حضرت ہیثم بن ابی سنان بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر جمیل کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اَخًا لَّكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذَاكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ:

تمہارا یہ بھائی فحش باتیں نہیں کرتا اس سے آپ کی مراد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات تھی جنہوں نے یہ اشعار کہے ہیں۔

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْا كِتَابَهٗ

اور ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں

اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

دن میں اس وقت جب آفتاب خوب روشن ہوتا ہے

اَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا

ہم جہالت میں ڈوبے تھے تو ہم کو ہدایت کا راستہ دکھایا اب ہمارے دل

بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

اس پر یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ہوکر رہے گا

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ

آپ رات ایسے گذارتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے جدا ہوتا ہے

اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمَضَاجِعُ

جبکہ کفار ومشرکین کے بستر ان کی وجہ سے بوجھل ہیں

حضرت حسان کو نعت خوانی کی اجازت دی گئی

(۶) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۰۸ کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ، مشرکوں کی ہجو کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۱۵۰۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِسْتَاْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِیْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حسب ونسب کا کیا کروگے؟

فَقَالَ حَسَّانُ: لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ

حضرت حسان نے عرض کیا: میں آپ کے نسب کو ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ شعر۔

(۷) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۹۴، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ حَدِيْثِ الْاِفْكِ، حدیث اِفک کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۴۱۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ‏ ‏ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

پس بے شک میرے والد اور ان کے والد اور میری عزت وآبرو

اے کفار! یہ سب تمہارے مقابلے میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزت و ناموس کے دفاع کا ذریعہ ہیں۔

حضرت حسان کے لیے خصوصی دعا

(۸) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۰۸، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ مشرکوں کی ہجو کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۱۵۲۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گواہ بنا کر یہ پوچھ رہے تھے۔

يَا اَبَاهُرَيْرَةَ! نَشَدْتُكَ اللّٰهَ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ؟ اے ابوہریرہ! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟

يَاحَسَّانُ! اَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ: نَعَمْ

اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے (مشرکوں کو) جواب دو، اے اللہ! روح الامین کے ذریعہ اس کی مدد فرما: حضرت ابوہریرہ نے کہا: ہاں۔

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔

(۹) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۵۶، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ ذِكْرِ الْمَلٰٓئِكَةِ، فرشتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۱۲۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ: كُنْتُ اُنْشِدُ فِيْهِ، وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر مسجد سے ہوا، اس وقت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار پڑھ رہے تھے انہوں نے کہا: میں اسی مسجد میں نعتیہ اشعار پڑھا کرتا تھا اور اُس شخصیت کی موجودگی میں پڑھا کرتا جو آپ سے بھی بہتر ہیں۔

یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں نعت پڑھا کرتا تھا۔

ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ، أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ؟

پھر وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟

أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ: نَعَمْ۔

اللہ کے رسول کی طرف سے (مشرکوں کو) جواب دو، اے اللہ! روح الامین کے ذریعہ اس کی مدد فرما۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا ہاں، یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے۔

فائدہ: اس روایت نمبر (۹) سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح مسجد نبوی شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نعت پاک پڑھا کرتے اسی طرح آپ کے وصال کے بعد بھی وہ نعتیہ کلام پڑھا کرتے اور صحابہ سنا کرتے تھے۔

(۱۰) بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۰۱، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَنْ قَادَ الخ حدیث نمبر ۲۸۶۴۔

جنگِ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں حضرت عبد المطلب کا بیٹا ہوں

فائدہ: مذکورہ تمام روایتیں نعت پاک پڑھنے، سننے، سنانے، لکھنے، اور نعت خوانی کی محفل منعقد کرنے کی فضیلت واہمیت پر دلالت کر رہی ہیں۔

نعرۂ توحید ورسالت لگانا جائز ہے

سوال: محفل میلاد، جلسہ وجلوس اور کسی مذہبی کام کے موقع پر مسلمان جو نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند کرتے ہیں اس پر کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: کئی ایسی روایتیں ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے نعرہ بلند کیا ہے تائید وتوثیق کے لیے یہ حدیث ملاحظہ ہو بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۳۸، كِتَابُ الشَّرِكَةِ/ بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ، کھانے میں شرکت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۴۸۴۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا اور لوگ کھانے سے محتاج ہو گئے پریشانی کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی حضور نے صحابہ کو اونٹ ذبح کرکے کھانے کی اجازت دے دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے سارا ماجرہ کہہ سنایا، حضرت عمر نے کہا اونٹوں کے ذبح ہونے کے بعد گزر بسر کیسے ہوگی؟

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنا اونٹ ذبح کرنے کے بعد اپنا گذارہ کس طرح کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں سے کہو وہ اپنا بچا کھچا توشہ، کھانا لے کر آئیں چنانچہ ایک دسترخوان بچھا دیا گیا اور سب لوگوں نے اپنا توشہ لاکر اس دسترخوان پر رکھ دیا۔

فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس توشہ پر دعائے برکت کی

پھر لوگوں کو اپنا برتن لے کر بلایا، لوگ آئے اور مٹھیاں بھر بھر کر لینا شروع کیا یہاں تک کہ جب سب لوگ توشہ لے کر فارغ ہو گئے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

فائدہ: یہ نہ سمجھا جائے کہ دعویٰ کے مطابق نعرہ تکبیر ورسالت کہنا اس حدیث سے کہاں ثابت ہو رہا ہے؟ تو وہ اس طرح کہ جیسے حدیث کے متن اور ترجمہ سے نعرہ توحید ورسالت کا اظہار ہو رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشی ومسرت کے وقت یہ کلمات کہے ہیں اسی طرح نعرہ تکبیر ورسالت سے نعرہ توحید و رسالت مراد ہوتا ہے اور مسلمان خوشی کے موقع پر یا اپنے ایمانی جذبہ وقوت کے اظہار کے لیے یہ نعرہ لگایا کرتے ہیں مزید وضاحت کے لیے یہ روایت کافی ہے۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۲۰، كِتَابُ الْجِهَادِ ، بَابُ التَّسْبِيْحِ اِذَا هَبَطَ وَادِيًا، وادی میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنے کا بیان بَابُ التَّكْبِيْرِ بَابُ التَّكْبِيْرِ اِذَا عَلَا شَرَفًا ، بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر کہنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۹۹۳، ۲۹۹۴۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ بلندی کی طرف چڑھتے تو تکبیر یعنی اللہ اکبر کہا کرتے تھے اور جب نیچے کی جانب اترتے تو تسبیح یعنی سبحان اللہ کہا کرتے تھے۔

وسیلہ وسفارش کا بیان

وسیلہ وسفارش لینا جائز ہے

سوال: وسیلہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: جس کے ذریعہ کسی سے قرب اور نزدیکی حاصل کی جائے اس کو وسیلہ کہتے ہیں۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پارہ ۶ ع ۱۰ المائدہ ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

فائدہ: اس آیت میں وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب ہے اس لیے آپ کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا جائز ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ۔ (پارہ ۱۱ ع ۱ سورۃ التوبہ ۹۹)

اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اُسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ہاں ہاں وہ اُن کے لیے باعثِ قُرب ہے اللہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔

حضور کی سفارش لینا حکمِ قرآن کے مطابق ہے

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (پارہ ۱۱ ع ۲ رسورۃ التوبہ ۱۰۳)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ (پارہ ۲۶ ع ۶ سورہ محمد ۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (پ ۴ ع ۸ رآل عمران ۱۵۹)

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تُند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انھیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو۔

فائدہ: جب ان آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے حق میں شافع ہیں تو آپ کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا جائز و مستحسن ہے۔

طلب مغفرت کا نسخہ کیمیا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پارہ ۵ ع ۶ سورۃ النساء ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں **اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں** تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سوال: کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور آپ سے شفاعت طلب کرنے کا جو حکم ہے وہ آپ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص ہو؟

جواب: اس آیت میں حیات ظاہری یا بعد از حیات کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا قیاسِ فاسد کی بنیاد پر اس حکم کو حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص کرنا غلط ہے جس طرح قوم بنی اسرائیل، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اور صحابہ کرام حضور کی حیاتِ ظاہری میں آپ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اسی طرح بعد کے مسلمانوں کو بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا جائز و مستحسن ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت سے یہ بعید ہے کہ صحابہ کی بخشش کے لیے تو یہ صورت مقرر ہو اور بعد کے مسلمان جو زیادہ گنہگار ہوں گے وہ اس بخشش سے محروم رہیں مزید ثبوت و وضاحت کے لیے اس آیت کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

مذکورہ آیت تفسیر کی روشنی میں

حضرت علامہ عبداللہ احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ تفسیر مدارک التنزیل، جلد اول، صفحہ ۲۳۴ پر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

جَاءَ اَعْرَابِیٌّ بَعْدَ دَفْنِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَمٰی بِنَفْسِہٖ عَلٰی قَبْرِہٖ وَحَثَا مِنْ تُرَابِہٖ عَلٰی رَاسِہٖ وَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! قُلْتَ وَسَمِعْنَا وَکَانَ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ایک اعرابی حضور کے قبر انور پر آیا، آپ کی قبر سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر خاک بکھیر کر کہنے لگا یارسول اللہ! آپ نے جو فرمایا ہم نے سنا اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ اتارا ہے۔

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآؤُکَ"

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں

وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَجِئْتُکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ ذَنْبِیْ فَاسْتَغْفِرْلِیْ مِنْ رَبِّیْ فَنُوْدِیَ مِنْ قَبْرِہٖ قَدْ غُفِرَ لَکَ۔

میں گناہ کر کے اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے میری شفاعت فرمائیں تو قبر انور سے آواز آئی جاؤ تم کو بخش دیا گیا۔

حضرت علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ تفسیر ابن کثیر، جلد اول، صفحہ ۵۲۰،۵۱۹، اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ہے۔

"**وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآؤُکَ** اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں"

یَتَرَشَّدَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْعُصَاۃَ وَالْمُذْنِبِیْنَ اِذَا وَقَعَ مِنْھُمُ الْخَطَاءَ وَالْعِصْیَانَ اَنْ یَّاْتُوْا اِلَی الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام خطا کاروں اور گنہگاروں کو یہ ہدایت کی ہے کہ جب ان سے کوئی خطا یا گناہ سرزد ہو جائے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔

فَیَسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ عِنْدَہٗ وَیَسْئَلُوْہُ اَنْ یَّغْفِرَلَھُمْ فَاِنَّھُمْ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَرَحِمَھُمْ وَغَفَرَلَھُمْ وَلِھٰذَا قَالَ: "لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا"۔ (پارہ ۵ ع ۶ سورۃ النساء ۶۳)

اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور آپ سے سوال کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے گا اور اُن کو بخش دے گا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " **لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا** " تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس کے بعد انہوں نے بھی علما کی ایک کثیر تعداد کی تصدیق کے ساتھ مذکورہ اعرابی کا واقعہ بیان کیا ہے۔

فائدہ: ان سب کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے بعد بھی آپ کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا جائز و مستحسن ہے قرآن و حدیث کی تعلیم کے مطابق ہے، صحابہ، علما، فقہا، مستند مفسرین اور امت مسلمہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس پر ان کا عمل ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

سوال: بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۳۷، كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ، بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْاِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءَ اِذَا قَحَطُوْ قحط کے دنوں میں امام سے بارش کے لیے دعا کی درخواست کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۱۰۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَحَطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلے سے بارش طلب کرتے اور وہ یوں دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا، وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيُسْقَوْنَ۔

اے اللہ: تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور اور تو ہم پر بارش برساتا تھا اب ہم تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا محترم کو وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں سیراب فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب یوں عرض کرتے تو بارش ہوتی

فائدہ: کیا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں آپ کے وسیلے سے دعا کرنا درست تھا جبھی تو حیات ظاہری کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وسیلہ لیا؟

جواب: اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ حدیث کا پڑھنا اور ہے اور حدیث کا سمجھنا اور ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آتے تو سارے یہودی مسلمان ہو گئے ہوتے۔ (رواہ البخاری)

تو کیا یہ خلاف واقعہ نہیں ہے؟ کیونکہ اعلان نبوت کے بعد اور فتح خیبر اور فتح مکہ کے بعد بہت زیادہ تعداد میں یہودیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

اس حدیث کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہودی قبیلوں کے جو دس مشہور سردار تھے وہ سب اگر اسلام قبول کر لیتے تو سارے یہودی ایمان لے آتے۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ظاہری میں تو ہم سے آگے ہوتے اور ہم لوگ آپ کے پیچھے صف باندھ کر دعا کرتے اور اب تو وہ صورت حال ہم کو میسر نہیں ہے اس لیے اب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کو آگے کر کے بارش کی دعا کرتے ہیں۔

چنانچہ اسی حدیث کے تحت جو عربی حاشیہ ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ منبر پر لے جاتے اور ان کو آگے کر کے دعا کرتے اور ان کو بھی دعا کے لیے فرماتے تو وہ بھی دعا فرماتے اور پھر بارش ہونے لگتی (حاشیہ بخاری شریف)

اس لیے اس حدیث کو حیات ظاہری پر محمول کرنا درست نہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور ولادت سے پہلے اور پھر حیات ظاہری میں آپ کے وسیلے سے دعا کرنے کا حکم تھا اسی طرح حیات ظاہری کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنا سکتے ہیں جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوا اور قرآن پاک سے بھی یہی تعلیم ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡٓا اَنۡفُسَهُمۡ جَآؤُكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا۔ (پارہ ۵ ع ۶ سورۃ النساء ۶۳)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگنا بھی اصل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنا ہے جو اگرچہ صورۃً نہیں ہے لیکن معناً ضرور ہے۔

فائدہ: امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وسیلہ کا ایک طریقہ یہ بھی بتایا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی جاسکتی ہے اسی طرح آپ کے چچا کے وسیلے سے بھی دعا کی جاسکتی ہے۔

یہودی حضور کے وسیلے سے دعا کرتے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور نزولِ قرآن سے پہلے یہودی اپنے مقاصد کی تکمیل اور اپنے دشمنوں پر فتح ونصرت کے لیے یہ دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ عَلَيۡنَا وَانۡصُرۡنَا بِالنَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ۔

یا اللہ! ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما۔

مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے جہاں آپ کی نبوت کا انکار کیا وہیں آپ کے وسیلے سے مانگی ہوئی دعاؤں کا بھی انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتٰبٌ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمۡ وَكَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ عَلَى الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا بِهٖ فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ۔ (پارہ ۱ رسورہ البقرہ ۸۹)

اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے **اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے** تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

حضرت امام فخر الدین رازی قدس سرہ متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر، جلد اول، صفحہ ۶۰۴ میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اِنَّ الۡيَهُوۡدَ مِنۡ قَبۡلِ مَبۡعَثِ مُحَمَّدٍ عَلَيۡهِ السَّلَامُ وَنُزُوۡلِ الۡقُرۡآنِ كَانُوۡا يَسۡتَفۡتِحُوۡنَ اَيۡ يَسۡئَلُوۡنَ الۡفَتۡحَ وَالنُّصۡرَةَ وَكَانُوۡا يَقُوۡلُوۡنَ

بے شک یہودی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن

کے نازل ہونے سے پہلے حضور کے توسل سے دعائیں مانگتے اور یوں دعا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

اے اللہ! نبی امی کے توسل سے ہم کو فتح ونصرت عطا فرما۔

حضرت حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۲۴ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ یَھُوْدًا کَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَبْعَثِہٖ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ یہودی ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس و خزرج کے خلاف فتح کی دعائیں کیا کرتے تھے۔

فَلَمَّا بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْعَرَبِ کَفَرُوْا بِہٖ وَجَحَدُوْا مَا کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ فِیْہِ

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرب میں مبعوث فرمایا تو یہودیوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کے وسیلے سے مانگی ہوئی دعاؤں کا بھی انکار کردیا۔

فَقَالَ لَھُمْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَبِشْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ وَدَاؤُدُ بْنُ سَلَمَۃَ : یَامَعْشَرَ یَھُوْد ! اِتَّقُوا اللّٰہَ وَاَسْلِمُوْا فَقَدْ کُنْتُمْ تَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَھْلُ الشِّرْکِ وَتُخْبِرُوْنَنَا بِاَنَّہٗ مَبْعُوْثٌ وَتَصِفُوْنَہٗ بِصِفَتِہٖ

تو حضرت معاذ بن جبل، حضرت بشر بن براء، اور حضرت داؤد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: اے یہود کی جماعت! تم لوگ خدا سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو کیونکہ جب ہم لوگ مشرک تھے تو تم لوگ ہمارے خلاف حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور ہم کو بتلایا کرتے تھے کہ

عنقریب حضور مبعوث ہوں گے اور آپ ایسے ایسے صفات کے حامل ہوں گے۔

فَقَالَ سَلَامُ بْنُ مِشْکَمٍ اَخُوْبَنِی النَّضِیْرِ : مَاجَآءَنَا بِشَیْءٍ نَعْرِفُہٗ وَمَا ھُوَ الَّذِیْ کُنَّا نَذْکُرُ لَکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ ذٰلِکَ مِنْ قَوْلِھِمْ۔

یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے سلام بن مشکم نے کہا کہ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں لائے جس کو ہم پہچانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تم سے تذکرہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَمَّا جَآءَھُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔(پارہ ا ع ۱۱/ سورۃ البقرہ ۸۹)

اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

حضرت علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نے روح المعانی، جلد اول، صفحہ ۳۲۰، میں اسی آیت کی تفسیر میں یہودیوں کی دعا کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ نَبِیِّکَ الَّذِیْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تَبْعَثَہٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْیَوْمَ عَلٰی عَدُوِّنَا فَیُنْصَرُوْنَ۔

اے اللہ ہم تجھ سے تیرے اس نبی کی جاہ اور حرمت کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں آخری زمانہ میں جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔ اس دعا کے بعد ان یہودیوں کو مدد دی جاتی۔

بنی اسرائیل تابوت سکینہ کا وسیلہ لیتے

حضرت شموئیل علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی دعوت دی تو انھوں نے ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فرمائش کی جس کا بیان یوں ہے

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا۔

اور ان سے اُن کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (پارہ ۲ ع ۱۶/ سورۃ البقرہ ۲۴۷)

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسٰى وَآلُ هٰرُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰئِكَةُ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔

(پارہ ۲ ع ۱۶/ سورۃ البقرہ ۲۴۸)

اور اُن سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی، اٹھالائیں گے اس تابوت کو فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

فائدہ: تابوتِ سکینہ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا لکڑی کا ایک صندوق تھا اُس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، اُن کی نعلینِ مبارک، تھوڑا سا مَن، توریت کی تختیوں کے چند ٹکڑے، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ تھا۔

فائدہ: تابوت سکینہ کے سبب بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی اور اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے رکھ کر اُس کے وسیلے سے دعا کرتے فتح پاتے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان تبرکات کے وسیلے سے دعا مانگ سکتے ہیں۔

وسیلہ وسفارش سے نماز کی تعداد میں کمی ہوئی

سوال: وصال فرمائے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے ملاقات اور ان کے وسیلہ سے کام آسان ہونے کی کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْإِسْرَاءِ، معراج میں نماز کیسے فرض ہوئی اس کا بیان، حدیث نمبر ۳۴۹۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۴۹، كِتَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ، بَابُ الْمِعْرَاجِ، معراج کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۸۷۔

حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَرَضَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللهُ لَكَ عَلٰى أُمَّتِكَ. قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلٰوةً، قَالَ: فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں اس حکم کو لے کر لوٹا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انھوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس وقت کی نمازیں، انہوں نے کہا: آپ اپنے رب کے پاس جائیں آپ کی امت پچاس وقت کی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى قُلْتُ: وَضَعَ

شَطْرَهَا فَقَالَ: ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ: اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُهٗ فَقَالَ۔

پھر میں واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ کے پاس پہنچا تو میں نے کہا نماز کا کچھ حصہ کم ہو گیا ہے انھوں نے فرمایا: آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں پھر کہا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی تو پھر میں واپس ہوا۔ (ایسا کئی مرتبہ ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ۔

ظاہر میں یہ پانچ نمازیں ہیں لیکن حقیقت میں پچاس کے برابر ہیں ہمارے یہاں بات تبدیل نہیں کی جاتی۔

یعنی یہ پانچ وقت کی نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں

فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ

پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا: آپ رب کی بارگاہ میں جائیں، میں نے کہا: اب مجھے اپنے رب سے کچھ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش سے اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازوں کو پانچ وقت میں تبدیل فرما دیا لیکن اس کا ثواب وہی پچاس نمازوں کے برابر کا عطا فرمایا۔

امیری اور مالداری غریبوں کی مدد کرنے کے سبب

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۰۵، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ کمزوروں کی مدد کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۹۶۔

حضرت مصعب بن سعد روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل میں یہ خیال آیا کہ انہیں ان لوگوں پر فضیلت حاصل ہے جو ان کے مقابلے میں مال و دولت کے اعتبار سے کمزور ہیں۔

یعنی غریبوں کی مالی مدد کرنے کی وجہ سے ان کو غریبوں پر برتری حاصل ہے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یاد رکھو، تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور تمہیں جو روزی دی جاتی ہے وہ تمہارے کمزور لوگوں کے سبب ہے۔

یعنی ان کی خیر خواہی اور ان کی دعائیں تمہاری مالداری کی وجہ ہیں۔

فائدہ: پیشہ ور بھکاریوں کی جگہ قناعت پسند غریبوں کی مدد کرنا زیادہ بہتر ہے اور اگر رشتہ دار غریب ہوں یا ضرورت مند ہوں تو ان کی مدد کرنا زیادہ افضل ہے خاص کر قریبی رشتہ داروں کی جیسے بھائی، بہن، ماموں، خالہ، چچا، چچی وغیرہ۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ۔ (بنی اسرائیل ۲۶) اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا۔ وَلَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ۔

ان کے لیے دوگنا ثواب ہے ایک ثواب صلہ رحمی کا دوسرا ثواب صدقہ کا۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۹۸، كِتَابُ الزَّكٰوةِ، بَابُ الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاَيْتَامِ فِي الْحُجْرِ، عورت کا اپنے شوہر اور پرورش میں رہنے والے یتیم بچوں پر خرچ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۶۶۔

غیراللہ سے مدد مانگنے کا بیان

سوال: غیراللہ کے وسیلے سے دعا کرنا یا ان سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

جواب: انعام واکرام دینے والا رب کریم ہر عیب سے پاک وصاف ہے اور انعام لینے والا بندہ عوارضِ دنیا میں گرفتار ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ جہاں اپنے خاص بندوں کو بغیر کسی وسیلہ کے عطا فرماتا ہے وہیں عام لوگوں کو اپنے محبوب بندوں کے وسیلے سے بھی عطا فرماتا ہے لہٰذا ان کے وسیلے اور واسطے سے دعا کرنا اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پارہ ۶ ع ۱۰/المائدہ ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

فائدہ: مذکورہ آیت میں غیراللہ سے وسیلہ لینے کی تعلیم دی گئی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (پارہ ۲ ع ۳/سورۃ البقرہ ۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے

فائدہ: اس آیت میں مسلمانوں کو صبر اور نماز سے مدد مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے اور صبر ونماز غیراللہ ہیں۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (پارہ ۶ ع ۵ سورۃ المائدہ ۲)

فائدہ: اس آیت میں مسلمانوں کو اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

اے ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ (پارہ ۲۶ ع ۵ ۳/سورہ محمد ۷)

فائدہ: اس آیت میں بھی غیراللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے مدد طلب کی جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ (پارہ ۳ ع ۱۳ سورہ آل عمران ۵۲)

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبوت ورسالت کے کام میں تعاون کے لیے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے حق میں یہ دعا فرمائی۔

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ۔

اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے وہ کون؟ میرا بھائی ہارون، اُس سے میری کمر مضبوط کر۔ (پارہ ۱۶ ع ۱۱ سورہ طٰہٰ ۲۹/۳۰/۳۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے موسیٰ! تم نے میرے سوا اپنے بھائی کا سہارا کیوں مانگا؟ کیا میں کافی نہیں ہوں؟

فائدہ: قرآن پاک میں اس طرح کی کثیر آیتیں ہیں جو غیراللہ سے مدد لینے پر دلالت کرتی ہیں۔

غیر اللہ سے مدد مانگنے کا مطلب؟

سوال: انبیا اور اولیا یعنی غیر اللہ سے مدد مانگنے اور ان کے وسیلے سے مدد طلب کرنے کا مطلب کیا ہے؟

جواب: فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے حقیقی طور پہ دینے والا وہی ہے مشیت الٰہی کے بغیر کسی کو کچھ بھی نہیں ملتا اور کسی کے پاس سے کچھ نہیں جاتا قرآن وحدیث کی تعلیم کے مطابق اسی پر مسلمانوں کا ایمان ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ (پ ۲۵ ع ۵/سورہ شوریٰ ۴۹/۵۰)

اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ جہاں بغیر کسی وسیلہ اور سبب کے عطا فرماتا ہے وہیں انبیا، اولیا اور اعمال صالحہ کے وسیلے سے بھی دیتا ہے اور چونکہ وسیلہ، ذریعہ، واسطہ، اور سبب پر بھی فاعل کا اطلاق ہوتا ہے اس لیے مجازاً فاعل کی نسبت اللہ کے محبوب بندوں کی طرف کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۱۰ ع ۱۶/التوبہ ۷۴)

(۱) اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا

فائدہ: اس آیت میں غنی کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی کی گئی ہے۔

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ۔

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔ (پارہ ۵ ع ۱۱/سورۃ النساء ۹۷)

(۳) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں انہیں ان کے نصیب کا لکھا ہوا پہنچے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں۔ (پ ۸ ع ۱۰/سورۃ الاعراف ۳۷)

فائدہ: مذکورہ دونوں آیتوں میں موت دینے اور جان نکالنے کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے۔

(۴) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (پ ۱۱ ع ۲/التوبہ ۱۰۳)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

فائدہ: اس آیت میں پاک وصاف کرنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔

(۵) وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ۔

(پ ۱ ع ۷/البقرہ ۶۱)

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو۔

فائدہ: یہاں بھی فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے "یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چاہے" اس کی شان ہے **لیکن کسی چیز کے اُگنے میں زمین ایک اہم سبب ہے اس لیے مجازاً ساگ، ککڑی، مسور اور پیاز اُگانے کی نسبت زمین کی طرف کی گئی ہے۔**

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا (پ ۱۶ ع ۵ / مریم ۱۹)

(۶) بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

فائدہ: اولاد دینا اللہ تعالیٰ کی شان ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ **جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے لیکن اس آیت میں حضرت بی بی مریم کو بیٹا دینے کی نسبت حضرت جبرئیل امین کی طرف ہے۔**

(۷) وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (پارہ ۳ ع ۱۳ / آل عمران ۴۹)

فائدہ: مارنا، زندہ کرنا، مرض سے شفا دینا یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے چنانچہ قرآن پاک کی آیت ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ۔

اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ (پارہ ۱۹ ع ۹ / سورۃ الشعرآء / ۸۰ / ۸۱)

مگر اس آیت میں زندگی دینے، مارنے اور شفا دینے کی نسبت یعنی فاعل کی نسبت مجازاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔

اولیاء اللہ کا بیان

قرب الٰہی پانے کا سبب

سوال: قربِ الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ اور سبب کیا ہے؟

جواب: فرائض وواجبات، سنن ومستحبات کی ادائیگی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب مسلمان اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے (پارہ ۲۶ الحجرات ۱۳)

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۶۳، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ التَّوَاضُعِ عجز وانکسار کا بیان، حدیث نمبر ۶۵۰۲۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ قَالَ: وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے ان میں فرائض مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ۔

اور نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

ولی کی شان اور پہچان

سوال: اللہ کے ولی کون ہوتے ہیں اور ان کی شان و پہچان کیا ہیں؟

جواب: اولیا وہ مومنین اور عارف باللہ ہوتے ہیں جو ایمان وتقویٰ میں مخلص اور جامع ہوتے ہیں ہر وقت اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری اور ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں اور اسی امر میں کوشش کرتے ہیں جو قربِ الٰہی کا ذریعہ ہو اللہ تعالیٰ نے ولیوں کی کی شان میں فرمایا۔

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(پ۹ ع۱۸/الانفال ۳۴)

اُس کے اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں مگر ان میں اکثر کو علم نہیں۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (پ۱۱ ع۱۲/یونس ۶۳/۶۲)

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۶۳، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ التَّوَاضُعِ عجز وانکسار کا بیان، حدیث نمبر ۶۵۰۲۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادٰى لِىْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔

وَمَا تَقَرَّبَ اِلَىَّ عَبْدِىْ بِشَىْءٍ اَحَبَّ اِلَىَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِىْ يَتَقَرَّبُ اِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ۔

اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے ان میں فرائض مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِىْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِىْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِىْ يَمْشِىْ بِهَا۔

تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

وَاِنْ سَاَلَنِىْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِىْ لَاُعِيْذَنَّهٗ۔

اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے دے دوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو ضرور میں اسے پناہ دوں۔

فائدہ: یہ حدیث متاشابہات میں سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ جسم اور اعضاء سے پاک ومنزہ ہے اس کا صحیح معنی ومفہوم بتانا مشکل ہے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو خصوصی قوت عطا فرمادیتا ہے جس کی بدولت وہ انہونی کو ہونی بنادیا کرتے ہیں۔

اللہ کے ولی کی کرامت حق ہے

سوال: کرامت کس کو کہتے ہیں؟

جواب: کسی متقی صالح مسلمان سے جو خرقِ عادت اُن کی عادت کے مطابق ظاہر ہو اُس کو کرامت کہتے ہیں۔

سوال: کیا ولیوں کی کرامت قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: ولیوں کی کرامت حق ہے اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے ہاتھوں پر خوارق ظاہر فرماتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ کرامت دکھانے والا شریعت کا پابند ہو ورنہ چاہے کوئی ہوا میں اڑتا ہو یا آسمان سے آگ برساتا ہو نہ اس کو ولی کہیں گے اور نہ ہی اس کے فعل کو کرامت کہیں گے۔

راہرو راہِ طریقت ایں بود   کہ او باحکامِ شریعت می رود۔

سالک جب طریقت کی راہ پر چلتا ہے تو احکامِ شریعت کو اپنا رہنما بنا کر چلتا ہے

قرآن پاک سے کرامت کا ثبوت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کھجور کے سوکھے درخت کے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو ہلایا تو پکی کھجوریں گرنے لگیں چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا۔ (پ۱۶ ع۵ / مریم ۲۵ تا ۲۷)

بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔

تختِ بلقیس

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب شہر سبا کی ملکہ بلقیس کو مذہبِ حق قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے سونے اور چاندی سے بنا ہوا ہیرے جواہرات سے مزین تخت کو اپنے محل میں چھپا دیا اور آپ سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئیں قرآن پاک نے آگے یوں بیان فرمایا۔

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ

سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ (پ۱۹ ع۱۸ / النمل ۳۸)

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ

ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت بلقیس حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں۔ (پارہ ۱۹ ع۱۸ / سورۃ النمل ۳۹)

فائدہ: اس آیت سے ایک شیطان جن کی حیرت انگیز قوت کا اندازہ ہوتا ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی قوت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے بھی جلد چاہتا ہوں، آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا میں اُس تخت کو پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ۔

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے۔ (سورۃ النمل ۳۹)

آثار وتبرکات کا بیان

آثار وتبرکات کی تفصیل قرآن کی روشنی میں

سوال: شعائر الٰہی کسے کہتے ہیں؟

جواب: شعائر یہ جمع شعیرہ کی یا شعارہ کی جس کا معنی ہے باریک نشانی۔

اصطلاح شریعت میں شعائر الٰہی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نشانی ہو یا وہ نشان جن کے قائم کرنے کا رب نے حکم دیا ہو ان چیزوں سے حق و باطل کی پہچان ہوتی جیسے صفا و مروہ، ارکان حج وعمرہ، خانہ کعبہ، منیٰ وغیرہ۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔

اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔ (پ ۱۷ ع ۱۲/ الحج ۳۶)

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور بھی شعائر الٰہی ہیں۔

سوال: انبیا اور اولیا کے آثار وتبرکات کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: آثار وتبرکات کا احترام کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعظیم و احترام کو پرہیزگاری کی علامت قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔

بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔ (پارہ ۱۷ ع ۱۱/ سورۃ الحج ۳۰)

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (سورۃ الحج ۳۲)

بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے

سوال: آثار وتبرکات سے خیر و برکت حاصل کرنا موجودہ زمانہ کا بنایا ہوا کوئی نیا مسئلہ ہے یا عالمِ اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے؟

جواب: زمانۂ قدیم سے لوگوں نے اُن کا احترام کیا ہے اور اُن سے فائدہ حاصل کیا ہے بے حرمتی اور بداعتقادی موجبِ گمراہی و ضلالت ہے بطور ثبوت قرآن پاک کی آیتیں اور بخاری شریف کی چند روایتیں ملاحظہ ہوں۔

مقام ابراہیم

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۸، **کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِبْلَةِ**، قبلہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۲۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی، میں نے کہا: یارسول اللہ! اے کاش: مقام ابراہیم کو ہم اپنا مصلیٰ بناتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(۱) **وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔** (پ ۱ ع ۱۵/ البقرہ ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

فائدہ: مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان ہیں آپ نے اسی پتھر پر کھڑے ہوکر خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی، خانہ کعبہ کی دیوار جب اونچی ہوگئی تو وہ پتھر کسی وائر، کرنٹ، سوئچ اور ریموٹ کنٹرول کے بغیر آپ کو لے کر لفٹ کی طرح اوپر جاتا اور نیچے آتا اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی عزت افزائی کے لیے اس پتھر کو نماز پڑھنے کی جگہ بنادیا تاکہ صبحِ قیامت تک ان کا ایثار واخلاص اور قدموں کے نشان بطور یادگار قائم رہے۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کا اظہار ہے۔

صفا مروہ

صفا کا لغوی معنی ہے صاف اور مضبوط پتھر اور چھوٹے چھوٹے سفید کنکروں کو مروہ کہتے ہیں اصطلاح میں مکہ مکرمہ میں خانۂ کعبہ کے مقابل جو دو پہاڑ ہیں اس کا نام صفا اور مروہ ہے صفا اور مروہ کے درمیان تقریباً سات سو ستر ۷۷۰ گز کا فاصلہ ہے یہ دونوں پہاڑ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

(۲) اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ (پ ۲ ع ۳/البقرہ ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔

جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ ان دونوں پہاڑیوں کے قریب قیام پذیر تھیں، پانی ختم ہو گیا اور ننھے شیر خوار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیاس کی شدت سے بے تاب ہوئے تو حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر گئیں وہاں پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح آپ نے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک کا سات مرتبہ چکر لگایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبولِ بارگاہ کیا، صفا مروہ کو دعا کے قبولیت کا مقام بنا دیا اور حج وعمرہ کے دوران صفا ومروہ کی سعی کو واجب ولازم کر دیا۔

مذکورہ آیت کا شانِ نزول

سوال: مذکورہ آیت کے نازل ہونے کا سبب کیا ہے؟

جواب: زمانۂ جاہلیت میں صفا اور مروہ پر اُساف اور نائلہ نام کے دو بت رکھ دیے گئے تھے مشرکین سعی کے دوران اُن پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے زمانہ اسلام میں یہ دونوں بت توڑ دیے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ناپسند ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ بت پرستی سے صفا ومروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۲۳، كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۴۸۔

حضرت عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھا: اَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟

کیا آپ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کو ناپسند کرتے تھے؟

فَقَالَ نَعَمْ لِاَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى

انہوں نے فرمایا ہاں: اس لیے کہ وہ زمانۂ جاہلیت کی نشانیوں میں سے تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کا پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ (پ ۲ ع ۳/البقرہ ۱۵۸)

صفا مروہ کی سعی واجب ہے

سوال: کیا صفا اور مروہ کی سعی واجب ہے؟

جواب: حج اور عمرہ کے دوران صفا اور مروہ کی سعی واجب ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۲۳، كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۴۷۔

حضرت عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلَا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے تو خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کیا اور پھر آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (پ۲۱ ع۱۹/سورۃ الاحزاب ۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

تابوت سکینہ

(۳) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ۔

اور اُن سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی۔

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اٹھا لائیں گے اس تابوت کو فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (پارہ ۲ ع ۱۶/سورۃ البقرہ ۲۴۸)

فائدہ: تابوتِ سکینہ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا لکڑی کا ایک صندوق تھا اُس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، اُن کی نعلینِ مبارک، تھوڑا سا مَن، توریت کی تختیوں کے چند ٹکڑے، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ تھا۔

فائدہ: تابوت سکینہ کے سبب بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی اور اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے رکھ کر کے اُس کے واسطے سے دعا مانگتے فتح پاتے۔

قمیص سے بینائی واپس آگئی

(۴) جب حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں یہ معلوم ہوا کہ اُن کی جدائی کے غم میں روتے روتے حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تو آپ نے اپنے بھائیوں کو اپنا ایک کُرتا دیا جس کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا

اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ۔

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کُھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الۡعِيۡرُ قَالَ اَبُوۡهُمۡ اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ يُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ قَالُوۡا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِىۡ ضَلٰلِكَ الۡقَدِيۡمِ۔

اور جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں اُن کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اُسی پرانی خودرفتگی میں ہیں۔ (پارہ ۱۳ ع ۴ / ۵ یوسف ۹۳، ۹۴، ۹۵)

فَلَمَّاۤ اَنۡ جَآءَ الۡبَشِيۡرُ اَلۡقٰهُ عَلٰى وَجۡهِهٖ فَارۡتَدَّ بَصِيۡرًا ۚ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (پارہ ۱۳ ع ۵ / سورہ یوسف ۹۶)

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اُس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اُسی وقت اُن کی آنکھیں پھر آئیں، کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص اگرچہ دوسری قمیصوں کی طرح تھی مگر آپ کے جسم سے اس کی نسبت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی عزت افزائی کے لیے اس میں یہ تاثیر پیدا کردی کہ اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی بینائی واپس آگئی۔

فائدہ: ان تمام آیتوں اور حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ آثار وتبرکات سے خیر و برکت کا ظہور ہوتا ہے، حاجت روائی ہوتی ہے اور ان کے وسیلے سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔

تبرکات وغیرہ کی زیارت کے لیے سفر جائز ہے

سوال: غارِ حرا، غارِ ثور، میدان عرفات، مزدلفہ، بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے لیے اور تعلیم وتعلم وغیرہ کے مقصد سے سفر کرنا کیسا ہے؟ جبکہ بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث پاک سے تین جگھوں کے علاوہ کا سفر کرنا منع ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵۸، كِتَابُ التَّهَجُّدِ، بَابُ فَضۡلِ الصَّلٰوةِ فِىۡ مَسۡجِدِ مَكَّةَ وَالۡمَدِيۡنَةِ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۸۹۔

عَنۡ اَبِىۡ هُرَيۡرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اَلۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَمَسۡجِدِ الرَّسُوۡلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَمَسۡجِدِ الۡاَقۡصٰى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مسجدوں کے علاوہ (کسی طرف) سفر کا سامان نہ باندھا جائے یعنی خانہ کعبہ، مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ۔

جواب: اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ خانہ کعبہ، مسجد نبوی شریف اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی جو فضیلت ہے اور وہاں نماز پڑھنے سے جو ثواب ملتا ہے اس مقصد سے کسی دوسرے مقام کا سفر کرنا منع ہے۔

اگر اس حدیث کی یہ تاویل نہ کی جائے تو دوسری احادیث سے تعارض لازم آئے گا اور ایک بڑی خرابی یہ ہوگی کہ کسی بھی قسم کا سفر ہو وہ سب ناجائز ہوگا جبکہ دوسرے مقاصد کے تحت سفر کرنا جائز ہے اور قرآن وحدیث کی تعلیم کے مطابق ہے چند آیتیں اور حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہفتہ میں ایک مرتبہ سنیچر کے دن مسجد قبا تشریف لے جاتے اور اسی سنت کے مطابق صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہر ہفتہ مسجد قبا شریف جاتے۔ حدیث نمبر ۱۱۹۳

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بغرض تعلیم حضرت خضر سے ملاقات کے لیے سفر کیا۔ حدیث نمبر ۱۲۲، حدیث نمبر ۳۴۰۱، حدیث نمبر ۴۷۲۵، ۴۷۲۶۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کے لیے سفر کرنے کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى۔ (پ۱۶ ع ۱۰ سورہ طٰہٰ ۲۴)

فرعون کے پاس جا اس نے سر اٹھایا (سرکشی کی)۔

(۴) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کی تلاش کے لیے سفر کرنے کا حکم دیا اس واقعہ کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ

اے بیٹو! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (پارہ ۱۳ ع ۴ سورہ یوسف ۸۷)

(۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد صاحب کی علاج کے لیے اور اپنے گھر والوں کو بلانے کے مقصد سے اپنے بھائیوں کو سفر کرنے کا حکم دیا۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (پارہ ۱۳ ع ۴ سورہ یوسف ۹۳، ۹۴)

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ (پارہ ۱۱ ع ۴ سورۃ التوبہ ۱۲۳)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

(۷) نماز جمعہ کے بعد رزق تلاش کرنے کے لیے زمین پر پھیل جانے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ ۲۸ ع ۱۲ سورۃ الجمعہ ۱۰)

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

فائدہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رزق کی تلاش میں دور دراز علاقے اور دوسرے ممالک کا سفر کرنا جائز ہے جیسا کہ ” فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ “ سے سمجھ میں آتا ہے۔

(۸) قرآن پاک سے بھی دنیا گھومنے اور سفر کرنے کی تعلیم ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ

(پ ۷ ع ۸ سورۃ الانعام ۱۱)

تم فرما دو زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

حضور کے تبرکات کا بیان

حضور کے تبرکات حدیث کی روشنی میں

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک، نعلین شریف، نقشِ پا اور دیگر تبرکات کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: وہ چیزیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہیں صحابۂ کرام، تابعینِ عظام اور عالم اسلام کے مسلمانوں نے ہمیشہ اُن تبرکات کا احترام کیا ہے، اُن تبرکات کو محفوظ رکھا ہے اور اُن سے خیر و برکت حاصل کیا ہے مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی چند روایتیں ملاحظہ ہوں۔

صحابہ موئے مبارک حاصل کرتے

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۹، کِتَابُ الْوُضُوْءِ، بَابُ الْمَاءِ الَّذِیْ یَغْسِلُ بِهٖ شَعَرَ الْاِنْسَانِ، حدیث نمبر ۱۷۱۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهٗ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بال شریف ترشوائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے وہ شخص تھے جنھوں نے آپ کے موئے مبارک کو حاصل کیا۔

موئے مبارک میں شفا ہے

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۷۵، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ، ضعیفی کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۹۶۔

عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: اَرْسَلَنِيْ اَهْلِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ اِسْرَائِيْلُ ثَلٰثَ اَصَابِعَ مِنْ فِضَّةٍ، فِيْهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عثمان بن عبداللہ بن مَوہب فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے گھر والوں نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک پیالہ پانی دے کر بھیجا حضرت اسرائیل نے تین انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ یہ چھوٹا سا چاندی کا پیالہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے۔

وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْ شَيْءٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَةً۔

جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ پانی کا برتن ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔

(تاکہ موئے مبارک کا پانی مریض کو شفا کے لیے پلائے)

فَاطَّلَعْتُ فِي الْحُجُلِ فَرَاَيْتُ: شَعَرَاتٍ حُمْرًا۔

حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے اُس برتن میں جھانک کر دیکھا تو مجھے سرخ رنگ کے چند بال دکھائی دیے۔

موئے مبارک قیمتی اثاثہ

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۹، کِتَابُ الْوُضُوْءِ، بَابُ الْمَاءِ الَّذِیْ یَغْسِلُ بِهٖ شَعَرَ الْاِنْسَانِ، حدیث نمبر ۱۷۰۔

عَنْ اِبْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ : قُلْتُ : لِعُبَيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ اَهْلِ اَنَسٍ

حضرت ابن سیرین کہتے ہیں: میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جس کو ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اُن کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔

فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعَرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

تو حضرت عبیدہ نے فرمایا: حضور کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہونا یہ مجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہے۔

موئے مبارک کی زیارت صحابہ کی سنت ہے

(۴) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۷۵، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ، ضعیفی آنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۹۷۔

عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعَرًا مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا

حضرت عثمان بن عبداللہ بن مواہب فرماتے ہیں: میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

موئے مبارک کی زیارت پر ایک شبہ کا ازالہ

سوال: جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور دوسرے تبرکات کی زیارت کرائی جاتی ہے تو بعض لوگوں کو یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں بھی یا نہیں؟

جواب: محض گمان کرنا یقین کا فائدہ نہیں دیتا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ (پ۱۱، ع۹، یونس ۳۶)

بے شک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا۔

اور اپنے مسلمان بھائی کے حق میں بدگمانی کرنے سے قرآن پاک نے منع فرمایا ہے بلکہ کچھ بدگمانی کو گناہ بھی بتایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا۔ (پ۲۶ ع۱۴، الحجرات ۱۲)

اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔

فائدہ: کچھ لوگوں کے پاس تو اس کا ثبوت ہوتا ہے کہ یہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں یا آپ کے تبرکات ہیں اور اس طرح سے یہاں تک پہنچے ہیں لیکن اگر کسی کے پاس کوئی پختہ ثبوت نہ بھی ہو تو مسلمانوں میں یہ مشہور ہونا ہی کافی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں یا آپ کے تبرکات ہیں جیسے کسی مسلمان کے لیے یہ شہرت کافی ہے کہ وہ فلاں کا بیٹا ہے، فلاں کا پوتا ہے۔

اب اگر کوئی مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی

نسبت کرتا ہے تو وہ سخت گناہ گار ہے اور اس کا وبال اس کے سر ہے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۱، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ اِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا اس کے گناہ کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۶۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف جھوٹ منسوب نہ کرنا کیونکہ جو مجھ پر جھوٹی بات گڑھے گا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

صحابی نے حضور کے تہبند اور کمبل کی زیارت کی

(۵) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۶۵، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ، حاشیہ دار چادروں اور کمبل کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۱۸۔

عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال انہیں دونوں کپڑوں میں ہوا۔

فائدہ: اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کا رکھنا اور لوگوں کو اس کی زیارت کرانا جائز ہے۔

صحابی نے حضور کے پیالہ کی زیارت کی

(۶) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۱، کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان اوصاف کا بیان جو ذکر ہوا، حدیث نمبر ۷۳۴۲۔

عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِيْ: اِنْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَسْقِيَكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ملاقات کیا اور فرمایا: میرے ساتھ گھر چلیں میں آپ کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے اور آپ اُس مقام پر نماز بھی پڑھ لیں گے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔

فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَسَقَانِيْ سَوِيْقًا وَأَطْعَمَنِيْ تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِيْ مَسْجِدِهِ

میں ان کے ساتھ گیا تو انھوں نے مجھ کو ستو پلایا اور کھجور کھلایا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز بھی پڑھی۔

فائدہ: اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کو محفوظ رکھا اور لوگوں کو اس کی زیارت بھی کرائی ہے۔

حضور نے اپنا تہبند برائے کفن دیا

(۷) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۶۷، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّغْسَلَ وِتْرًا، مُردوں کو طاق مرتبہ غسل دینے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۵۴۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ اِبْنَتَهٗ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جس وقت ہم ان کی صاحبزدی (مرحومہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں۔

فَقَالَ: اِغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ۔

حضور نے فرمایا: اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ اور اگر ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ پانی اور بیری سے غسل دو اور آخر میں کافور بھی ملالو اور جب تم غسل دینے سے فارغ ہو جاؤ مجھے خبر دینا۔

فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ: اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب ہم غسل دے چکیں اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے اپنا تہبند شریف ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: اسے مرحومہ کے جسم پر لپیٹ دو۔

صحابی نے کفن کے لیے تہبند مانگ لیا

(۸) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۷۰، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا کفن تیار کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۷۷۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتَانِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ ؟

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خوبصورت حاشیہ دار چادر پیش کیا۔ راوی کہتے ہیں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ وہ چادر کیسی تھی؟

قَالُوْا: اَلشَّمْلَةُ قَالَ: نَعَمْ، قَالَتْ: نَسَجْتُهَا بِيَدَيَّ فَجِئْتُ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا

لوگوں نے جواب دیا: شملہ، کہا: ہاں شملہ: اس عورت نے کہا: میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے تاکہ آپ اسے پہنیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمالیا اور اس وقت آپ کو اُس چادر کی ضرورت بھی تھی۔

فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ: اُكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا

آپ اس چادر کو تہبند کے طور پہ پہنے ہوئے ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اتنے میں ایک صحابی (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف یا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے تعریف کرتے ہوئے اُس چادر کو مانگ لیا تو آپ نے انھیں عطا فرمادیا۔

فَقَالَ الْقَوْمُ : مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهٗ وَعَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا يَرُدُّ

صحابہ نے انہیں ملامت کی اور ان سے کہا: یہ آپ نے اچھا نہیں کیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اِس اِزار کی زیادہ ضرورت تھی اور آپ نے اس کو مانگ لیا جبکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے۔

قَالَ: اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهٗ لِاَلْبَسَهٗ وَاِنَّمَا سَأَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ كَفَنِیْ، قَالَ: سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ۔

انہوں نے کہا قسم خدا کی، میں نے اس تہبند کو پہننے کے لیے نہیں مانگا ہے بلکہ اس لیے مانگا ہے تاکہ میں اس تہبند میں کفن دیا جاؤں، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آخر وہ صحابی اسی تہبند میں کفنائے گئے۔

صحابہ نعلین پاک کی زیارت کرتے

(۹) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۷۱، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابٌ قِبَالَانِ فِیْ نَعْلٍ، ایک نعل میں دو تسموں کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۵۷۔

حضرت عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں۔

اَخْرَجَ اِلَيْنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قُبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِیُّ: هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعلین شریف ہمارے پاس لے کر آئے ہر ایک نعل شریف میں دو تسمے تھے حضرت ثابت بنانی نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل مبارک ہے۔

صحابیہ معطر پسینہ جمع کرتیں

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسینہ اور موئے مبارک کو جمع کیا اور صحابیِ رسول نے اس کو کفن میں لگانے کی وصیت کی۔

(۱۰) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۹، كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ، حدیث نمبر ۶۲۸۱۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ فَاِذَا نَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهٖ وَشَعْرِهٖ فَجَمَعَتْهُ فِیْ قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِیْ سُكٍّ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک چمڑے کا بستر بچھاتیں جس پر آپ آرام فرماتے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جاتے تو حضرت ام سلیم آپ کے جسم اطہر کا پسینہ اور موئے مبارک لے کر ایک شیشی میں جمع فرماتیں اور اس کو خوشبو میں ملاتیں۔

قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ اَوْصٰى اَنْ يُّجْعَلَ فِیْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ: فَجُعِلَ فِیْ حَنُوْطِهٖ۔

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال قریب ہوا تو آپ نے یہ وصیت کی کہ ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی جائے جس خوشبو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک اور پسینہ شریف جمع ہے چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی گئی۔

دست مبارک کی برکت سے صحابہ سیراب ہو گئے

(۱۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ، نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۹۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فُضْلَةً مِّنْ مَاءٍ فَجَآءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضرت علقمہ) سے فرمایا: ہم لوگ برکت والے معجزات کو گنتے رہے ہیں جبکہ تم لوگ خوف دلانے والے معجزوں کو شمار کرنے میں لگے رہتے ہو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے پانی ختم ہو چکا تھا حضور نے فرمایا: بچا ہوا کچھ پانی تلاش کر کے لاؤ تو لوگ ایک برتن لے کر آئے جس میں بہت تھوڑا سا پانی تھا۔

فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ : حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: برکت والے پانی کی طرف آؤ اور یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے۔

فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔

بے شک میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا ہے اور اس کے علاوہ ہم آپ کے کھانے سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنا کرتے تھے۔

لُعابِ دہن کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا

(۱۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۷۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِاْئَةً وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتّٰى لَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَفِيْرِ الْبِئْرِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حُدَیْبِیہ میں چودہ سو آدمی تھے حدیبیہ ایک کنواں کا نام ہے ہم نے اُس کنواں کا سارا پانی نکال لیا یہاں تک کہ کچھ بھی پانی اُس کنواں میں باقی نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواں کی مینڈھ پر تشریف لائے۔

فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتّٰى رَأَيْنَا وَرَدَتْ اَوْ صَدَرَتْ رِكَابُنَا۔

اور آپ نے تھوڑا سا پانی منگوایا پھر آپ نے کلی کیا اور کلی کیا ہوا پانی کنواں میں ڈال دیا تھوڑی دیر نہیں گذری کہ کنواں پانی سے بھر گیا اور ہم لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ہمارے اونٹ بھی خوب سیراب ہو کر لوٹے۔

حضور کا لعاب دہن پہلی خوراک بنایا

(۱۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۵۵، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، تعمیر کعبہ کا بیان، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ، رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۹۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب میرے بیٹے عبداللہ بن زبیر کی پیدائش ہوئی تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ نَقَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے اپنے بیٹے کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا تو آپ نے ایک چھوہارا منگا کر چبایا اور عبداللہ بن زبیر کے منھ میں ڈال دیا تو پہلی وہ چیز جو ان کے منھ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔

ستون کے پاس ہی نماز کیوں؟

(۱۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۷۲، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الْاُسْطُوَانَةِ، ستون کی آڑ میں نماز پڑھنے کا بیان، حدیث ۵۰۲۔

حضرت یزید ابن عبید فرماتے ہیں۔ كُنْتُ آتِيْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ: يَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ۔

میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ (مسجد نبوی شریف

میں) حاضر ہوتا تھا زیادہ تر وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے جہاں مصحف یعنی قرآن پاک رکھا رہتا تھا میں نے اُن سے پوچھا: اے ابومسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کوشش کر کے قصداً اُس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے ہیں؟

قَالَ: فَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا۔

انھوں نے فرمایا: بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قصداً اس ستون کے پاس نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

صحابہ حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ تلاش کرتے

(۱۵) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶۹، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ عَلٰى طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِيْ صَلّٰى فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اُن مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ کے راستوں پر واقع ہے اور ان مقامات کا بیان جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں، حدیث نمبر ۴۸۳۔

حضرت موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں۔

رَاَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَحَرّٰى اَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيْقِ فَيُصَلِّيْ فِيْهَا وَيُحَدِّثُ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْهَا وَاَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ تِلْكَ الْاَمْكِنَةِ۔

میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے) راستوں میں کئی جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے اور بیان فرماتے کہ ان کے والد گرامی بھی وہاں نماز پڑھا کرتے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان جگہوں پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

مسجدِ بیت

(۱۶) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶۰، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ، گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۵۔

حضرت محمود ربیع بن انصاری فرماتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اصحابِ بدر میں سے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں اب میری بینائی کچھ کمزور ہوگئی ہے جب بارش ہوتی ہے تو میرے گھر اور مسجد کے درمیان کا نالہ بہنے لگتا ہے اس لیے میں ان کی مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے نہیں جاسکتا یارسول اللہ! میری خواہش یہ ہے کہ آپ میرے گھر آکر کسی ایک جگہ نماز پڑھ دیں تو میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لیے خاص کرلوں؟

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عتبان سے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عنقریب میں ایسا کروں گا۔

قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ:

حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلی صبح کو دن چڑھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میرے گھر آئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ!

آپ اندر تشریف لائیں، حضور گھر کے اندر داخل ہوئے مگر بیٹھے نہیں اور فرمایا:

اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟

تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھ دوں؟

میں نے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر نماز شروع کردی، ہم لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لیا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیر دی۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حلیم تیار کر رکھا تھا اس لیے آپ کو کچھ دیر کے لیے روک لیا۔

فائدہ: صحابی نے ایک خاص جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز پڑھوایا اور اس جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ حضور سے منسوب چیزوں کا تعظیم واحترام کیا کرتے اور اسے باعث خیر وبرکت سمجھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان اپنے گھروں میں کوئی خاص جگہ مقرر کرلیں جہاں گھر کے لوگ نماز پڑھا کریں۔

فائدہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے گھر والوں کو سلام کرنا اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، قرآن نے بھی یہی تعلیم دی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لےلو اور ان کے رہنے والوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان دو۔ (پ۱۸ ع۱۰ رسورۃ النور ۲۷)

صحابہ حضور کا غسالہ شریف حاصل کرتے

(۱۷) بخاری شریف ، جلد دوم ، صفحہ ۸۷۱ ، کِتَابُ اللِّبَاسِ ، بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ اَدَمٍ چمڑے کے سُرخ قبے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۵۹۔

حضرت ابو جُحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت چمڑے کے سُرخ قبے میں تشریف فرما تھے میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضور کے وضو کا استعمال کیا ہوا پانی (ایک برتن میں) لے کر آئے۔

وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ۔

اور لوگ اس پانی کو لینے کے لیے دوڑ پڑے تو جس کو اس پانی میں سے کچھ حاصل ہو گیا اس نے (اپنے چہرے وغیرہ پر) مَل لیا اور جو پانی حاصل نہ کر سکا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے اس کی تری لے لی۔

حضرت عروہ بن مسعود کا آنکھوں دیکھا واقعہ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے کفار و مشرکین کی طرف سے سفیر بن کر آئے ان کو کچھ دیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کے درمیان رہنے کا اتفاق ہوا وہ بڑی حیرت سے صحابہ کی نقل و حرکت کو دیکھ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ کوئی لعاب دہن کو اپنے ہاتھوں اور بدن پر مل لیتا ہے، کوئی مائے غسالہ کو چہرہ پر لگاتا ہے اور آپ جس کام کا حکم دیتے ہیں فوراً اس کو کیا جاتا ہے اس سے پہلے انہوں نے کبھی اطاعت و فرماں برداری اور جاں نثاری کا ایسا منظر کسی بادشاہ کے دربار میں بھی کہیں نہیں دیکھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے بعد جب وہ مکہ والوں کے پاس واپس لوٹے اور ان سے جو کہا وہ حدیث پاک میں اس طرح ہے

(۱۸) بخاری شریف ، جلد اول ، صفحہ ۳۷۹ ، کِتَابُ الشُّرُوْطِ ، بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَ كِتَابَةِ الشُّرُوْطِ حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنے اور شرائط لکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۳۱/۲۷۳۲۔

حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَ وَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَ كِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَّأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ۔

اے میری قوم کے لوگو! میں بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر حاضر ہوا

ہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی بادشاہ کے دربار میں بھی گیا ہوں لیکن قسم خدا کی، میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کے ساتھی اپنے بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھی کیا کرتے ہیں۔

مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ۔

خدا کی قسم، حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب تھوکتے ہیں تو صحابہ ان کے لعاب دہن کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ۔

جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً اس کی تعمیل کی جاتی ہے

وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْءِهٖ۔

اور آپ جب وضو کرتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ بدن سے گرے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لیے لوگ ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔

وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا۔

اور صحابہ جب ان سے گفتگو کرتے ہیں تو ان کے پاس اپنی آوازوں کو انتہائی پست رکھتے ہیں اور تعظیم واحترام کے سبب آپ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے اور بلا شبہ انہوں نے تمہارے سامنے صلح کی جو تجویز رکھی ہے وہ بہت بہتر ہے تم لوگ اس کو قبول کرلو۔

فائدہ: حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طائف کے سردار اور عرب کے مشہور و معروف شخص تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے کچھ ہی دنوں بعد آپ نے اسلام قبول کرلیا۔

نماز برائے خیر و برکت

(۱۹) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۵، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ چٹائی پر نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۰۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ان کی دادی حضرت ملیکہ نے کچھ ایسی چیز کھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا جو خاص کر انھوں نے حضور ہی کے لیے بنایا تھا جب آپ کھانا تناول فرما چکے تو فرمایا: اٹھو، تاکہ میں تمہارے لیے کسی جگہ نماز پڑھ دوں۔

قَالَ اَنَسٌ: فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَاَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَآءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گھر میں ایک چٹائی رکھی ہوئی تھی جو کثرت استعمال کے سبب کالی ہو چکی تھی میں نے اس چٹائی کو پانی سے دھو دیا آپ اس چٹائی پر کھڑے ہوئے میرے ساتھ ایک یتیم لڑکا بھی تھا ہم دونوں نے حضور کے پیچھے صف بنالی اور وہ بوڑھی دادی ہمارے پیچھے کھڑی ہوگئیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیر و برکت کے لیے ہم لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔

خلفاے راشدین جنگی نیزہ کی حفاظت کرتے رہے

(۲۰) بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۰، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَآئِكَةِ بَدْرًا، غزوۂ بدر میں فرشتوں کی آمد کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۰۰۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر میں عبیدہ بن سعید کو اس حال میں دیکھا کہ اس کا پورا بدن لوہے کے لباس میں چھپا ہوا تھا صرف اس کی آنکھ نظر آ رہی تھی اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی میدان جنگ میں نکل کر وہ فخر یہ کہنے لگا میں ابوذات الکرش ہوں کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے؟ حضرت زبیر نے آ کر اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ فوراً مر گیا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذات الکرش کے بدن پر پیر رکھ کر بڑی مشکل سے اس نیزہ کو نکالا تھا اور اس نیزہ کا کنارہ ٹیڑھا ہو گیا تھا۔

جنگ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نیزہ کو طلب فرمایا تو والد صاحب نے اس کو بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ نے وہ نیزہ واپس لے لیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب کیا تو انہیں دے دیا اور جب حضرت صدیق اکبر کا وصال ہوا تو وہ نیزہ پھر ان کے پاس آ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے بھی اس نیزہ کو اپنے پاس منگوا لیا اور اپنی حفاظت میں رکھا، جب خلیفہ دوم کا بھی انتقال ہو گیا تو وہ نیزہ پھر سے والد گرامی کے پاس آ گیا۔

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس

نیزہ کو طلب کر کے اپنے پاس رکھا، خلیفہ سوم کے وصال کے بعد وہ نیزہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے پاس رہا اور اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک وہ نیزہ آپ ہی کے پاس رہا

فائدہ: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ بدر میں ایک طاقت ور دشمن کو ہلاک کر کے اس نیزہ کو حاصل کیا تھا اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس رکھ کر یادگار بنا دیا اس لیے آپ کے وصال فرمانے کے بعد خلفائے راشدین بھی برابر اس نیزہ کی حفاظت کرتے رہے۔

فائدہ: بخاری شریف کی مذکورہ بیس (۲۰) روایتیں یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ صحابہ کرام، تابعینِ عظام اور عالم اسلام کے مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کا ہمیشہ احترام کیا ہے، اُن تبرکات کو محفوظ رکھا ہے اور اُن سے خیر و برکت حاصل کیا ہے۔

درود وسلام کا بیان

درود شریف بھیجنے کا مطلب

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔(پارہ ۲۲ ع ۴ سورۃ الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر۔

اس آیت پاک کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درود پڑھنے کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت بھیجنا ہے یا فرشتوں کی جماعت میں اُن کی تعریف کرنا ہوتا ہے۔

فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب

فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی طلب کرنا ہے اور مسلمانوں پر درود بھیجنے کا مطلب ان کے لیے دعاے مغفرت ہے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔(پارہ ۲۵ رع ۲ رالشوریٰ ۵)

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶۳، كِتَابُ الْاِيْمَانِ، بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ، مسجد میں وضو ٹوٹنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۵۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے دعا کرتے ہیں تم میں سے اس شخص پر جو اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے جب تک اسے حدث نہ ہو۔

تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔

فرشتے عرض کرتے ہیں: یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم فرما۔

مومنوں کے درود پڑھنے کا مطلب

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔(پارہ ۲۲ ع ۴ سورۃ الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق جو درود شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مومنین پڑھتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: مسلمانوں کا درود پڑھنا گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کرنا ہے کہ اے اللہ! ہم شانِ رسالت کو کما حقہ جاننے اور ان کا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں اس لیے ہماری عاجزی کو قبول فرما اور ہماری طرف سے اپنے محبوب کی شان کے مطابق ان پر درود بھیج ۔اسی وجہ سے مسلمان یہ پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اے اللہ! تو ہی درود بھیج دے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل واولاد پر اور ان کے تمام اصحاب پر۔

بخاری شریف سے منتخب درود شریف

سوال: بخاری شریف سے منتخب درود شریف بتائیں؟

جواب: بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۷۷، کِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابٌ يَزِفُّوْنَ، حدیث نمبر ۳۳۷۰۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۴۰، کِتَابُ الدَّعْوَاتِ، بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۳۵۷۔

حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیٰ فرماتے ہیں۔

لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: بَلٰى فَاهْدِهَا لِيْ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے کیا میں تم کو ایک تحفہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے؟

فَقَالَ: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ؟

میں نے کہا: ضرور عنایت فرمائیں انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود شریف کیسے پڑھیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سکھایا کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں؟

قَالَ: قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

حضور نے فرمایا: یوں پڑھا کرو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

درود شریف کی دوسری روایت

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۴۱، کِتَابُ الدَّعْوَاتِ، بَابٌ هَلْ يُصَلِّيْ عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں؟، حدیث نمبر ۶۳۶۰۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یوں بھیجا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔
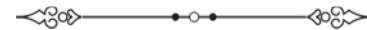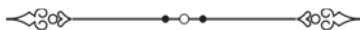
درود شریف کی تیسری روایت

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۴۰، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۳۵۸۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ قَالَ: قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللہِ! ھٰذَا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنا معلوم ہو گیا یعنی تشہد میں پڑھنے کا یہ طریقہ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ لیکن آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ حضور نے فرمایا یوں پڑھا کرو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ۔

درود کے ساتھ سلام بھی پڑھنے کا حکم ہے

سوال: مذکورہ درود کے سوا کوئی دوسرا درود شریف پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ان کو بھی پڑھیں اور دوسری حدیث کی کتابوں میں جو درود شریف کی روایتیں ہیں اُن کو بھی پڑھا کریں تا کہ ان پر بھی عمل ہوتا رہے اور حکمِ الٰہی کی پوری تکمیل ہو سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے درود شریف کے ساتھ سلام بھی پڑھنے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو (پارہ ۲۲ ع ۴/ الاحزاب ۵۶)

غیر نبی پر بھی درود وسلام بھیجنا جائز ہے

سوال: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر درود وسلام بھیجنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے مقدس فرشتے نیک مسلمانوں پر درود وسلام بھیجتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

(۱) ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا۔ (پارہ ۲۲ ع ۳/ الاحزاب ۴۳)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ

(۲) اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ (پارہ ۲۵ ع ۲/ سورۃ الشوریٰ ۵)

(۳) خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ وَاللہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (پ ۱۱ ع ۲/ التوبہ ۱۰۳)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعاے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

(۴) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶۳، کِتَابُ الْاِیْمَانِ، بَابُ الْحَدَثِ فِی الْمَسْجِدِ، مسجد میں وضو ٹوٹنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۵۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تُصَلِّیْ عَلٰٓی اَحَدِکُمْ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ

صَلّٰی فِیْہِ مَالَمْ یُحْدِثْ تَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے دعا کرتے ہیں تم میں سے اس شخص پر جو اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے جب تک اسے حدث نہ ہو فرشتے عرض کرتے ہیں: یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم فرما۔

(۵) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۰۳، کِتَابُ الزَّکٰوۃِ، بَابُ صَلٰوۃِ الْاِمَامِ وَدُعَاءِہٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَۃِ، صدقہ کرنے والوں کے لیے امام کے درود بھیجنے اور دعا کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۹۷۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۳۷، کِتَابُ الدَّعْوٰتِ، بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالٰی: وَصَلِّ عَلَیْہِمْ حدیث نمبر ۶۳۳۲۔

عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِہِمْ قَالَ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ۔

حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اپنا صدقہ لے کر آتی تو آپ فرماتے: اے اللہ فلاں کی آل واولاد پر رحمت نازل فرما۔

فَاَتَاہُ اَبِیْ بِصَدَقَتِہٖ فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

میرے والد صاحب اپنا صدقہ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل واولاد پر رحمت نازل فرما۔

فائدہ: مذکورہ آیتوں اور حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد انبیا، اصحاب واہل بیت، اولیا اور دوسرے مسلمانوں پر درود وسلام پڑھنا جائز ومستحسن اور باعثِ اجر وثواب ہے۔

درود وسلام پہنچنے کی روایت

سوال: زندوں اور وفات شدہ لوگوں پر جو ہم درود وسلام پڑھتے کیا وہ ان سب تک پہنچ جاتا ہے؟

جواب: بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۲۰ / ۹۲۱، کِتَابُ الْاِسْتِیْذَانِ، بَابُ السَّلَامُ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللہِ تَعَالٰی، اس کا بیان کہ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، حدیث نمبر ۶۲۳۰۔

عَنْ عَبْدِاللہِ قَالَ: کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَی اللہِ قَبْلَ عِبَادِہٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْکَائِیْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو یوں کہتے: اللہ تعالیٰ پر سلام ہو اس کے بندوں کی طرف سے، سلام ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام پر، سلام ہو حضرت میکائیل علیہ السلام پر، سلام ہو فلاں اور فلاں پر۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ فَقَالَ: اِنَّ اللہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلْ

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور اپنا رخِ انور ہماری طرف پھیرا تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ سلام ہے یعنی سلامتی دینے والا ہے اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد میں بیٹھے تو یہ پڑھے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصّٰلِحِیْنَ

تمام تحیتیں نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت نازل ہو اور برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر

فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

جب تم ایسا کہو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں ہو تمہارا سلام پہنچ جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان زندوں اور وفات یافتہ مسلمانوں پر جو درود وسلام پڑھتے ہیں وہ اُن تک پہنچتا ہے۔

صلعم، ص، عم، ع لکھنا جائز نہیں

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نامِ پاک کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کے بجائے صلعم، ص، عم، ع، لکھنا کیسا ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نامِ پاک کے بعد ہمیشہ پورا درود **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** لکھنا ضروری ہے **صلعم**، ص، **عم**، ع لکھنا سخت محرومی اور جہالت ہے کہا گیا ہے ''اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَيْنِ'' قلم دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے، جس طرح زبان سے اِن الفاظ کو پڑھنے سے درود پڑھنا نہیں کہا جائے گا اسی طرح ان الفاظ کو لکھنے سے بھی درود لکھنے کا حق ادا نہیں ہوگا بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ ایسا کرنے والے کہیں اس حکم کے تحت گرفتارِ بلا نہ ہو جائیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ (پارہ ا ع ۵ / البقرہ ۵۹)

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے اُن پر عذاب اتارا بدلہ اُن کے بے حکمی کا۔

تقلید کرنے کا بیان

تقلید کرنا قرآن کی روشنی میں

سوال: تقلید کا اصطلاحی معنی کیا ہے؟

جواب: دلائلِ شرعیہ میں نظر کیے بغیر کسی کے قول وفعل کو اپنے اوپر شرعی طور پر لازم جاننے کو تقلید کہتے ہیں یعنی یہ سمجھنا کہ یہ شرعی محقق ومجتہد ہے اس لیے اس کا قول وفعل ہی ہمارے لیے حجت اور دلیل ہے۔

سوال: کن مسائل میں تقلید ضروری ہے اور کن میں نہیں؟

جواب: وہ صریح احکام اور مسائل جن کا ثبوت نص قرآن یا نص حدیث سے صراحۃً ثابت ہو جیسے نماز کی فرضیت کا حکم، تعدادِ رکعت، روزوں کی فرضیت کا حکم وغیرہ ان میں کسی کی تقلید نہیں کی جاتی یعنی یہ نہیں کہا جائے گا کہ امام شافعی یا فلاں امام کی کتاب سے نماز کا فرض ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ قرآن وحدیث سے دلیل دی جائے گی۔

البتہ وہ مسائل جو قرآن کریم یا حدیث پاک یا اجماع امت سے اجتہاد و استنباط کر کے نکالے گئے ہوں ان میں تقلید کی جائے گی۔

سوال: تقلید کے ثبوت میں کچھ دلیل پیش کریں؟

جواب سورہ فاتحہ میں بندوں کو اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۱) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان کیا۔

فائدہ: اس آیت سے انعام یافتہ لوگوں کی مطلقاً تقلید سمجھ میں آتی ہے۔

(۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو ۔ (پ ۵ ع ۶ / سورۃ النساء ۵۹)

فائدہ: اس آیت میں اللہ و رسول کے ساتھ اولوالامر کے حکم ماننے کی جو تعلیم دی گئی ہے اس سے فقہا اور مسائل کا استنباط کرنے والے علما مراد ہیں یا وہ حاکم وقت مراد ہیں جو فقیہ و مجتہد بھی ہوں ایسے حاکم کا حکم ماننا لازم و ضروری ہے کیونکہ وہ کسی غیر شرعی امر کا حکم نہ دے گا اور اگر وہ اپنے اجتہاد میں غلطی بھی کرے تو مسلمان گناہ گار نہ ہوں گے کیونکہ اس کی اجتہادی غلطی بھی معاف ہے ورنہ جو صرف حاکم وقت ہو فقیہ و مجتہد نہ ہو وہ اس آیت کے حکم کے تحت داخل نہیں۔

(۳) فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پ ۱۷ ع ۱ / الانبیاء ۷)

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

فائدہ: اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ اہل علم سے معلوم کرے تو اسی طرح وہ مسائل جن کو نکالنے یا معلوم کرنے کی جو صلاحیت و لیاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایسے مسائل امام مجتہد سے معلوم کریں گے۔

(۴) یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۔ (پ ۱۵ ع ۸ / بنی اسرائیل ۷۱)

جس دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

یعنی آدمی دنیا میں جس کی اتباع کرتا تھا اور جس کی دعوت پر دنیا میں چلتا تھا اسی کے ساتھ قیامت کے دن اس کو بلایا جائے گا۔

فائدہ: اس آیت میں امام سے مراد لوگوں کے مذہبی پیشوا ہیں اور قیامت

کے دن ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔

(۵) لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔ (پ ۳ ع ۸ / سورۃ البقرہ ۲۸۶)

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ طاقت سے زیادہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا تو جو آدمی اجتہاد کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کو تقلید نہ کرانا اور اس کو زبردستی مجتہد بنانا اس حکم کے خلاف ہے جیسے کسی فقیر پر زکوٰۃ کا حکم نافذ کرنا عقل اور شریعت کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے ایک جماعت کو علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور واپس آکر لوگوں کو علم دین سکھائیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۶) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ۔ (پارہ ۱۱ ع ۴ / سورۃ التوبہ ۱۲۳)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو فقیہ و مجتہد بننا ضروری نہیں بلکہ کچھ لوگ تو فقیہ و مجتہد بنیں اور دوسرے لوگ ان سے دین کے مسائل سیکھیں یعنی وہ دوسروں کی تقلید کریں۔

فائدہ: مذکورہ آیتیں تقلید کے جائز و مستحسن ہونے پر دلالت کر رہی ہیں۔

صحابہ کو تقلید شخصی کی ضرورت نہ تھی

سوال: کیا صحابہ کرام بھی تقلید کیا کرتے تھے؟

جواب: صحابہ کرام مسلمانوں کے ہادی وامام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے یہ سب ہدایت یافتہ تھے اور چونکہ ان کے درمیان مذہبی فرقے، دینی جھگڑے، شرعی اختلاف، فتنہ وفساد نہ تھے اس لیے ان حضرات کو کسی شخصی تقلید کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

اس کے باوجود شریعت کے مسائل واحکام، قرآن پاک کی تفسیر اور قرآن پاک کی تلاوت میں کچھ خاص صحابہ کی پیروی کی جاتی جیسے حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔ مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف یہ روایتیں کافی ہیں۔

قرآن کی تعلیم میں کچھ خاص صحابہ کی پیروی ہوتی

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۳۷، **كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ**، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۰۶۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۷، **كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ**، حدیث نمبر ۳۸۰۸۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چار آدمیوں سے قرآن کریم پڑھنا سیکھو

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود (۲) حضرت سالم (۳) حضرت معاذ بن جبل (۴) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مسائل میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی پیروی ہوتی ہے

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۹۷، **كِتَابُ الْفَرَائِضِ، بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ**، حدیث نمبر ۶۷۳۶۔

حضرت ہُزَیل بن شُرَحْبِیل فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کے حصے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: بیٹی کے لیے نصف ہے اور بہن کے لیے نصف ہے تم لوگ ایسا کرو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے بھی دریافت کرو مجھے امید ہے کہ وہ میری بات کی تائید کریں گے۔

چنانچہ ہم لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس مسئلہ کو پوچھا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کی بات بھی انہیں بتادی انہوں نے فرمایا: اگر میں جان بوجھ کر ایسا ہی بتاؤں تو میں بھٹک گیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہا اس لیے میں تمہیں وہی فیصلہ بتاؤں گا جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''بیٹی کے لیے نصف ہے اور پوتی کا چھٹا حصہ، یوں پورے دو تہائی ہو گئے اور جو باقی بچا وہ بہن کا ہے''۔

جب ہم لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں یہ مسئلہ بتایا جو حضرت عبداللہ بن مسعود نے بتایا تھا تو انہوں نے کہا۔

لَا تَسْأَلُوْنِیْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ ۔

جب تک تمہارے درمیان ایسے صاحبِ علم موجود ہیں مجھ سے کچھ پوچھا نہ کرو یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں مجھ سے شرعی مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

قرآن کی تفسیر میں ابن عباس کی پیروی ہوتی ہے

(۳) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۴۳، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ بَابُ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۷۰۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اکثر اپنے نزدیک بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا کرتے اور اس بات کو کچھ لوگ پسند نہیں کرتے تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کہا آپ اس نوجوان کو ہمارے برابر کیوں بٹھاتے ہیں، ہمارے لڑکے بھی تو ابن عباس جیسے ہیں پھر خاص کر آپ انہیں کو اپنے قریب کیوں بٹھاتے ہیں؟

حضرت عمر نے فرمایا: چونکہ یہ اُن حضرات کی صف میں شامل ہیں جنہیں آپ اہل علم شمار کرتے ہیں اس لیے میں ان کو اپنے قریب رکھتا ہوں۔

ایک دن حضرت عمر نے ان نوجوانوں کے ساتھ مجھے بھی بلایا میں تو یہی سمجھ سکا کہ آج مجھے اس لیے بلایا گیا کہ وہ سب میرے علم کا جلوہ دیکھیں۔

حضرت عمر نے ہم سے فرمایا: آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ (پ۳۰ع۳۵، سورۃ النصر)

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

ان میں سے بعض نے کہا کہ اس سورت میں ہم لوگوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں ایسی صورت میں

ہمیں فتح حاصل ہوگی اور ہماری مدد کی جائے گی۔

کچھ لوگوں نے کہا: اس کے متعلق ہمیں کچھ معلوم نہیں اور بعض حضرات ایسے بھی تھے جنھوں نے اس سورہ کے متعلق کچھ کہا ہی نہیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم بھی اس سورہ کے متعلق ایسا ہی کہتے ہو جیسا کہ ان لوگوں نے کہا ہے؟

میں نے کہا: نہیں، حضرت عمر نے فرمایا: اے ابن عباس! تم کیا کہتے ہو؟

قُلْتُ: هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ لَهٗ

میں نے عرض کیا: اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے آخری وقت سے آگاہ فرمایا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ جب اللہ کی مدد آئی اور فتح۔

یعنی فتح مکہ تو یہی فتح آپ کے وصال کی علامت ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ (پ۳۰، سورۃ النصر)

تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

فَقَالَ عُمَرُ: مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس آیت کا جو مطلب میں جانتا ہوں تم بھی وہی جانتے ہو اور جو کچھ تم نے بتایا میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا۔

مجتہد اور مقلد میں بڑا فرق ہے

سوال: مجتہد اور غیر مجتہد میں فرق کیا ہے؟ اور تقلید کرنا کس پر واجب ہے اور کس پر واجب نہیں؟

جواب: مجتہد وہ ہے جس میں اس قدر علمی صلاحیت اور لیاقت ہو کہ وہ قرآن پاک کی آیتوں کے رموز و اشارات کو بخوبی سمجھ سکے، کلام کے مقصد کو پہچان سکے، اس سے شرعی مسائل نکال سکے، قرآن پاک کی کون سی آیت ناسخ ہے اور کون سی آیت منسوخ ہے اس کو بخوبی جانتا ہو، شرعی احکام کی جتنی آیتیں اور حدیثیں ہیں وہ ان پر گہری نظر رکھتا ہو، علم صرف، علم نحو، علم کلام، علم بلاغت، اسماء رجال، لغات وغیرہ میں پوری مہارت رکھتا ہو، ساتھ ہی وہ ذہین وفطین ہو اور کسی بھی معاملہ کو اچھی طرح سمجھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو تو ایسا شخص مجتہد ہے اس کو کسی کی تقلید کرنا منع ہے اور جو اس کے برخلاف ہو یعنی ان صفتوں کا حامل نہ ہو وہ غیر مجتہد ہے اور اس پر کسی مجتہد کی تقلید ضروری ہے۔

سوال: مقلد کسے کہتے ہیں؟ اور مسلک کل کتنے ہیں؟

جواب: چاروں ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ۸۰ ہجری تا ۱۵۰ ہجری مطابق ۶۹۹ عیسوی تا ۷۶۷ عیسوی۔ حضرت امام مالک ۹۳ ہجری تا ۱۷۹ ہجری مطابق ۷۱۱ عیسوی تا ۷۹۵ عیسوی۔ حضرت امام شافعی ۱۵۰ ہجری تا ۲۰۴ ہجری مطابق ۷۶۷ عیسوی تا ۸۲۰ عیسوی۔ حضرت امام احمد بن حنبل ۱۶۴ ہجری تا ۲۴۱ ہجری مطابق ۷۸۰ عیسوی تا ۸۵۵ عیسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنے والے کو مقلد کہتے ہیں اور مسلک کل چار ہیں۔

(۱) حنفی (۲) شافعی (۳) مالکی (۴) حنبلی

تقلید شخصی کے دلائل

سوال: تقلید شخصی یعنی چاروں ائمہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنے کے ثبوت میں مزید کچھ دلیل پیش کر سکتے ہیں؟

جواب: (۱) يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ (پ ۱۵ ع ۸ / بنی اسرائیل ۱۷)

جس دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

یعنی آدمی دنیا میں جس کی اتباع کرتا تھا اور جس کی دعوت پر دنیا میں چلتا تھا اسی کے ساتھ قیامت کے دن اس کو بلایا جائے گا۔

(۲) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱۶، كِتَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۵۹۔

حضرت جُبَیر بن مطعم اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی مسئلہ کو لے کر ایک خاتون حاضر ہوئیں۔

حضور نے فرمایا: تم پھر کسی دن آنا، اس نے عرض کیا: میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو میں کیا کروں گی؟ اس کی مراد حضور کی وصال اقدس سے تھی۔

قَالَ: إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔

حضور نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو جانا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی تقلید شخصی کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

(۳) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۹۱، كِتَابُ الْأَنْبِيَاءِ، بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، بنی اسرائیل کے متعلق جو ذکر ہوا، حدیث نمبر ۳۴۵۵۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے بنی اسرئیل کے انبیا لوگوں پر حکمراں ہوتے تھے جب ایک نبی کا وصال ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا تھا۔

لیکن یاد رکھو لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہے۔

ہاں عنقریب خلفا ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا: آپ ہمیں ان خلفا کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے ہر ایک سے بیعت کرتے رہنا اور اُن کی اطاعت و فرماں برداری کا حق ادا کرتے رہنا پس اللہ تعالیٰ جو انہیں حکمراں بنائے گا وہی ان لوگوں سے حقوق کے بارے میں باز پُرس فرمائے گا۔

(۴) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۶۵۹، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَاُولِی الْاَمْرِ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، حدیث نمبر ۴۵۸۴۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سریہ کا امیر بنا کر روانہ کیا تو اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اِس کا انجام سب سے اچھا۔ (پارہ ۵/ع ۶/النساء ۵۹)

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے بھی تقلید شخصی کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

تقلید شخصی ضرورت کے تحت واجب ہوئی

سوال: تقلید شخصی کی ضرورت کیوں پیش آئی اور تقلید شخصی واجب کیسے ہوئی؟

جواب: صحابہ و تابعی کے بعد جب مسلمانوں میں اختلاف ہوا، مختلف فرقے بننے لگے، لوگ جھوٹی حدیثیں گڑھ کر اپنی طبیعت کے مطابق مسائل نکالنے لگے اور مذہبی احکام میں خلط ملط ہونے لگا تو علمائے امت کے مخصوص افراد نے قرآن و حدیث سے مسائل نکالے اور مسلمان عوام و خواص سب اس بات پر متفق ہوئے کہ اب تقلید ائمہ ضروری ہے۔

پھر ان چاروں ائمہ کے علم و عمل، خداداد صلاحیت، قرآن و حدیث پہ ان کی گہری نظر، اجتہادی قوت اور ان کی خدمات جلیلہ کو نادر و نایاب پاکر ان میں سے کسی ایک امام کی تقلید کو لازم سمجھ لیا اور اسی پر سب کا اجماع و اتفاق ہو گیا تاکہ آئندہ کوئی بنام مجتہد کسی طرح کا فتنہ مسلمانوں میں پیدا نہ کر سکے۔

بارہ صدی قبل سے عالم اسلام کے نوے فیصد سے زائد مسلمان ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کے مقلد ضرور ہیں اور بنام مسلک صرف یہی چار مسلک حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی جانے جاتے ہیں اس کی مخالفت کرنا راہ حق سے بھٹکنا اور گمراہ ہونا ہے جیسا کہ قرآن پاک سے اشارہ ملتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (پارہ ۵/سورہ النساء ۱۱۵)

قیاس واجتہاد کرنے کا بیان

قیاس واجتہاد احادیث کی روشنی میں

سوال: قیاس واجتہاد کا معنی کیا ہے؟ اور قیاس واجتہاد کا مقام کیا ہے؟

جواب: قیاس کا معنی لغت میں اندازہ کرنے کے ہیں چنانچہ عرب میں کہا جاتا ہے فِي النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، نعل کا نعل کے ساتھ اندازہ کرو۔

اصطلاحِ شریعت میں فرع کو اصل کے ساتھ حکم اور علت میں برابر کردینے کو قیاس کہا جاتا ہے۔

شریعت کے چاروں دلائل علی الترتیب کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماعِ امت، اور قیاسِ مجتہد ہیں اجتہاد و قیاس کی حیثیت اگر چہ پورے طور پر اصل کی نہیں لیکن اس کا فرعی ہونا مسلم ہے اس لیے کہ قیاس واجتہاد کا بنیادی ماخذ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں۔

سوال: کسی مسئلہ میں قیاس واجتہاد کب نہیں ہوتا؟

جواب: جب کسی مسئلہ میں قرآن کریم یا سنت ثابتہ نے قطعی اور دوٹوک فیصلہ صادر فرمادیا تو پھر کسی کے لیے اجتہاد اور قیاس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سوال: قیاس واجتہاد کی ضرورت کب پیش آتی ہے؟

جواب: اجتہاد وقیاس کی ضروت وہاں پیش آتی ہے جہاں قرآن وسنت میں صریح، واضح اور قطعی حکم کسی مسئلہ میں نہ ملے اور اس مسئلہ میں اجماع امت بھی نہ ہوتو ایسی صورت میں اجتہاد وقیاس کا حُجتِ شرعیہ ہونا صحابہ کے دور سے مسلم ہے

فائدہ: قیاس واجتہاد کرنا قرآن وحدیث کی کی تعلیم کے مطابق ہے وضاحت کے لیے بخاری شریف کی یہ روایتیں ملاحظہ ہوں۔

قیاس واجتہاد کرنے کا حکم حدیث کے مطابق ہے

(۱) بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۱۹، كِتَابُ الْمُسَاقَاتِ، بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الْأَنْهَارِ، جانوروں اور انسانوں کا نہر سے پانی پینے کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۷۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑا رکھنا کسی کے لیے ثواب، کسی کے لیے حفاظت اور کسی کے لیے گناہ کا باعث ہے۔

ثواب تو اس کے لیے ہے جس نے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے یا کارِ ثواب کے لیے گھوڑا رکھا اور اس کی رسی چراگاہ یا کسی باغ میں دراز کیا جس قدر وہ باغ یا چَراگاہ میں چَرے گا اسی قدر اس کو ثواب ملے گا، اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک بلندی یا دو بلندی تک دوڑے تو اُس کے ہر قدم اور بُعد پر ثواب ملے گا اگر وہ نہر کے قریب سے گذرے اور بے ارادہ پانی پی لے تو اس کے پانی پینے کا بھی ثواب ملے گا ان سب باتوں کے سبب گھوڑا رکھنا باعثِ ثواب ہے۔

اگر کوئی آدمی جو مالداری اور سوال سے بچنے کے لیے اپنے یہاں گھوڑا باندھے اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس پر جو حقوق مقرر کیے ہیں انہیں نہ بھولے تو یہ گھوڑا اس کے لیے بچاؤ کا سبب ہے۔

اور جو آدمی فخر وغرور کی وجہ سے یا مسلمانوں کی عداوت کی وجہ سے اپنے پاس گھوڑا رکھے تو اس کے لیے گھوڑا رکھنا گناہ کا سبب ہے۔

وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گدھوں کے رکھنے اور نہ رکھنے کے متعلق

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

مَا اُنْزِلَ فِیْهَا شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةِ الْجَامِعَةِ الْفَاذَّةِ۔

اس کے متعلق کوئی (خاص) آیت مجھ پر نازل نہیں ہوئی ہے البتہ یہ جامع اور بے مثل آیت اس کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (پ ۳۰ ع ۲۴ سورۃ العدیٰت ۷/۸)

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا جس مسئلہ کا حکم قران پاک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں صراحۃً موجود نہ ہو اس کا حکم کسی دوسری آیت یا کسی دوسری حدیث پر قیاس کرکے نکالا جا سکتا ہے۔

اجتہادی غلطی پر بھی ثواب ہے

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۲، کِتَابُ الْاِعْتِصَام، بَابُ اَجْرِ الْحَاکِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَأَ، حاکم کو اجتہاد کرنے پر ثواب ملنے کا بیان چاہے اجتہاد صحیح ہو یا غلط ہو، حدیث ۷۳۵۲۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب حاکم کوئی فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اس کے لیے دو اجر ہے۔

وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔

اور جب فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے پھر اس سے اجتہاد کرنے میں خطا ہو تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

فائدہ: غلطی وخطا پر اجر ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قیاس واجتہاد کرنے والے نے حق معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے اسے ایک اجر دیا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی قیاس واجتہاد کا ثبوت ملتا ہے۔

ذاکر اور غیر ذاکر کی مثال

(۳) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۴۸، کِتَابُ الدَّعْوَاتِ، بَابُ فَضْلِ ذِکْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۰۷۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ہے ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

فائدہ: ذاکر اور غیر ذاکر میں جو فرق ہے اس کو اس حدیث میں زندہ اور مردہ سے تشبیہ دے کر سمجھایا گیا ہے قیاس واجتہاد میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اصطلاحِ شریعت میں فرع کو اصل کے ساتھ حکم اور علت میں برابر کر دینے کو قیاس کہا جاتا ہے اس لیے اس حدیث سے بھی قیاس واجتہاد کرنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

قیاس واجتہاد کی ایک اور روایت

(۴) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۹۹، کِتَابُ الطَّلَاق، بَابٌ اِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ، حدیث نمبر ۵۳۰۵۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ اَسْوَدُ. فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے گھر ایک کالے رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے حضور نے فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟

قَالَ: نَعَمْ قَالَ: مَا اَلْوَانُهَا قَالَ: حُمْرٌ قَالَ: هَلْ فِیْهَا مِنْهَا اَوْرَقَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَاَنّٰی ذٰلِكَ. قَالَ: لَعَلَّ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ: فَلَعَلَّ اِبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهٗ۔

اس نے جواب دیا: ہاں: حضور نے فرمایا: ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے کہا: سرخ رنگ کے ہیں، آپ نے فرمایا: کیا ان اونٹوں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ بھی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں: حضور نے فرمایا: یہ خاکی رنگ کا اونٹ کیسے ہوگیا؟ اس نے کہا: شاید اس مادہ کی کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو۔

حضور نے فرمایا: اسی طرح تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

یعنی محض رنگ کی وجہ سے اپنی بیوی پر کسی طرح کی بدگمانی نہ کرو۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کی رنگت کو اونٹ کی رنگت پر قیاس کر کے صحابی کی غلط فہمی کو دور کر دیا اور وہ صحابی اپنی بیوی پر ایک غلط الزام اور بہتان لگانے سے بچ گئے۔

اچھے اور برے دوست کا فرق بطور قیاس سمجھایا

(۵) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۳۰، کتابُ الذَّبَائحِ والصَّیْدِ، بابُ الْمِسْكِ، مُشک کا بیان، حدیث نمبر ۵۵۳۴۔ بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۸۲، کتابُ الْبُیُوْعِ، بَابُ الْعَطَّارِ بیچنے والوں کا بیان، حدیث نمبر ۲۱۰۱۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ جَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِیْرِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے دوست اور برے دوست کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک مشک والا اور دوسرا بھٹی والا۔

فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً۔

مشک والا یا تو تم کو مُشک تحفہ میں دے گا یا تم اس سے کچھ مشک خریدو گے یا تم اس سے کچھ اچھی خوشبو پالو گے۔

وَنَافِخُ الْكِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً

اور وہ دوسرا بھٹی والا: وہ تمہارے کپڑے جلادے گا یا تم اس سے بدبو پاؤ گے

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اچھے دوست کی پہچان کو عطر بیچنے والے اور آگ کی بھٹی جلانے والے پر قیاس کر کے سمجھایا ہے اور برے دوستوں سے بچنے اور اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے اور آپ کا یہ حکم کرنا بھی صراحۃً نہیں ہے بلکہ اسی قیاس کی بنیاد پر سمجھا جارہا ہے۔

حج بدل کی روایت سے قیاس کا ثبوت

(۶) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۲۴۹/۲۵۰، کِتَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ، بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ، میت کی طرف سے حج کرنے اور مَنت پوری کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۸۵۲۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ قبیلہ جُہَیْنَہ کی ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: میری ماں نے حج کرنے کی مَنَّت مانی تھیں وہ حج نہ کر سکیں یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟

قَالَ: حُجِّي عَنْهَا اَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُن کی طرف سے حج کرو یہ بتاؤ اگر تمہاری والدہ صاحبہ پر کوئی قرض باقی ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں؟

اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے

فائدہ: اس حدیث میں علت جامعہ کی بنیاد پر اجتہاد کا واضح اشارہ موجود ہے

اَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

تم یہ بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں پر قرض باقی ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں اللہ کا

حق ادا کرو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج بدل کرنے کے لیے قرض کو بطور نظیر ذکر فرمایا کہ جو کام اپنے ذمہ آئے اس کو پورا کرنا ضروری ہے جیسے لوگوں کا قرض، تو اللہ تعالیٰ کا جو قرض بندوں پر ہے اس کو ادا کرنا اور بھی زیادہ اہم ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرحومین کی طرف سے حج کر کے ان کو حج کا ثواب پہنچایا جا سکتا ہے اور اسی کو حج بدل کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے قیاس کیا ہے

(۷) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۳، کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ الْاَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ، اُن احکام کا بیان جو دلائل سے پہچانے جائیں۔ حدیث نمبر۔

سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ: لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ وَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاؤں گا اور نہ میں اس کو حرام قرار دوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ استدلال کیا کہ اُس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کھایا لیکن چونکہ آپ کے دسترخوان پہ کھایا گیا تو صحابی رسول نے یہ قیاس کیا کہ اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ نے قیاس کیا ہے

(۸) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۰۶، کِتَابُ النَّفَقَاتِ، بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَالْعِيَالِ، اہل وعیال پر خرچ کرنے کے وجوب کا بیان، حدیث نمبر ۵۳۵۵۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَاتَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کو محتاج نہ بنادے اور اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اس پر خرچ کرو جو تمہارے اہل وعیال ہیں۔

تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ : اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِيْ وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ:

ورنہ بیوی کہے گی: یاتو مجھے تم کھانا دو یا تو مجھے طلاق دے دو، اور غلام کہے گا:

اَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ : اَطْعِمْنِيْ اِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ

مجھے کھانا کھلاؤ پھر اپنی خدمت میں لگاؤ، اور بیٹا کہے گا: مجھے کھانا کھلاؤ کس کے حوالے مجھے چھوڑتے ہو؟

قَالُوْا : يَااَبَاهُرَيْرَةَ ! سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ! کیا یہ سب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں: **یہ ابو ہریرہ کی اپنی سمجھ سے ہے۔**

فائدہ: اس حدیث میں ''تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِيْ'' سے اخیر تک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا قول ہے جو انہوں نے حدیث کے آخری جملہ ''وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ یعنی پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہارے عیال میں ہے'' سے قیاس کیا ہے یعنی اگر اپنے اہل وعیال کو کھانا خرچہ نہیں دو گے تو بیوی ایسا کہے گی، غلام ایسا کہے گا اور تمہارے بیٹے ایسا کہیں گے۔

قاضی وقت نے قیاس کیا ہے

(۹) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۰۶، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابٌ فِيْ كَمْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ، قرآن کتنے دن میں ختم کرے اس کا بیان، حدیث نمبر ۵۰۵۱۔

حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ لِيْ اِبْنُ شُبْرُمَةَ : نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ اَجِدْ سُوْرَةً اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ آيَاتٍ۔

مجھ سے (کوفہ کے قاضی) حضرت شُبْرُمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: میں نے غور کیا کہ (نماز میں) آدمی کو کم سے کم کتنا قرآن پڑھنا کافی ہوتا ہے تو میں نے قرآن پاک میں تین آیتوں سے کم کا کوئی سورہ نہیں پایا۔

فَقُلْتُ : لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقْرَاَ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ ۔

تو میں نے اس سے یہ سمجھا کہ کسی آدمی کو (ہر رکعت میں) تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

فائدہ: اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے سورہ کوثر جو تین آیتوں پر مشتمل ہے اس پر قیاس کر کے نماز میں کم سے کم تین آیت کا پڑھنا ضروری سمجھا جو درست بھی ہے۔

حضرت امام بخاری نے قیاس کیا ہے

(۱۰) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۷، اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ، نماز میں قصر کرنے کا بیان، بَابٌ فِيْ كَمْ يُقْصَرُ الصَّلٰوةُ، کتنے سفر کی مدت میں نماز میں قصر کیا جائے گا اس کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۸۷۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلٰثًا اِلَّا مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے۔

فائدہ: حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کے لیے باب متعین کیا ہے **نماز قصر کا بیان** اور اس کے لیے جو حدیث پیش کیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کو محرم کے بغیر تین دن کا سفر نا جائز نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا نمازِ قصر سے کیا تعلق ہے؟

تعلق ضرور ہے لیکن بطور قیاس، وہ اس طرح کہ سفر کی حالت میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے لیکن سفرِ شرعی کی مقدار کیا ہے؟ وہ معلوم نہیں۔

حضرت امام بخاری نے اس حدیث سے **سفرِ شرعی کا مقدار بطور قیاس ثابت** کیا ہے وہ اس طرح کہ عورت کو محرم کے بغیر تین دن کے سفر سے روکا گیا ہے گویا سفرِ شرعی کی مقدار تین دن ہے تو اب اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر کوئی آدمی تین دن کی مسافت کو طے کرے گا تو وہ مسافر ہوگا اور اس پر نماز کو قصر کرنے کا حکم ثابت ہوگا۔

فائدہ: حضرت امام بخاری نے قیاس و اجتہاد کر کے بخاری شریف میں جو شرعی مسائل بیان کیے ہیں اس کی تعداد کثیر ہیں جو اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

بدعت کا بیان

بدعت حسنہ کی روایت

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ہونے والا ہر نیا کام بدعتِ ضلالہ ہے جس کا بدلہ جہنم بتایا گیا ہے؟

جواب: بدعتِ ضلالہ وہ ہے جو قرآن وسنت، اجماعِ امت کے خلاف ہو یا قرآن وحدیث سے متصادم ہو یا جو ثابت شدہ سنتوں کا رد کرے اس کے برخلاف جو ہوگا وہ بدعت حسنہ ہوگا اور مندرجہ ذیل روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۹، كِتَابُ الصِّيَامِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، رمضان کی راتوں میں قیام کرنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۱۰۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری نے ان سے یہ بیان کیا: وہ کہتے ہیں:

خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ۔

میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کہیں ایک آدمی کے ساتھ کچھ لوگ مل کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

فَقَالَ عُمَرُ: اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ: فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔

حضرت عمر نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے اگر میں ان سب لوگوں کو ایک قاری پر جمع کردوں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا پھر آپ نے اس کام کا ارادہ کرلیا اور اُن سب کو انہوں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتدا پر جمع کردیا۔

ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ

پھر میں دوسری رات بھی ان کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ وہ سب لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔

قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کو دیکھ کر بولے: **یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔**

وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهُ۔

اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں (نماز کے لیے) کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ رات کے ابتدائی حصہ میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

فائدہ: اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ فرمایا: '' نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ '' **یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔**

اس سے بدعت کی جو اچھی قسم معلوم ہوئی علما اسی کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔

اس لیے ہر نئے کام کو بدعت ضلالہ نہیں کہیں گے بلکہ وہ اچھا کام جو قرآن و سنت اور اجماعِ امت کے خلاف نہ ہو یا وہ قرآن و حدیث سے متصادم نہ ہو یا وہ ثابت شدہ سنتوں کا رد نہ کرتا ہو وہ بدعت حسنہ میں شمار ہوگا۔

مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی چند ایسی روایتیں ملاحظہ ہوں جن میں نئے کام ہونے کا ثبوت تو ہے لیکن انہیں بدعتِ ضلالہ نہیں کہا جا سکتا۔

شرابیوں کے لیے سزا کی حد متعین نہ تھی

(۱) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰۲، كِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۷۷۷۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: اِضْرِبُوْهُ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیئے ہوئے تھا حضور نے فرمایا اس کو مارو، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ لوگوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے مارا اور کچھ لوگوں نے اپنی چپل سے اور کچھ لوگوں نے اپنے کپڑے سے مارا۔

(۲) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰۲، كِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۷۷۸۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ فَيَمُوْتُ فَأَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهُ۔

میں کسی پر حد قائم کرتا اور وہ مرجاتا تو اس سے میرے دل میں کوئی خدشہ نہ ہوتا سوائے شرابی کے کہ اگر شرابی مرجاتا تو میں اس کی دیت دیتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرابی کے لیے حد کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں فرمائی۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب پینے والوں کی سزا میں کوئی خاص حد مقرر نہیں فرمایا۔

شرابیوں کے لیے سزا کی حد متعین کردی گئی

(۳) بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۰۰۲، کِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ، کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۷۷۹

عَنِ السَّائِبِ ابْنِ یَزِیْدَ قَالَ: کُنَّا نُؤْتٰی بِالشَّارِبِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ اِلَیْہِ بِاَیْدِیْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِیَتِنَا۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے شروع میں ہم شرابی کو لاتے تو اسے اپنے ہاتھوں، چپلوں اور چادروں سے مارتے تھے۔

حَتّٰی کَانَ آخِرَ اِمْرَۃِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِیْنَ حَتّٰی اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِیْنَ۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر دور میں شرابیوں کو چالیس کوڑے مارا، اس کے باوجود جب لوگوں نے سرکشی کی اور شراب پینا جاری رکھا تو آپ نے اسی کوڑے مارا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عہد فاروقی کے اخیر دور میں شرابیوں کی سزا چالیس کوڑے پھر چالیس کے بجائے اسی کوڑے کر دیا گیا اور ایک عمومی سزا کو ایک مقدار کے ساتھ خاص کر دیا گیا اب اس کو بدعتِ ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا

فائدہ: کچھ مخصوص گناہ پر شریعت کی جانب سے مقرر کیے ہوئے سزا کو حد کہتے ہیں، حد کا مقصد لوگوں کو گناہ کرنے سے روکنا ہے چنانچہ قرآن نے فرمایا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ

اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اُن کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا۔

دعا کے کلمات

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۹، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ مَا یَقُوْلُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَہٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ، امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھا کر کیا کہے، حدیث نمبر ۷۹۵۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قَالَ: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ فرماتے

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے وقت اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہا کرتے تھے۔

(۵) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۹، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ فَضْلِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، کہنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۷۹۶۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ فَاِنَّہٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہو جس کا کہنا فرشتوں کے قول کے موافق ہوگا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

فائدہ: دونوں حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے جواب میں اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور آپ نے صحابہ کو یہی کہنے کا حکم بھی فرمایا ہے۔

صحابی نے دعا کے کلمات میں اضافہ کیا

(۶) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۰۹، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ فَضْلِ، اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، کہنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۷۹۹۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ قَالَ: کُنَّا یَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَجُلٌ وَّرَآئَهٗ۔

حضرت رِفاعہ بن رافع زُرَقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب حضور نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپ نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا ایک صحابی نے اس کے جواب میں یوں کہا۔

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ ۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟ قَالَ: اَنَا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ اس شخص نے کہا: میں نے یہ کلمات کہے ہیں۔

قَالَ: رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ

حضور نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو جلدی کرتے دیکھا کہ ان میں سے کون اس کو پہلے لکھتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابی نے لفظ اَللّٰھُمَّ نہیں کہا اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے بعد حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ کا اضافہ فرمادیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کمی اور زیادتی کو پسند بھی فرمایا۔

تو معلوم ہوا کہ ہر کمی اور زیادتی کو بدعتِ ضلالہ نہیں کہہ سکتے ہیں اور جس طرح درود شریف، دعا، تسبیح وغیرہ میں الفاظ کی کمی زیادتی کو بدعتِ ضلالہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ہیں اسی طرح ہر جائز و مستحب کام کو بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا غلط ہے

جمعہ کی اذان میں اضافہ کیا گیا

(۷) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۲۴، کِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ الْاَذَانِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، جمعہ کے دن اذان دینے کا بیان، حدیث نمبر ۹۱۲۔

عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيْدٍ قَالَ: كَانَ النِّدَآءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔

حضرت سائب بن یزید روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد مبارک میں جمعہ کے دن پہلی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے

فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ ۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو آپ نے زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرمادیا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عہدِ رسالت، عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے برخلاف حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جمعہ کی نماز میں تیسری اذان کا اضافہ فرمادیا ہے جو اب تک جاری ہے اب اس اضافہ کو بدعتِ ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا۔

فائدہ: زوراء مدینہ منورہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں اضافہ ہوا

(۸) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۶۳، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ بُنْیَانِ الْمَسْجِدِ، مسجد بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۶۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمَسْجِدَ کَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَبْنِیًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُہُ الْجَرِیْدُ وَعُمُدُہٗ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ یَزِدْ فِیْہِ اَبُوْبَکْرٍ شَیْئًا وَزَادَ فِیْہِ عُمَرُ وَبَنَاہُ عَلٰی بُنْیَانِہٖ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِیْدِ وَاَعَادَ عُمُدَہٗ خَشَبًا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسجدِ نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اُس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہیں فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر اس طرح کی کہ دیواریں کچی اینٹوں کی بنائی گئیں چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گئیں اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے یعنی یہ تعمیر بھی عہدِ رسالت کی تعمیر جیسی تھی۔

ثُمَّ غَیَّرَہٗ عُثْمَانُ فَزَادَ فِیْہِ زِیَادَۃً کَثِیْرَۃً وَ بَنٰی جِدَارَہٗ بِالْحِجَارَۃِ الْمَنْقُوْشَۃِ وَالْقَصَّۃِ وَجَعَلَ عُمُدَہٗ مِنْ حِجَارَۃٍ مَنْقُوْشَۃٍ وَسَقَفَہٗ بِالسَّاجِ

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر میں کافی تبدیلیاں کیں، دیواریں نقش کی ہوئی پتھروں سے بنائی گئیں، اُس کے ستون نقش کیے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے اور اس کی چھت ساکھو کی لکڑی سے تعمیر کی گئی۔

فائدہ: عہدِ رسالت، عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی کے برخلاف عہدِ عثمانی میں مسجد نبوی شریف میں جو تبدیلی ہوئی اس کو بدعت ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا۔

بدعت حسنہ کی مزید وضاحت

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ (پ ۲ ع ۱۰/سورۃ البقرہ ۲۱۵)

اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ (پارہ ۲ ع ۳/سورۃ البقرہ ۱۵۸)

اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے

مسلم شریف جلد اول، صفحہ ۳۲۷، کِتَابُ الزَّکٰوۃِ، بَابُ الْحَثِّ عَلَی الصَّدَقَۃِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اسلام میں میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اُس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اُن سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اُس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو گناہ ہوگا۔

فائدہ: مذکورہ حدیث کے تحت جب کسی اچھے کام کا ایجاد کرنا باعثِ ثواب ہے تو یقیناً وہ بدعتِ ضلالہ نہ ہوگا اور نیا طریقہ تو وہی ہوگا جس کا پہلے سے وجود نہ ہو لہٰذا ہر جائز مستحب کام کو شرک و بدعت، ناجائز و مکروہ کہنا غلط ہے، جہالت و نادانی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں مسلمان اچھی چیزیں ایجاد کر کے قیامت تک ثواب پاتے رہیں گے۔

البتہ اگر کوئی برا طریقہ ایجاد کرے جو شریعت وسنت کے متصادم ہو یا شریعت کے خلاف ہو تو وہ یقیناً بدعت ضلالہ ہے اس کا ایجاد کرنے والا گناہ گار ہے اور جتنا گناہ عمل کرنے والے پر ہے اسی کے برابر گناہ اس کے ایجاد کرنے والے پر ہے جیسا کہ حدیث کے آخیر حصہ میں بتایا گیا ہے۔

بدعت حسنہ کے وجود کا فیصلہ خود کریں

مذکورہ دلائل وگفتگو کے بعد بھی اگر بدعت حسنہ کا انکار ہے، تو قرآن پاک، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام، منطق، فلسفہ، اور دوسری مذہبی کتابوں کی اشاعت وفروخت، نصاب وکلاس بنا کر حافظ، مولوی، عالم، فاضل اور مفتی کا کورس پڑھانا، رسید چھپوانا، سفیر بھیج کر شہر شہر، قریہ قریہ، چندہ کرانا، زکوٰۃ کی رقم مدرسوں میں لگانا، مسجد کی زیب وزینت، لاؤڈ اسپیکر، مدارس کا قیام، ماہ شوال میں داخلہ کا اہتمام، بچوں کے قیام وطعام کا اہتمام، باتنخواہ مسجد کے امام، اسکولوں کا قیام، شادی بیاہ کا موجودہ اہتمام، تعلیم قرآن وحدیث پر اجرت، باسند اساتذہ ومدرسین کی تقرری، ٹی وی پر اشاعت دین، مدرسوں میں سالانہ، پچاس سالہ اور صدسالہ اجلاس وسیمینار، بنام تبلیغ تین دن، سات دن اور چالیس دن کا سفر، آدمی کے بدن کا خون اور کڈنی کا ٹرانسفر وغیرہ۔

اس طرح کے سینکڑوں کام جو مسلمانوں نے کیا ہے اور کرتے ہیں کیا ان سب کا دین ومذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ یہ سب بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتے ہیں یا بدعت حسنہ کے دائرے میں؟

ارباب فکر ونظر اس کا بخوبی فیصلہ کرسکتے ہیں اور ان کے فیصلے کی بنیاد پر دوسری چیزوں کا فیصلہ خود بخود ہوجائے گا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (پ ۱۸ ع ۱۲/ النور ۴۴)

بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو۔

وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

دور حاضر میں اختلاف کا سبب

کچھ لوگ ہر نئے کام کو خواہ وہ جائز اور مستحسن ہی کیوں نہ ہو اس کو بدعت کہتے ہیں اور اس سے بدعت ضلالہ مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں قرآن وحدیث میں کہاں لکھا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے؟ کیا صحابہ، تابعی اور تبع تابعی نے کیا ہے؟ ثبوت کیا ہے؟ یہ جائز کیسے ہوگیا؟ یہ نیا کام کیوں ہورہا ہے ان سب باتوں کے سبب مسلمانوں کے درمیان منافرت پھیل رہی ہے۔

کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو کہتے ہیں بخاری شریف میں ہے کیا؟ جبکہ ہر مسئلہ کا حل بخاری شریف کے حوالے سے نہیں ہوسکتا بلکہ نماز کے جملہ ارکان واحکام کو پورا نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ حدیث کی دوسری کتابوں کا سہارا نہ لیا جائے۔

یہ دیکھیں کہ شریعت سے ممانعت ہے یا نہیں

اگر کسی مسئلہ پر اعتراض ہے تو یہ دیکھیں کہ شریعت نے روکا ہے؟ ناجائز ومکروہ ہونے کی کوئی علت ہے؟ یا وہ کام کسی سنت سے متصادم ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کا روکنا ضروری ہے ورنہ بصورت دیگر کسی اچھے کام پر بحث ومباحثہ کیوں؟

کسی چیز کے جائز ہونے کی دلیل صرف یہ نہیں ہے کہ قرآن وحدیث کے تحت یہ جائز ومستحسن ہے بلکہ کسی اچھے کام پر شریعت کی خاموشی خود اس کے جائز ومباح ہونے کی دلیل ہے اس لیے کہ اشیا میں **اصل حکم اباحت یعنی جائز ومباح** ہونا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ (پ ۱ ع ۳/ البقرہ ۲۹)

(اللہ) وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چیزوں کو انسان کے فائدے کے لیے بنایا ہے اس سے چیزوں کا مباح وجائز ہونا خود بخود ثابت ہوتا ہے۔

اس لیے زبردستی کسی چیز کو ناجائز وحرام ٹھہرانا قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ (پ ۷ ع ۲ / سورۃ المآئدہ ۸۷)

اے ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔

البتہ جو مکروہ وممنوع ہیں یا ناجائز وحرام ہیں اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اور شریعت نے اس کی دلیل کو بیان کیا ہے جیسے خون، مردار، شراب، جوا، وغیرہ کے حرام ہونے کا حکم جیسے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔ (پ ۲ ع ۵ / البقرہ ۱۷۳)

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔

یا وہ چیزیں ناجائز وحرام اور مکروہ ہوں گی جن میں ناجائز وحرام ہونے یا مکروہ ہونے کی کوئی علت پائی جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان "كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ہر نشہ والی چیز حرام ہے" (رواہ البخاری)

اب اس قاعدہ کلیہ کے تحت ہر وہ چیز جس میں نشہ ہو وہ حرام ہے چاہے وہ شراب ہو، براؤن شوگر ہو، کوکین ہو، افیم ہو یا کوئی اور چیز ہو اس قاعدہ کلیہ کے تحت سب حرام ہوں گے۔

کچھ متفرق مسائل کا بیان

ذکر کی محفل منعقد کرنا جائز ہے

سوال: مسجدوں میں یا گھروں میں ذکر کی محفل منعقد کرنا اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ، درود شریف، دعائے یونس وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر صفائی قلب کے لیے یا بلندیِ درجات کے لیے یا کسی اور جائز مقصد کے تحت محفل سجا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ قرآن پاک سے اس کی تعلیم بھی ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ (پ ۲ ع ۹ / سورۃ البقرہ ۲۰۰)

پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب حج کرنے کے بعد خانہ کعبہ کے قریب جمع ہو جاتے تھے اور اپنے باپ دادا کی تعریفیں کیا کرتے تھے لیکن جب اسلام کا زمانہ آیا تو یہ حکم ہوا کہ اپنے باپ دادا کا ذکر چھوڑو یہ سب شہرت اور خود نمائی کی بے کار باتیں ہیں اس سے کچھ حاصل ہونا نہیں ہے اس لیے ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔

فائدہ: اسی آیت کے تحت علما نے ذکر بالجہر اور ذکر کی مجلس کو جائز قرار دیا ہے

اللہ تعالیٰ کے لیے صیغہ واحد کا استعمال بہتر ہے

سوال: گفتگو کے دوران یا لکھنے پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کرنا چاہیے یا جمع کا؟ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بولیں گے اور لکھیں گے یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؟

جواب: قران پاک میں واحد اور جمع دونوں کا صیغہ کثرت سے استعمال ہوا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے صیغہ واحد اور صیغہ جمع دونوں کا استعمال کرنا جائز ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ پ ۲ ع ۲/البقرہ ۱۵۲)

تو مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۔(پ ۲۴ ع ۱/سورۃ الزمر ۴۱)

بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے ساتھ اتاری

فائدہ: قرآن پاک میں بندوں کو دعا کرنے کی جو تعلیم دی گئی ہے ان سب میں زیادہ تر واحد کا صیغہ استعمال ہوا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا پ ۳ ع ۸/البقرہ ۲۸۶)

اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مولیٰ ہے۔

اسی طرح حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لیے ہر جگہ واحد کا صیغہ استعمال فرمایا ہے الا ماشاء اللہ: **اس لیے قرآن پاک کی دعا کے الفاظ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لیے صیغہ واحد کا استعمال کرنا زیادہ بہتر سمجھ میں آتا ہے۔**

یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا جائز ہے

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد یارسول اللہ یا نبی اللہ کہنا اور لکھنا کیسا ہے؟

جواب: پانچ وقت کی نمازوں میں جب نمازی تشہد پڑھتا ہے تو اس میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھتا ہے مزید ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۶۶، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الدُّخُوْلِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِذَا اُدْرِجَ فِيْ اَكْفَانِهٖ، میت کو کفنانے کے بعد اُس کی زیارت کو جانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۴۱/ ۱۲۴۲۔

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى فَرَسِهٖ مِنْ مَسْكَنِهٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ: بِاَبِيْ اَنْتَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ الخ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار اپنے سنح والے گھر سے تشریف لائے اور اتر کر مسجد نبوی میں گئے آپ نے کسی سے گفتگو نہیں کی یہاں تک کہ ام المومنین سیدہ عائشہ کے حجرہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے اس وقت حضور کو ایک لکیر دار یمنی چادر اوڑھا یا گیا تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی، آپ کے اوپر جھکے اور آپ کے چہرۂ مبارکہ کا بوسہ لیا پھر رو پڑے اور کہنے لگے **یا نبی اللہ:** میرے باپ آپ پر قربان ہوں الخ۔

داڑھی رکھنے کا بیان

سوال: داڑھی مونچھ رکھنا کیسا ہے؟ اور اس کی مقدار کیا ہو؟

جواب: کم از کم ایک مشت داڑھی رکھنا انبیا کی سنت اور شریعت کا حکم ہے قرآن مقدس سے اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشیں بنایا اور کوہِ طور پر گئے تو سامری نے ایک گائے کا بچھڑا بنایا اور لوگوں کو اس کی پرستش پر لگا دیا۔

آپ جب چالیس دن کے بعد توریت شریف لے کر واپس لوٹے اور قوم کے لوگوں کو اُس بچھڑے کے پاس ناچتے، گاتے اور اُس کی پوجا کرتے دیکھا تو غیرتِ دینی اور غصہ میں آ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر کے بال کو داہنے ہاتھ میں اور داڑھی کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تھا جس کو قرآن پاک نے یوں بیان کیا

قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ۔ (پارہ ۱۶ ع ۱۴ سورہ طٰہٰ ۹۴)

کہا اے میرے ماں جائے! نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال، مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا۔

فائدہ: حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اگر ایک مشت یا اس سے زیادہ نہ ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی داڑھی آسانی سے نہ پکڑ پاتے اس سے معلوم ہوا کہ کم از کم ایک مشت داڑھی رکھنا نبیوں کی سنت ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۷۵، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ تَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ، ناخن کٹوانے کا بیان حدیث نمبر ۵۸۹۲۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔

تم لوگ مشرکوں کی مخالفت کرو، **تم لوگ داڑھیوں کو وافر (زیادہ) رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ۔**

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِہٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَہٗ

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے **تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے اور جو ایک مشت سے زیادہ ہوتی آپ اس کو کاٹ دیتے۔**

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بڑی رکھی جائے اس کی شرعی مقدار کیا ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مشت سے زائد حصہ کو کاٹ کر ایک مشت داڑھی رکھنے کا ثبوت فراہم کیا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور علما وفقہا نے ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں داڑھی کاٹنے کو جائز نہیں لکھا ہے اور ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت کو بھی درست نہیں سمجھا ہے

فائدہ: کچھ لوگ جو بڑی لمبی داڑھی رکھتے ہیں یہ بھی غیر مناسب ہے۔

فائدہ: **اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مونچھ کو چھوٹا کیا جائے** مونچھ کو بالکل صاف کر دینا مناسب نہیں۔

عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے

سوال: اگر کسی نے اپنے لڑکے کا نام عبدالرسول یا عبدالنبی رکھ دیا ہے تو کیا ایسا نام رکھنے میں شرعاً کوئی حرج ہے؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ عبد جہاں بندہ مخلوق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے عبداللہ، اللہ کا بندہ، اسی طرح عبد کا معنی غلام بھی ہے جیسے عبدالرسول، رسول کا غلام، اور قرآن پاک میں دونوں طرح آیا ہے وضاحت کے لیے قرآن پاک کی چند آیتیں ملاحظہ ہوں۔

عبد کی نسبت خدا کی جانب

جب عبد کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے تو وہاں عابد، بندہ، یعنی مخلوق مراد ہوتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا۔ (پ۱۵ ع۱ر بنی اسرائیل ۱)

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

(۲) وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔ (پ۲۳ ع۱۳ر سورہ ص ۴۱)

اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگادی۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ

(پ۲۳ ع۱۳ر سورہ ص ۴۵)

(۳) اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب، قدرت اور علم والوں کو۔

فائدہ: مذکورہ تینوں آیتوں میں عبد کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس لیے یہاں عبد معنی میں عابد، بندہ مخلوق مراد ہے۔

عبد کی نسبت بندوں کی جانب

جب عبد کی نسبت بندوں کی طرف ہو تو وہاں غلام، خادم، نوکر مراد ہوتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآىٕكُمْ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (پ۱۸ ع۱۰ر سورۃ النور ۳۲)

فائدہ: اس آیت میں جو عبد کی نسبت بندوں کی جانب ہے اس سے مراد خادم، نوکر، اور غلام ہے۔

حج بدل کرنا حدیث کے مطابق ہے

سوال: کیا کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں؟

جواب: بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۱۹، كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا (پ۱۸ ع۱۰ / ۲۷/ ۲) اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو۔ حدیث نمبر ۶۲۲۸۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا حضرت فضل ایک خوبصورت آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب لوگوں کو مسائل بتانے کے لیے کھڑے ہوئے تو قبیلہ خشعم کی ایک عورت حضور کے پاس آئی اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ دریافت کرنا تھا حضرت فضل اس خاتون کی طرف دیکھنے لگے اور انہیں اُس کا حسن و جمال پسند آ گیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس وقت بھی فضل اس کی طرف دیکھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور حضرت فضل کی ٹھوڑی پکڑ کر ان کا منھ دوسری طرف کر دیا تاکہ وہ اس خاتون کو نہ دیکھیں اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے لیکن میرے والد صاحب بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور وہ سواری پر اچھی طرح بیٹھ نہیں سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ حضور نے فرمایا ہاں: یعنی تم اپنے والد صاحب کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہو۔

قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب کیوں؟

سوال: آپ نے اس کتاب میں سوالوں کے جوابات صرف قرآن کریم کی آیتوں اور بخاری شریف کی حدیثوں سے کیوں دیا ہے؟

جواب: وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ۔

(۱) بحمدہٖ تعالیٰ: جو مسائل بیان ہوئے ہیں وہ زیادہ تر سنن و مستحبات میں سے ہیں جن کا ثبوت قرآن کریم اور بخاری شریف کی حدیثوں سے دیا گیا ہے اگر مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسند احمد، دارمی، بیہقی، شرح السنۃ، مشکوٰۃ شریف، وغیرہ کی صحیح حدیثوں کو اخذ کر لیا جائے تو زیادہ تر مختلف فیہ مسائل حل ہو جائیں۔

(۲) اس کتاب کا ایک مقصد ان لوگوں کی غلط فہمی کو دور کرنا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کے معمولات قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔

(۳) یہ بھی دکھانا مقصود ہے کہ جب ایک ادنیٰ طالب علم نے سنت و مستحب اعمال کے دلائل قرآن پاک اور بخاری شریف سے دیا ہے تو ائمہ مجتہدین جن کی تقلید کی جاتی ہے انہوں نے فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، حلال و حرام، جائز و ناجائز، مکروہ و ممنوع کے جو مسائل بیان کیے ہیں ان میں شبہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟ بلا شبہ وہ قرآن کی آیتوں اور احادیثِ صحیحہ سے ماخوذ ہیں۔

(۴) اس کتاب کا ایک اہم مقصد ان لوگوں کی غلط فہمی کو بھی دور کرنا ہے جو ہر مسئلہ کا حل بخاری شریف سے چاہتے ہیں اور بس اسی کو لائق اعتماد سمجھتے ہیں جبکہ بخاری شریف کی حدیث سے کسی مسئلہ کے ثابت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اسی پر عمل کرنا لازم ہے اور اس کے مدمقابل کسی دوسری کتاب کے صحیح حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح بخاری شریف سے کسی مسئلہ کے ثابت نہ ہونے کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ وہ مسئلہ کسی دوسری حدیث کی کتاب کے حوالے سے ثابت نہ ہو۔

سارے مسائل بخاری شریف سے حل بھی کیسے ہو سکتے ہیں؟

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کو ایک لاکھ سے بھی زیادہ احادیثِ صحیحہ زبانی یاد تھیں اس میں سے **صرف چار ہزار حدیثوں کو بخاری شریف** میں جمع کیا ہے اور وہ حدیثیں جو کئی مرتبہ لائی گئی ہیں اگر ان کو بھی شمار کر لیا جائے **تو بخاری شریف کی حدیثوں کی کل تعداد سات ہزار چھ سو** کے قریب ہوں گی۔

اگر آپ نے باقی صحیح حدیثوں کو بیان کیا ہوتا؟ یا فریق مخالف کی دلیلوں کو بھی پیش کیا ہوتا تو کیا بخاری شریف سے دوسرے مسائل حل نہ ہو جاتے؟

لیکن چونکہ امام بخاری خود مجتہد تھے اُن کو اپنے منتخب مسائل کے لیے جن روایتوں کی ضرورت تھی انہوں نے اس کو بخاری شریف میں بیان کیا ہے اور باقی کو بیان کرنے کی انہوں نے ضرورت محسوس نہیں کی ہے۔

اس لیے اختلاف کرنے سے پہلے فریق مخالف کے دلائل و براہین پر غور و فکر کرنا اور حدیث کی دوسری کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے تا کہ نفرت کا ماحول ختم ہو سکے اور مسلمان متحد ہو سکیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (پارہ ۴ع ۲ رآل عمران ۱۰۳)

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا)

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (پارہ ۵ رسورہ النساء ۱۱۵)

فریب دینے والوں کا انجام

سوال: لوگوں کو فریب دینے والوں کا انجام کیا ہوگا؟

جواب: کسی کو دھوکا فریب دینا پھر انہیں باتوں کا مرتکب رہنا، عذابِ جہنم کا موجب ہے اور قیامت میں ذلت و رسوائی کا سبب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔ (پارہ ۳۰ رسورۃ البروج ۱۰)

بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب۔

بخاری شریف جلد دوم، ۹۱۲، كِتَابُ الْاَدَبِ، بَابٌ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ، حدیث نمبر ۶۱۷۸۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ: هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن دھوکا دینے والوں کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کے دھوکا دینے کا نشان ہے

یعنی قیامت کے دن سب لوگوں کو دکھا دیا جائے گا کہ یہ آدمی ایسا ہے جو دنیا میں لوگوں کو فریب دیا کرتا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ وَعَلٰى اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

بخاری شریف کی آخری حدیث

سوال: بخاری شریف کی آخری حدیث کون سی ہے؟

جواب: بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۱۲۹، کِتَابُ الرَّدِّ عَلَی الْجَهْمِيَّةِ الخ، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا۔ (پ ۱۷ ع ۴/۴ الانبیآء ۴۷) اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا، حدیث نمبر ۷۵۶۳۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو رحمان کو پیارے ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بھاری ہیں۔

سُبْحٰنَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللهِ الْعَظِيْمِ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی ہر عیب سے پاکی بیان کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے عظمت والا ہے۔

قَدْ تَمَّ الْكِتَابُ بِحَمْدِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَبِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

ابوطیبہ: ملک محمد شبیر عالم مصباحی

فون نمبر: 990-342-9656 گھر

گھر: 968-115-5485، 9163-37-8692

کناڈا: 001-647-765-2786